سند الواصلین تاجدار ولایت غوث الامت جد الاولیاء خواجہ خواجگان حضرت پیر محمد قاسم صادق موہڑوی

المعروف حضور باباجی موہڑوی

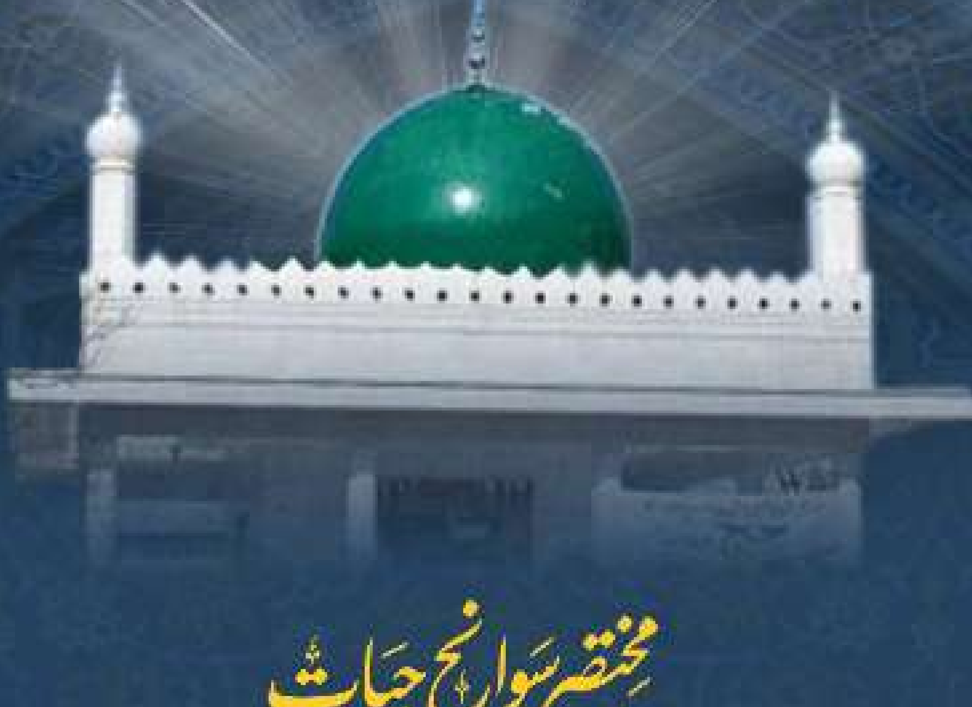

مختصر سوانح حیات

قاسمی جلوے

مصنف:

صاحبزادہ خلیفہ محمد نواز سالک صدیقی ہزاروی

بسم الله الرحمن الرحيم

مولای صل وسلم دائما أبدا
على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد سيد الكونين والثقلين
والفريقين من عرب ومن عجم

ثم الرضا عن أبی بكر وعن عمر
وعن علی وعن عثمان ذی الكرم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

اے ایمان والو!

اللہ سے ڈرو

اور سچے لوگوں کا ساتھ دو

(التوبہ 9:119)

سند الواصلین قاسم ولایت غوث الامت جد الاولیاء خواجہ خواجگان

حضرت پیر محمد قاسم صادق موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضور باباجی موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر محمد قاسم صادق موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضور باباجی موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ پیر نظیر احمد

المعروف سرکار موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر محمد قاسم صادق موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضور باباجی موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضور خواجہ پیر زاہد خان صاحب موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف پیر خان صاحب موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضور خواجہ پیر زاہد خان صاحب موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضور شیخ العالم پیر محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

حضور خواجہ پیر زاہد خان صاحب موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضور شیخ العالم پیر محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاسمی جلوے

قاسمی جلوے

محمد نواز سالکؔ صدیقی ہزاروی

زیر اہتمام:
شعبہ نشر و اشاعت صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس
مدینہ نگر پلہیر ایبٹ آباد

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب: قاسمی جلوے

مؤلف: خلیفہ محمد نواز سالک صدیقی ہزاروی

ترتیب و تدوین: محمد خلیق عامر

نظرِ ثانی: علاّمہ محمد ندیم قریشی

زیرِ اہتمام: صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس

ڈیزائننگ: محمد یامین مصطفوی

بار اوّل: اپریل 2023ء

قیمت:

❁❁❁

............رابطہ............

صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس، مدینہ نگر پلاہیر ایبٹ آباد

دربار نقشبندیہ پٹن خورد ایبٹ آباد

موبائل: 0300-9112950, 0300-4107096

نوٹ: خلیفہ محمد نواز سالکؔ صدیقی ہزاروی کی تمام تصانیف سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ (مدینہ نگر پلاہیر) کے لیے وقف ہے۔

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	اِنتساب مستطاب	۱۳
۲	نیاز مندانہ احساس	۱۴
۳	تقریظ: ڈاکٹر پیر شہزاد فضیل عیاض قاسمی	۱۹
۴	تقریظ: پیرزادہ محمد ظہیر الدّین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ	۲۱
۵	تقریظ: مفتی توفیق خورشید	۲۳
۶	تقریظ: حضرت علامہ پیر سیّد صابر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ	۲۵
۷	حضرت پیر محمد قاسم صادق موہڑویؒ (المعروف حضور بابا جی موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ)	۲۷
	مختصر سوانح حیات	
۸	خاندانی پس منظر	۳۰
۹	وِلادت با سعادت	۳۱
۱۰	ولادت سے پہلے ہی بشارتیں	۳۲
۱۱	عالم شباب میں کُشتی کا شوق	۳۴

۱۲	مرکزِ علم دہلی روانگی	۳۵
۱۳	وطنِ مالوف واپسی	۳۷
۱۴	سلسلہ رُشد و ہدایت	۳۸
۱۵	تلاشِ مُرشِد	۴۱
۱۶	نشانِ منزل	۴۳
۱۷	خوبصورت خواب	۴۳
۱۸	خرقہ و دستار	۴۸
۱۹	موہڑہ شریف	۵۱
۲۰	سفر کیّاں شریف	۵۹
۲۱	کیّاں شریف کثرت سے حاضری دیتے	۶۱
۲۲	باطل قوتوں کی ہرزا سرائی	۶۲
۲۳	قاسم فیضان ولایت	۶۶
۲۴	عجب رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے	۶۸
۲۵	مرشدی تذکرہ	۷۰
۲۶	جمال صورت	۷۲
۲۷	خدا پرستوں کا ایک ہی گھر	۷۸
۲۸	خواجگان نیریاں شریف	۸۱

۲۹	رَحمت ہی رَحمت	۸۴
۳۰	شریر شریف بن جاتے	۸۶
۳۱	لجپالی کی انتہا	۸۷
۳۲	ہم عصر صالحین کی قدر دانی	۸۸
۳۳	ضروری وضاحت	۸۹
۳۴	معجزہ	۹۱
۳۵	کرامت	۹۲
۳۶	کرامت عام	۹۳
۳۷	کرامت خاص	۹۳
۳۸	عقیدہ	۹۴
۳۹	اس میں بھی شک نہیں	۹۴
۴۰	ایسا بھی ممکن ہے!	۹۵
۴۱	دوقومی نظریہ کی پاسداری و آبیاری	۹۷
۴۲	پاکستان کے معرضِ وُجود میں آنے کی بشارت	۹۹
۴۳	لنگر کے ذریعے روحانی وجسمانی امراض کا علاج	۱۰۰
۴۴	ذرا لنگر کے ناظم وانچارج بھی دیکھیں!	۱۰۲
۴۵	دوبارہ حاضر ہو گئے	۱۰۵

۴۶	یہ بابا جیؒ کا لنگر ہے!	۱۰۷
۴۷	شیخ الانس والجن	۱۰۸
۴۸	نورِ بصیرت کی جلوہ نمائی	۱۱۲
۴۹	بحث نہ کرنا!	۱۱۴
۵۰	رُوحانی بصارت کی جلوہ نمائی	۱۱۵
۵۱	باخبر کُتّا	۱۱۸
۵۲	جُوتا گُم ہو گیا	۱۲۰
۵۳	بلا تفریق مذہب و ملّت سب سے پیار	۱۲۱
۵۴	مری کے دھوبی دربارِ خواجہ میں	۱۲۲
۵۵	شریعت و طریقت کی پاسداری	۱۲۴
۵۶	نقشبندی طریق کے بنیادی ارکان	۱۲۷
۵۷	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بنیادی اُصول وضوابط	۱۲۷
۵۸	۱۔ ہوش دَر دَم	۱۲۸
۵۹	۲۔ نظر بَر قدم	۱۲۹
۶۰	۳۔ سفر دَر وطن	۱۳۰
۶۱	۴۔ خلوَت دَر اَنجمن	۱۳۰
۶۲	یاد کرد	۱۳۱

۶۳	باز گشت	۱۳۱
۶۴	نگہداشت	۱۳۲
۶۵	یاد داشت	۱۳۲
۶۶	وُقوفِ زمانی	۱۳۲
۶۷	وُقوفِ عددی	۱۳۳
۶۸	وُقوف قلبی	۱۳۳
۶۹	ازدواجی زندگی	۱۳۵
۷۰	صاحبزادگان کی تعلیم و تربیت	۱۳۶
۷۱	اساتذہ کرام	۱۳۷
۷۲	قابلِ تقلید عمل	۱۳۷
۷۳	حضرت خواجہ پیر نظیر احمدؒ	۱۳۹
۷۴	قائداعظمؒ سے ملاقات	۱۳۹
۷۵	علمی وجاہت کا عملی مظاہرہ	۱۴۰
۷۶	مکتوباتِ نظیریہ	۱۴۱
۷۷	کشف و کرامات	۱۴۲
۷۸	والد گرامی موہڑہ شریف حاضر ہوگئے	۱۴۲
۷۹	اولاد و احفاد	۱۴۶

۸۰	حضرت خواجہ پیر زاہد خانؒ	۱۴۷
۸۱	حضرت پیر خانؒ کی خواجگان نیریاں پہ خاص عنایت	۱۴۸
۸۲	حضور شیخ العالمؒ پر کرم نوازی کی انتہا	۱۴۹
۸۳	علمی وجاہت پہ عاجزی کے پہرے	۱۵۲
۸۴	اولاد واحفاد	۱۵۳
۸۵	حضرت پیر آفتاب قاسمیؒ	۱۵۳
۸۶	قبلہ پیر جہانزیب بادشاہ دامت برکاتہم العالیہ	۱۵۵
۸۷	پیر اورنگزیب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ	۱۵۵
۸۸	حضرت پیر ڈاکٹر فضیل عیاض قاسمی دامت برکاتہم العالیہ	۱۵۶
۸۹	حضرت قبلہ پیر اولیاء بادشاہ فاروق دامت برکاتہم العالیہ	۱۵۶
۹۰	خلفائے کرام والا شان	۱۵۷
۹۱	وصال شریف	۱۶۲
۹۲	تبرّکات باعثِ برکات	۱۶۵
۹۳	موہڑہ شریف مزید نورٌ علیٰ نور	۱۶۷
۹۴	۱۔ سرکار دو جہاں ﷺ کا جبّہ مبارک	۱۶۷
۹۵	۲۔ نقش مہر نبوت	۱۶۸
۹۶	۳۔ نعلین مبارک	۱۶۸

۹۷	ملفوظاتِ قاسمیہ	۱۷۰
۹۸	نماز	۱۷۲
۹۹	صبح تین قسم کی ہوتی ہے	۱۷۳
۱۰۰	دائمی ذکر	۱۷۴
۱۰۱	پیر و مرشد کا تعلق	۱۷۴
۱۰۲	دو قدم	۱۷۴
۱۰۳	معمولاتِ زندگی کے نوادرات	۱۷۶
۱۰۴	لَا الٰہ الا اللہ	۱۸۲
۱۰۵	نعت رسول مقبول ﷺ	۱۸۴
۱۰۶	اب رات گزرنے والی ہے	۱۸۵
۱۰۷	یا خدا عزوجل! اِلتجا ہے یہ میری	۱۸۷
۱۰۸	﴿چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے﴾	۱۸۸
۱۰۹	خالی دامن وہاں جاتے ہیں بھر جاتے ہیں	۱۹۰
۱۱۰	گلہائے عقیدت بارگاہِ حضور غوث الاعظمؓ	۱۹۱
۱۱۱	﴿بارگاہِ قاسم فیضانِ نبوت حضور بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ﴾	۱۹۳
۱۱۲	بابا جی موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۴
۱۱۳	باوا جی خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ	۱۹۵

۱۱۴	میخانہ بابا قاسمؒ دا	۱۹۶
۱۱۵	عجب ہی شان رکھتے ہیں	۱۹۷
۱۱۶	خواجہ خواجگاں حضرت قاسم صادق موہڑویؒ	۱۹۸
۱۱۷	منقبت حضرت خواجہ پیر نظیر احمدؒ	۲۰۰
۱۱۸	منقبت بارگاہِ حضرت خواجہ پیر زاہد خانؒ المعروف پیر خان صاحبؒ	۲۰۲
۱۱۹	پیرِ کامل ہو کامل نظر چاہیے	۲۰۵
۱۲۰	شجرۂ قاسمیہ	۲۰۷
۱۲۱	شجرہ طیبہ نقشبندیہ صدیقیہ	۲۰۹
۱۲۲	سلام عقیدت بحضور سرورِ کائنات ﷺ	۲۱۲
۱۲۳	ختم خواجگان شریف	۲۱۶
۱۲۴	ختمِ قاسمی	۲۱۷
۱۲۵	صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس	۲۱۸

اِنتساب مستطاب

حضور قاسمِ ولایت، امام الفقراء، دنیائے شریعت وطریقت کے عظیم پیشوا حضرت بابا جی خواجہ پیر محمد قاسم صادق موہڑویؒ، والئی موہڑہ شریف کی علمی، سماجی، مذہبی خدمت اور رُوحانی فیضان کی وُسعت کے نام کرتے ہیں جس سے بلا واسطہ لاکھوں اور بالواسطہ کروڑوں انسان مستفیض ہوئے، ہو رہے ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت ہوتے رہیں گے۔

یکے اَز خدیم بابا جی سرکارؒ و خاکپائے سرکارِ نیرویؒ

خلیفہ محمد نواز صدیقی ہزاروی

حال مقیم پیٹر برو انگلینڈ

نیاز مندانہ احساس

آستانہ عالیہ موہڑہ شریف سے نسبت و محبت اور نیازمندانہ عقیدت کے سائے میں زندگی کے بچپن ولڑکپن کے شب و روز گزرے۔ آئے دن والد گرامی عالم ربّانی قبلہ پیر عبدالغفور نقشبندی المعروف استاد جیؒ کو اپنے پیر خانے کی طرف محوِ سفر دیکھتے رہے۔ خصوصاً عرس و عید کے موقع پر گاڑیوں پہ مشتمل ایک قافلہ ذکر و نعت کی گونج بلند کرتا ہوا موہڑہ شریف کی طرف بڑھتا۔ بحمد اللہ خاکسار بے شمار بار والد گرامیؒ کے ساتھ ولیوں کی بستی جس میں حضور بابا جی قاسم صادق موہڑویؒ کی ہستی موجود ہے حاضری سے فیض یاب ہوتا رہا۔

رُوحانی و ایمانی دنیا بھی اِک عجب دنیا ہے۔ عالم اَرواح میں جو رُوحیں کہیں ایک دوسرے کے قریب رہیں جب وہ اپنے وقتوں میں اپنے اپنے جسموں میں منتقل ہوئیں تو باہم اُن کے درمیان رشتہ محبت سے رابطہ قائم ہوا۔ یہ رشتہ محبت کے لیے دنیا میں ایک جگہ ایک وقت ہونا ضروری نہیں اور باہم محبت وعقیدت والوں کا ہم مرتبہ اور صالح ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ گنہگار سے گنہگار بھی اللہ کی رضا کے لیے محبت وعقیدت رکھنے والے انسانوں کو مقبولانِ بارگاہ سے ملا دیا جائے گا اور ملا دیا جاتا ہے۔ بہت سی قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ میں یہ مفہوم موجود ہے اور عارفین کاملین کے اَقوال بھی شاہد ہیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا ۝

() النساء، ۴/۶۹
اور جو کوئی اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۝

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ.

() مالك، الموطأ، ۲/۹۵۳، رقم: ۱۷۱، وإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ، وَ صَحَّحَهُ ابن حبان فی الصحیح، ۲/۳۳۵، رقم: ۵۷۵
میری خاطر محبت کرنے والوں، میری خاطر (میری) محافل سجانے والوں، میری خاطر ایک دوسرے سے ملنے والوں اور میری خاطر خرچ کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہوگئی ہے۔

اور سید المحبوبین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں مژدۂ جانفزا سنا دیا:

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.

() بخاری، الصحیح، کتاب: الأدب، باب: عَلَامَةِ الْحُبِّ فِي اللهِ عزوجل، ۵/۲۲۸۳، رقم: ۵۸۱۷، ۵۸۱۸

مسلم، الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: المرء مع من أحب، ۲۰۳۴/۴، رقم: ۲۶۴۰
(قیامت کے روز) آدمی اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب رسول ﷺ کی محبت اور رضا و خوشنودی کی خاطر جب اِن بندگانِ خدا اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے مقربین سے محبت و عقیدت ہو جائے تو یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ عشق و محبت کا نور نصیب ہونے سے اطاعت و اتبّاع آسان ہو جاتی ہے اور قبولیت کا درجہ بھی اختیار کر لیتی ہے۔ محبت و عقیدت کے جذبات و احساسات کے پس منظر میں ضرور ایسی شخصیت موجود ہوتی ہے جو عبادت و ریاضت، مجاہدہ و مشاہدہ کی چادر اوڑھے مخلوقِ خدا کی فلاح و اِصلاح کے عظیم مشن میں مشغول و مصروف نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا بے حد و بے شمار شکر ہے کہ جس نے تاجدارِ ختم نبوت ﷺ نبی رحمت ﷺ کے ذریعے سیدھی راہ دکھائی، شرف اسلام و ایمان دیا۔ نزولِ قرآن کی تکریم دی پھر ایمان و اسلام پہ قائم و دائم ہونے اور رہنے کے لیے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد اِن پاکانِ امت کی نسبت اور صحبت عطا فرمائی، کیونکہ یہ جماعت اولیاء انعام یافتہ بھی اور ہدایت یافتہ ہے۔ ان ہی کے عقائد و معمولات سچّے اور سُچّے ہیں۔ اِن ہی کے نقوشِ پا کا نام صراط مستقیم ہے۔

حضرت شیخ المشائخ جدّ الاولیاء حضرت بابا جیؒ و خواجگانِ موہڑہ شریف سے عقیدت ورثے میں ملی۔ پھر اِس میں روزانہ کی بنیاد میں اضافہ اُس وقت ہونا شروع ہوا جب خاکسار قبلہ والد گرامیؒ کے حکم سے استخارہ میں اشارہ سے قاسم فیضان قاسم

حضور شیخ العالم، قائد تحفّظ ناموسِ رسالت ﷺ سیدی علاّ مہ خواجہ پیر علاؤالدّین صدیقیؒ کی خدمت عالیہ میں بیعت کا شرف حاصل کرنے پنڈ دادن خان ضلع جہلم حاضر ہوا۔

بھیرہ شریف میں ابتدائی سال میں تھا اور صاحبزادہ والا تبار پیر سلطان العارفین صدیقی الازہری دامت برکاتہم العالیہ کی معیّت میں مرشد کریمؒ نے بندۂ عاصی کو دامنِ نسبت میں پناہ عطا فرمائی۔ موہڑہ شریف اور والئ موہڑہ کے تذکرے آپ کی محافل میں اکثر جاری رہتے۔ نِت نئے واقعات و کرامات سننا نصیب ہوئے جس سے عقیدت کی دُنیا مزید آباد و شاد ہوئی۔

بحمد اللہ دربارِ گوہر بار موہڑہ شریف سے دوہرے واسطوں سے نسبت، محبت اور عقیدت کا رشتہ نصیب ہوا۔ اِک عرصہ سے تاجدارِ ولایت کے حضور گلہائے عقیدت پیش کرنے کی آرزو ذہن میں انگڑائیاں لیتی رہی لیکن کم علمی و کوتاہی آڑے آ جاتی۔ آخر نیازمندانہ احساس نے صدا دی کہ اللہ تعالیٰ کے سہارے کوشش کرنی چاہیے۔ حقیر ہی سہی لجپال لوگ ہیں۔ مقرونِ بارگاہِ خدا ﷻ و مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ چنانچہ مرشد کریمؒ کے وسیلہ سے **قاسمی جلوے** سے موسوم یہ چھوٹی سے کاوش پیش کی جا رہی ہے۔ اگر آقایانِ نعمت کی توجہ و قبولیّت کا اعزاز نصیب ہو جائے تو بس یہی متاع و افتخار اور سب سے بڑا ایوارڈ ہے۔ کیونکہ حضور بابا جیؒ کے ارشادات میں انوارِ الٰہی اور اسرارِ الٰہی کے بے پناہ اشارات موجود ہیں۔ زندگی بھر کے مجاہدہ و ریاضت، عزیمت، رُشد و ہدایت اور مخلوقِ خدا کی مالی اور رُوحانی خدمت کے عظیم سلسلے موجود ہیں جو ہر دور کے مخلص طالبِ حق کے لیے نشانِ راہ ہیں۔

حضرت قاسم فیضانِ قاسم نبوت قبلہ بابا جیؒ کے وہ حالات و کرامات اور

خدمات اور زندگی سے جڑے دیگر واقعات جو کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوئے اُنہیں حرف بحرف لکھ دیا یا اُن ہی لفظوں میں اُس کا مطلب ومفہوم کسی عبارت میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی اور اِس کے علاوہ وہ واقعات وکرامات جو سینہ بسینہ زُبانی منتقل ہو رہے ہیں اور مجھ سمیت بہت سارے اِرادت مندوں کو مرشد قلب و روح حضور سیّدی شیخ العالم خواجہ صدیقیؒ سے سماعت کرنا نصیب ہوئے وہ دیگر حاضرین کی تصدیق لیتے ہوئے کچھ تو بعینہٖ اُن ہی الفاظ کے ساتھ اور بعض کے مفہوم کو عبارت میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی۔ کمی کوتاہی پر معافی کا طلبگار ہوں۔ دستیاب کتب درج ذیل ہیں

حیات محی الدّین غزنویؒ اَز علاّمہ ریاض احمد ہمدانیؒ

نسبتِ رُسولی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَز میاں محمد رشید

اولیاء کے جھرمٹ میں چمکنے والے روشن ستارے اَز پیر جہانزیب بادشاہ قاسمی

جمالِ نقشبند اَز ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

اللہ رب العزّت اس **قاسمی جلوے** کو اپنی بارگاہِ پاک میں شرفِ قبولیّت عطا فرمائے اور آقایانِ نعمت بالخصوص والئ موہڑہ شریف کی نظرِ عنایت سے فیض یاب فرمائے۔ ساتھ ہی اُن احباب کا ممنون ہوں جنھوں نے کتاب کی طباعت تک کے جملہ مراحل میں ساتھ دیا۔ خصوصاً تقاریظ کی صورت میں جن احباب نے حوصلہ افزائی فرمائی اور ترتیب ونظرثانی کے مراحل کو دیکھا۔ رب ذوالجلال جملہ احباب کو اجرِ کثیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین یا رب العالمین

تقریظ

ڈاکٹر پیر شہزاد فضیل عیاض قاسمی

(صدر اتحاد المشائخ پاکستان، مرکزی نائب امیر جماعت اہل سنت پاکستان، مرکزی امیر انجمن محبّان طریقت انٹرنیشنل موہڑہ شریف، چیئرمین قاسمیہ زاہدیہ ٹرسٹ، ممبر صوبائی کونسل آف نارتھ امریکہ)

الحمد للہ! اُس خالق کائنات کا بے پناہ کرم ہے۔ باعث رحمت کائنات کی خاص عنایت، اُن کے دامنِ رحمت سے وابستہ اولیائے کاملین کی نظر عنایت کہ حضرت علامہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب کی تحریر کردہ کتاب **قاسمی جلوے** کو پڑھنے کا مختصر موقع میسر ہوا، انتہائی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اِس کاوش کو مقبولِ عام دے۔

اِس مادّی اور پُر آشوب دور میں انسان کی جبلّی خواہش اور ضرورت سکون و اطمینانِ قلب ہے جس کے حصول کے لیے وہ پیہم تگ و دو میں مشغول رہتا ہے۔ حالت اضطراب اور بے اطمینانی میں مبتلا انسان کی زندگی جہنم کے عذاب سے کم نہیں۔ قلبِ مطمئن ہی کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ رُوح و نفس کے تقاضے الگ الگ ہیں۔ اس لیے ان کی غذا بھی مختلف ہے۔ مادّی جسم کی تخلیق مٹی سے کی گئی اُس کی خوراک بھی مٹی میں رکھ دی گئی جبکہ رُوح خالق کائنات کا نور ہے اور اُس کی غذا ذکر و فکر ہے۔

یہ نصیحت ہمیں اولیائے کاملین کے دامن سے حاصل ہوتی ہے۔ **قاسمی جلوے** اُس کی ایک کڑی ہے۔ جس محبت کے ساتھ خلیفہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب نے اپنے دادا مرشد کا اظہار قلم بند کیا ہے میرے نزدیک اس کتاب کے پڑھنے سے قلب و رُوح کی تسکین ہو گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور زیادہ کامیابی دے اور حضور بابا جی قاسم صادق سرکار موہڑویؒ کا فیضانِ قاسم نصیب ہو۔ آمین

تقریظ

پیرزادہ محمد ظہیر الدّین صدیقی دامت برکاتکم

(دربار عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر)

اسلام دینِ کامل و اَکمل ہے اور اِس کی تعلیمات نسلِ انسانی کی پوری زندگی کی کفیل اور انسانی تمام ضروریات مادّی و روحانی تقاضوں کی ضامن ہیں۔ اِن کا دائرہ مادّی دنیا سے روحانی دنیا تک وسیع ہے۔تعلیمات اسلامیہ ہر دور کو پابند از آب بناتی ہیں۔ اس میں تمام مسائل کا حل موجود ہے اور توازن برقرار رکھنے کا عملی درس دیا گیا۔ لا رہبانیۃ فی الاسلام

مصلحین امت نے اصلاحی مراکز قائم کیے اور یوں آستانے، خانقاہیں اور زاویے اور مدارس وجود میں آئے۔ علوم ظاہری کے مراکز علیحدہ اور علوم باطنی کے سرچشمے الگ قائم ہوئے۔ علماء تفسیر قرآن مجید، احادیث، فقہ و دیگر فنون کی تعلیم و تعلّم میں مصروف ہو گئے اور صوفیاء، عرفاء علوم کو واردات کی صورت میں قلوب و ارواح میں ڈھالنے لگے۔ ان خانقاہوں کا یہی نتیجہ و ثمر تھا کہ جب امت مسلمہ بتدریج اعمال و عقائد اور سیاسی انحطاط کی طرف بڑھنے لگی تب بھی ''احسان،، پر کلام کرنے والے اور قلوب و ارواح کی تطہیر و تعمیر باطنی پر توجہ دینے والے یہ آستانے اور تربیت کدے آباد رہے۔

برصغیر آنے والے ان روشنی کے میناروں میں تمام سلاسل طریقت کے

صوفیاء و اولیاء شامل ہیں۔ ان مقدس نفوس قدسیہ سے جو سلسلہ رُشد و ہدایت چلا ان میں غوث الامت حضرت خواجہ قاسم صادق موہڑویؒ کی ذات کریمہ بھی ہے، جن کی عظمت کا اعتراف عوام سے خواص تک سب کو ہے۔ جن کے فیوضات سے امیر و غریب، شاہ و گدا سب مشرف ہوئے ہیں۔ انہی سے فیوضات حاصل کرنے والوں میں نمایاں ترین شخصیت قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر غلام محی الدّین غزنویؒ (دربار عالیہ نیریاں شریف) کی ذات بابرکات ہے۔

میراثِ نبوت کا حامل یہ بطلِ جلیل اور آسمان ولایت کا مہر درخشاں حضرت خواجہ خواجگان قبلہ باوا جی صاحب سرکار موہڑویؒ کی حیات طیبہ مرتب کرنے والے جیّد عالم دین، بہترین خطیب، شاعر، قلم کار اور حضور شیخ العالم حضرت خواجہ پیر علاؤالدین صدیقیؒ کے خلیفہ مجاز علامہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب ہیں۔ پڑھنے لکھنے کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ ان کی متعدد تصانیف زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر قارئین کی نظر نواز ہو چکی ہیں اور ارباب محبت سے خراج محبت حاصل کر چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی سعی جمیل کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور حضرت خواجہ خواجگان سلطان اولیاء قبلہ بابا جی سرکار موہڑویؒ سے محبت کرنے والوں اور معتقدین، مریدین اور جملہ مسلمانوں کو آپ کے فیوضات نصیب فرمائے۔ آمین

تقریظ

مفتی توفیق خورشید

(محکمہ مذہبی امور آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر)

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ خلیفہ محمد نواز صدیقی ہزاروی قدس سرہ کی کتاب **قاسمی جلوے** پڑھنے کا موقع ملا۔ یہ کتاب مجھے بچپن کے دوست پیکر اخلاص و محبت کوآرڈینیٹر صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس مولانا محمد عتیق یاسر صاحب نے پیش کی۔ کتاب کا عنوان دیکھ کر رُوح تڑپ اٹھی کہ **قاسمی جلوے** کے عنوان سے موسوم کتاب میں کیا ہے۔ جیسے جیسے کتاب کا ایک ایک صفحہ پڑھتا گیا ویسے ویسے تشنگی بڑھتی گئی کہ یہ کتاب میرے پیر خانے سے متعلق ہے۔

قاسمی جلوے کتاب کا مطالعہ جب شروع کیا تو ایک دن میں ہی پوری کتاب پڑھ ڈالی۔ مصنف نے ایسے موتی پروئے کہ قاری کو کسی قسم کی تھکاوٹ کا نہ تو احساس ہوتا ہے اور نہ ہی بوریت بلکہ ایسے ادیبانہ انداز میں موتی پروئے کہ جو خود اپنی جانب کھینچتے ہیں۔ میرا تعلق بھی اسی آستانے سے ہے لیکن مولانا محمد نواز صدیقی صاحب کی کتاب سے مجھے وہ معلومات حاصل ہوئیں جو مجھے اس سے پہلے نہیں تھیں۔

مولانا محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب نے جس انداز میں حضرت بابا جی قاسم صادق موہڑویؒ کی سوانح حیات کو بچپن سے وصال تک ذکر کیا ہے اس سے مولانا کی اس آستانہ سے والہانہ محبت واضح طور پر جھلکتی ہے اور کتاب پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ فناء فی الشیخ کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب ہے۔ دربار عالیہ موہڑہ شریف سے تعلق رکھنے والے ہر عام و خاص کے لیے بے حد مفید ہے۔ اس کتاب کو اپنی لائبریری کی زینت بنائیں اور اپنے دوست احباب کو ہدیہ کریں۔

والسّلام

تقریظ

حضرت علّامہ پیر سیّد صابر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(آستانہ عالیہ محمدیہ دوبندی شریف، ہری پور ہزارہ)

سرزمین پاکستان کو جن اکابرین نے علوم نبوت سے سدا بہار کیا اور اپنی ساری زندگی علوم نبوت کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کر دی ان میں حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ آسمان طریقت پر آفتاب بن کر چمکے اور سرزمین پاک کو ماہتاب عالم تاب بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خداداد صلاحیت بخشی تھی اور آپؒ کا اصل طرۂ امتیاز بے نظیر تفقہ فی الدین تھا۔ غیر معمولی بصیرت اور جزئیات فقہ پر بے پایاں عبور تھا۔ مختلف الخیال علماء بھی آپ کے فتاویٰ واقوال بلا چون و چراں تسلیم کر لیتے تھے۔ آپ کا فیصلہ اٹل ہوتا تھا۔ کسی کے لیے اس کے خلاف کرنے کی مجال نہ تھی۔ آپ کے جوابات پر تمام علماء و اساتذہ کو مکمل اعتماد تھا۔ آپؒ کے ارشادات کی یہ بڑی خصوصیت تھی کہ نہایت مختصر مگر واضح ہوتے کہ ہر ایک اس کو سمجھ سکتا۔ اسی وجہ سے آپؒ کی تعلیمات طول و عرض میں یکساں مشہور و مقبول تھیں۔

پاک نفوس کا ذکر جمیل ہمیشہ سے ہی اہل سنت کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ ہمیں ہمارے اسلاف دین متین کی ترویج و اشاعت کے لیے کمر بستہ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ وہ نفوس ہیں جن کے بارے میں یہ کہا گیا کہ

عِندَ ذِکرِ الصَّالحینَ تَنزِلُ الرَّحمَةُ.

اکابرین نے عوام النّاس کے تزکیہ نفس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی جناب تاجدارِ موہڑہ شریف ہیں، جن کا اوڑھنا بچھونا سنت مطہرہ کے مطابق ہے۔ تاجدارِ موہڑہ شریف نے فقط موہڑہ شریف یا اس کے اردگرد کو سیراب نہیں کیا بلکہ آپ کا فیض دنیا کے مختلف حصوں میں پہنچا ہے اور آپؒ کا ذکر جمیل تا ابد جاری و ساری رہے گا۔

ہمارے واجب القدر صاحب قرطاس علاّمہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حضور بابا جی محمد قاسم موہڑویؒ کی سوانح حیات کو قلمبند کر دیا جس کے سبب آپؒ کا فیض مزید روشنیاں بانٹے گا۔

راقم عالم باعمل اور بہترین خطیب و شاعر ہیں۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا ہے کہ اس نے راقم سے اپنے عظیم ولی کی سیرت کو قلمبند کروایا۔ حضور خواجہ موہڑویؒ کا دربار عالی آج بھی امّت میں فیض تقسیم کر رہا ہے۔

اللہ کریم علاّمہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب کی اس کاوش کو مقبولِ خاص و عام فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سند الواصلین، قاسمِ ولایت، غوث الامّت، جدّ الاولیاء، خواجہ خواجگان حضرت پیر محمد قاسم صادق موہڑویؒ (المعروف حضور بابا جی موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

مختصر سوانح حیات

اُمّت مسلمہ پر چودہ صدیوں میں بڑی بڑی سیاہ راتیں اور ہولناک دنوں میں بڑے بڑے دل دوز صدموں کے سائے چھائے رہے۔ بڑے بڑے بدعقیدگی، بدعملی اور سفّاکی کے طوفان کفّار و اَغیار کی مدد سے نمودار ہوئے۔ سیاسی لحاظ سے اسلامی دنیامیں دراڑیں ڈالی گئیں لیکن تاریخ شاہد ہے کہ وہ دین اسلام کی جاندار اور شاندار بنیادوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے اور نہ ہی روحانی اسلام کے عروج میں رکاوٹ بن سکے، کیونکہ دین اسلام کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ اسے ہمیشہ سچے داعی اور داعی اسلام ﷺ کے سچے نائبین جماعت اولیاء اللہؒ کی مخلصانہ دینی خدمات میسر رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جنہیں ایمانی حلاوت، تقویٰ و طہارت اور اخلاص و محبت کی

معراج عطا کر رکھی ہوتی ہے وہ سابقٌ بالخیرات باذنِ اللہ جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے جانے والے اور بوسیلہ مصطفیٰ ﷺ اس جماعت کا ہر فرد حِزب اللہ اور جُندُ اللہ کے رُکنِ رکیں ہوتا ہے۔ انہی نفوس قدسیہ کو دارین کی سعادتوں کے تاج بارگاہِ خداوندی سے نصیب ہوتے ہیں۔

ذٰلِکَ هُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ.

یہی (آگے نکل کر کامل ہو جانا ہی) بڑا فضل ہےo

اُمت مسلمہ کے زوال کے دِنوں میں یہ پاکانِ اُمت ایمانی غیرت وحمیّت کے ساتھ باطل طاغوتی طاقتوں اور اُن کے ایجنٹوں کی ہر سازش کا مقابلہ اتنی جرات واستقامت سے کرتے ہیں کہ باطل اپنے دبدبے اور ہیبت سمیت غرق ہو جاتا ہے۔ اُن کی قوتیں ماند پڑ جاتی ہیں، ہرطرف حق سچ کا بول بالا ہو جاتا ہے اور کفر و باطل کا منہ کالا ہو جاتا ہے۔

تاریخ برصغیر کا ہوش مند قاری اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ ۱۸۴۰ء سے ۱۸۵۷ء کی دہائیوں میں امت مسلمہ ہر لحاظ سے اور ہر میدان میں زوال کی زد میں تھی۔ یہ وہ دور تھا جب خانقاہیں جہالت کی نذر ہو رہی تھیں، رُسومات و بدعات کی بندگلی میں بند ہو رہی تھیں۔عوام الناس کا اعتمادعلم معرفت سے اُٹھ رہا تھا۔مغربی سامراج اپنی گرفت بڑی تیزی سے مضبوط کر رہی تھی۔ دہلی کی سلطنت اب نہ ہونے کے برابرتھی۔قومی خودداری کا جذبہ دُور دُور تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔نفسا نفسی کے اس عالم میں وڈیرے، علماء، نام نہادصوفیاء گرانٹیں لینے میں مصروف تھے جن کی وجہ سے علمی درسگاہیں اور خانقائیں ویران اور بے اثر ہو رہی تھیں۔ دوسری طرف

امت مسلمہ کے ایمان کی اساس حُبِّ رسول ﷺ اور عظمتِ رسول ﷺ پہ بھی شب خون مارا جا رہا تھا۔ شانِ نبوت میں تنقیص اور بے ادبی کے لیے علمائے سُو کی ایک پوری جماعت کو خرید لیا گیا جن کا صبح و شام یہ کام تھا کہ وہ مقام نبوت میں شکوک و شبہاب پھیلانے میں مصروف رہتے۔ یہاں تک کہ جھوٹی نبوت کا دعویدار کذّاب بھی تیار کر لیا گیا۔ الامان الحفیظ۔ غرضیکہ یہ ہمہ گیر اور ہمہ جہتی زوال کا دور دورہ تھا۔

برادرانِ ذی وقار! یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ اس بے ادبی، گستاخی اور باطل کی طرف سے اُٹھائے جانے والے طوفانِ بدتمیزی کے سامنے بند باندھنے کے لیے چند مردانِ حق آگاہ علمائے دین اور صاحبان سجّادہ صداقت کے علمبردار بن کر میدان میں اُترے اور اپنی عقلی، علمی اور فکری ہمت و توانائی کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر لحاظ سے اور ہر مقام پر اُس سیل بلا کا مقابلہ کیا۔ اسلامیانِ برصغیر کو زَوال و وَبال سے نکال کر ایک مرتبہ پھر ایمان و صداقت کی راہ پہ قائم کر دیا۔

وہ علمائے رَبّانییّن و پاکانِ اُمّت جن کی مساعیِ جمیلہ سے اُمت مسلمہ ایک مرتبہ پھر راہِ مستقیم پر گامزن ہوئی شکوک و شبہات سے آزاد ہو کر شاہراہِ ہدایت اور ایمان و اِیقان کی دولت سے سرفراز ہوئی اُن مردانِ باخدا میں ایک وُجودِ باجُود حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کا بھی ہے۔

گلستانِ ولایت میں عجب ہی شان رکھتے ہیں
زمانے بھر کے وَلیوں میں اِک پہچان رکھتے ہیں

محبت و عقیدت اور نیاز مندی کے جذبات و احساسات کے ساتھ قاسم ولایت، ولیوں کے ولی حضور باباجیؒ کے حیات مقدسہ کے احوال و واقعات، کرامات

وتصرّفات جو دستیاب کتب سے اور خواجگانِ نیریاں شریف بالخصوص قاسم فیضان قاسم حضور شیخ العالم سیدیؒ کی روحانی محافل میں جن کے تذکار جمیلہ جاری رہتے بے شمار اِرادت مندوں کو جنہیں سماعت کرنے کی بھی سعادت حاصل رہی اُنہیں الفاظ کا رُوپ دینے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اللہ کریم علیم وخبیر سے مدد کا طلبگار ہوں۔ تاہم لکھنے لکھانے کے اس تانے بانے میں اپنی کم علمی وکم مائیگی کا احساس ہر لمحہ دامن گیر ہے۔ بہر حال سہارے اُسی کی رضا کی جستجو میں نوکِ قلم کا استعمال کر رہا ہوں کہ آقایانِ نعمت کے حضور نام لیواؤں میں خاکسار کا بھی نام آ جائے۔ یقیناً یہ اعزاز و افتخار بھی ہے اور مجھ عاصی کے لیے سب سے بڑا ایوارڈ بھی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خاندانی پس منظر

حضور غوث الامّت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ ایران کے مشہور کیانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو ایک طویل عرصہ سے نسل درنسل حکمرانی کے رتبے پہ فائز رہے۔ جب ہجرت کر کے آپ کے آباؤ اَجداد تبّت اور کشمیر میں کچھ عرصہ جلوہ افروز رہے یہاں بھی خداوند تعالیٰ نے اُنہیں حکمرانی سے سرفراز کیے رکھا۔ تبّت آپ کے مُورثِ اعلیٰ تبّت شاہ اور شہر کابل بھی آپ کے بزرگِ اعلیٰ کابل شاہ سے موسوم اور مشہور ہے۔ جب گردش لیل و نہار نے انگڑائی لی یہ تاجدار خاندان سلطنت و حکمرانی سے دُور ہوا اور ہجرت کرنے پر مجبور ہوا تو آپؒ کے جدّ اعلیٰ تجارت کا معزز پیشہ اپناتے ہوئے بسلسلہ تجارت کشمیر کے علاقے میں وَارِد ہوئے۔ لیکن قدرت کو

کچھ اور ہی منظور تھا۔ اب سے اس شاہی خانوادے کے افراد تجارت کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تبلیغ کا شغف اپنائے ہوئے ہجرت کرتے ہوئے مضافات کوہ مری ضلع راولپنڈی میں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ کے والد ذیشان حضرت سلطان محمد جیون خانؒ جیّد عالم ربّانی کی حیثیت سے سلسلہ تبلیغ دین کی خدمات مختلف مقامات پہ بجا لاتے رہے۔ یہاں ہی مستقل رہائش اختیار کرتے ہوئے شادی کی سنّت پہ بھی عمل کیا گیا۔

وِلادت با سعادت

انگریزوں کے ظلم و ستم کے ستائے جانے والے مظلوم مسیاڑی (مری) کے رہائشی انتہائی غربت و مظلومیت کی پستی میں زندگی گزار رہے تھے۔ اور اُن کے جان و ایمان کی دولت کو بے حد خطرات لاحق تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے اُن لوگوں کی ہدایت اور خیر و برکت کا سامان حضور خواجہ محمد قاسمؒ کے وجود کی صورت میں فرمایا اور یہی وہ مقام آپؒ کی جائے ولادت ٹھہرا۔

آپؒ کی تاریخ ولادت کے بارے میں مختلف روایات موجود ہیں البتہ یقینی روایات یہی ہیں کہ آپؒ نے ۱۰۰ سال سے زائد عمر پائی۔ حضور شیخ العالمؒ سیدی فرمایا کرتے ۸۰ سال تو موہڑہ شریف میں آپؒ جلوہ فرما رہے ہیں۔

تکملہ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں آپؒ کے تذکرے میں آپؒ کی عمر ۱۲۰ سال درج ہے۔ اس حساب سے تاریخ ولادت ۱۸۲۳ء بنتی ہے۔ **حیات صبغۃ اللہ شاہؒ** میں آپؒ کے نامور خلیفہ حضرت پیر ایرانی شاہؒ لکھتے ہیں کہ جب ۱۹۳۸ء میں اُنہیں خلافت سے سرفراز کیا گیا تو اُس وقت حضرت بابا جیؒ کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔

تاریخ وصال ۱۹۲۳ء کے مطابق آپؒ کی عمر مبارک ۱۲۵ سال بنتی ہے اور تاریخ ولادت ۱۸۱۸ء جو قمری شمار سے ۱۲۳۵ ہجری ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

() حیات محی الدّینؒ، ص ۱۷۳

ولادت سے پہلے ہی بشارتیں

دنیائے ولایت میں قدرت خداوندی کے اپنے خاص بندوں کی عزت افزائی کے مظاہرے یوں بھی ملتے ہیں کہ ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے پہلے ہی اُن کے مقام و مرتبہ کے بارے میں صالحین اُمّت کو بشارتیں دے دی جاتی ہیں جس سے اُس گوہرِ نایاب کی قدر و منزلت پیدائش کے ساتھ ہی آشکار ہو جاتی ہے۔

یہاں بھی حضور غوث الاعظمؒ کی خصوصیات و احوال کو دوہرایا جا رہا ہے۔ یہاں بھی والدین کریمین کو آمد کے ساتھ ساتھ ولایت میں مقام و مرتبہ سے خواب میں آشنا کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ولادت پہ خوب خوشی منائی گئی جس پہ سنّت کے پہرے موجود تھے۔ حسن و جمال کا پیکر جس کی پیشانی ولایت کے نور سے جگمگ جگمگ کر رہی تھی۔ گھر کے آنگن میں خوشیوں کے پہرے تھے کہ ابھی آپؒ کی عمر مبارک چھ ماہ ہی تھی کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرح آپؒ کے والد گرامی کا سایہ عاطفت بھی سر سے اُٹھ گیا۔ اب آپؒ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ساری ذمّہ داری آپؒ کی والدہ ماجدہ کے سر تھی۔ جو ما شاء اللہ بذات خود بھی ایک عالمہ اور عارفہ خاتون تھیں جنہیں اہل نظر بزرگ حضرات نے اپنے عظیم فرزند کے بارے میں بشارات بتا رکھی تھیں کہ یہ اپنے وقت میں طریقت کا امام اور مرجع خواص و عوام ہوگا اور اُس کے روحانی و علمی فیوضات سے اِک جہان فیض یاب ہوگا۔

نومولود کی منزل تو بالکل واضح تھی لیکن ابتدائے عمر میں یتیمی کا سایہ وہ بھی غریب الوطن گھرانہ جب یتیمی کے کرب و ابتلاء کے نیچے آ جائے۔ ذریعہ معاش بھی نہ ہونے کے برابر ہو اور کفالت کا اہتمام کرنے والا بھی کوئی نہ ہوتو ہر لمحہ کس قدر دُشوار ہو جاتا ہے۔ زمانے کی بے رحم رَوِش کیا گُن کھلاتی ہےمگر کروڑوں سلام ہوں اُس حوصلہ مند ماں کے وُجودِ باجُود پر جنہوں نے ہمت نہ ہاری۔ بڑے ہی صبر و حوصلہ سے اپنے لختِ جگر کی تعلیم و تربیت کی طرف اتنی خوبصورتی سے توجہ دی کہ اپنے نونہال کو لوازماتِ زندگی بھی فراہم کیے اور معصوم احساس و جذبات کی بھی پرورش کی۔ عجب شاندار معاملہ یہ ہوا کہ والد گرامیؒ کے سایہ عاطفت کے بغیر بچپن گزارنے والے نومولود نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے آپ کو بارگاہِ علم میں حاضر پایا۔

زمانے کے نامساعد حالات کی سنگینی کا مقابلہ کرتے ہوئے اُس عظمت کی نشان ماں نے حضور غوث الاعظمؒ کی مقدّس ماں کے اُسوہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا کردار پیش کر کے مستقبل کے غوث الامت کی تعلیم و تربیت کے لیے راہ ہموار کی بلکہ آسان وسہل بنایا۔ معاشی بحران تھا ہی غریبی قبول کرتے ہوئے دیہات کے سخت دنوں کی صعوبت بھی برداشت کر لی لیکن نورِ نظر کی تعلیم و تربیت کے اہتمام میں کمی نہیں آنے دی۔ چنانچہ گھریلو تعلیم کا آغاز تو بچپن کے آغاز سے ہی کر دیا گیا تھا کیونکہ موصوفہ ماں عالمہ بھی اور عارفہ بھی تھیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ اپنے وقت کے علم وعرفاں کے بادشاہ کو ماں کی ممتا سے علم وعرفان کے جام ملنا شروع ہو گئے تھے۔ تاہم گھریلو تعلیم کے ساتھ ساتھ مقامی مکتب میں بھی باقاعدہ تعلیم کا آغاز کر دیا گیا۔

بلا کی ذہانت اور حصول علم کا انتہائی شوق قدرت نے ودیعت کر رکھا تھا۔

میسر علمی نصاب کی تکمیل کرتے ہوئے پہلے سے بڑے ادارے میں منتقل ہوتے رہے۔ موضع پسووال میں چند برس زیورِ تعلیم سے آراستہ ہونے کے بعد موضع ملوٹ ستّیاں میں عظیم عالم و مدرّس مولانا نعمت اللہ جانؒ علی گڑھ کی مایہ ناز درسگاہ میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے مزید دَرسی کتب پڑھنے کا شرف حاصل کیا یہاں تک کہ آپ نے اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر تک معروف و مروّجہ دینی علوم پہ کامل دسترس حاصل کر لی۔ اُستاد گرامیؒ ذی وقار نے آپؒ کی دستار بندی فرمائی اور ایک کتاب شرح چغمینی بطورِ تحفہ بھی عطا فرمائی۔

عالم شباب میں کُشتی کا شوق

حضور بابا جی سرکارؒ نہایت خوبصورت حسن و جمال کے پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ وجیہ الشّکل، بلند قامت اور ایک مضبوط جسم کے مالک تھے۔ بعض سلف صالحین کی طرح آپؒ بھی اوائل شباب میں کُشتی لڑنے کا شوق رکھتے تھے۔ اُن دِنوں دیہاتی علاقوں میں کُشتی لڑنے کا شوق پورے عروج پہ ہوا کرتا تھا۔ مختلف مقامات پر اَکھاڑے جمتے تھے۔ جہاں معرکے سجتے دیکھنے والوں کی کثیر تعداد موجود ہوا کرتی۔ آپؒ بھی اکثر وہاں شرکت کرتے اور فنِّ کُشتی کا مظاہرہ کرتے۔ خدا کی شان کہ آنے والے وقت میں رُوحانی قوتوں کا امین بننے والے وجود کو جسمانی طور پہ اتنی قوت و طاقت نصیب ہے کہ جو بھی حریف سامنے آتا ہے چند لمحوں میں اُسے چت کر دیتے ہیں۔ ہر طرف آپؒ کی پہلوانی کے چرچے زبان زدِ عام ہوئے لیکن قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ فرمائیں کہ حسب معمول پڑھ (کُشتی کا میدان) سجا اگلے ہی لمحے ایک مضبوط حریف کو آپؒ نے زمین پہ پٹخ دیا تو لوگوں نے جوش میں آ کر آپؒ کو

کندھوں پر اٹھا لیا اور گلے میں ہار پہنائے۔

آپؒ کیا دیکھتے ہیں کہ اُسی شور شرابے میں ایک بزرگ دُرویش نمودار ہوا جو آپؒ کے قریب آ کر کہنے لگا: اے جوان! تمہارا تو یہ کام نہیں ہے، اس کام کو چھوڑو اور اپنی تعلیم کی تکمیل کرو۔ یہ کہہ کر وہ مجذوب دُرویش وہاں سے رُخصت ہو گیا لیکن دل کی بستی میں اُس کے فرمان نے ہلچل پیدا کر دی۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مری (سنی بینک) کے قریب چٹّا موڑ کے مقام پہ ایک عظیم الشّان اَکھاڑہ جمایا گیا۔ نامی گرامی فنِّ کُشتی کے ماہر لوگ شریک ہوئے۔ خدا کی قدرت یہاں بھی مقابلے میں آنے والے کو با آسانی پچھاڑ دیا گیا۔ پورے پنڈال میں واہ واہ کے نعرے بلند ہوئے۔ شائقین نے خوب داد دی۔ حسبِ سابق لوگوں نے کندھوں پہ اٹھایا، ہار پہنائے خوب شہرت ہوئی۔ لیکن جیسے ہی فراغت ہوئی تو پھر اُسی درویش خدا مست کو سامنے موجود پایا۔ اِس بار اُس نے ذرا سختی سے کہا: اے جوان! اپنی قیمتی عمر کو ضائع مت کرو، جاؤ اپنی تعلیم مکمل کرو تم سے بہت بڑا کام لیا جائے گا۔

مرکزِ علم دہلی روانگی

حضور بابا جیؒ نے اپنے علاقے کے قرب و جوار کے علماء وفضلاء سے حتیَّ الوُسع اِکتسابِ علم کر لیا تھا مگر آپؒ جنون کی حد تک تحصیلِ علم کا ذوق شوق رکھتے تھے۔ بار بار درویشی صدا نے اس تڑپ میں مزید اضافہ کر دیا۔ لہٰذا پیاسے کو کنوئیں کے پاس جانے کے مصداق دہلی شہر جانے کا فیصلہ کر لیا جہاں اُس وقت علم وفضل کے سرچشمے پوری فراوانی و جولانی کے ساتھ تشنگانِ علم کی پیاس بجھانے میں مصروف تھے۔ اگرچہ اُن دِنوں لمحہِ موجود کی طرح سفر سہل اور آسان بھی نہیں تھا بلکہ انتہائی

دُشوار، مشکل اور صبر آزما تھا۔ سڑکیں ناپید تھیں۔ بسوں اور ریلوں کا بھی کوئی خاص انتظام نہ تھا۔ طویل سفر میں جہاں تک سواری دستیاب رہتی تو ٹھیک ورنہ وہ سفر کئی دنوں میں پیدل کرنا پڑتا تھا۔

سفر کی یہ صعوبتیں قدم قدم پہ تھیں۔ افراتفری کا دور دورہ ہے، ہر طرف اغیار کی سازشوں نے جال بچھا رکھے ہیں۔ یتیمی کے کرب سے بھی دوچار ہیں لیکن امّی حضور مزید علم کی بارگاہ میں پیشی کرنے کے لیے حضور غوث الاعظمؒ کی والدہ ماجدہ کے اُسوہ کو اپناتے ہوئے اپنی ممتا قربان کرنے کے لیے تیار بیٹھی ہیں۔ اب تاریخ پھر اپنے آپ کو دوہرا رہی ہے۔ اپنے وقت کا غوث الامت بوڑھی ماں سے دلاسے اور دعائیں لے کر علم و عرفاں کے مسکن دہلی روانہ ہو گئے۔

نہ جانے کس قدر سفری مشقت اُٹھائی، کتنے دن مسافری میں کٹ گئے۔ بہر حال ایک طالب علم کی حیثیت میں ورثۂ نبوت کے حصول کے لیے دہلی شہر میں جلوہ فرما ہوئے۔ وہاں جا کے مراکز علم میں گُم ہی ہو گئے۔ ایک اُستاد سے کسبِ علم کیا تو دوسرا موجود تھا۔ ایک ادارے سے علم سے فراغت ہوتی تو دوسرا خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ حصول علم کی لگن ایک دو سالوں میں مکمل ہونے والی نہیں تھی۔ ویسے بھی علم کی کوئی حد نہیں ہے اور نہ ہی اُس کی کوئی سرحد ہے۔ مھد سے لحد تک انسان طالب ہی رہتا ہے۔ آغوش ولایت سے علم کا آغاز کرنے والا مسلسل علم و حکمت سے اپنا دامن بھرتا جا رہا ہے۔ لیکن علمی پیاس بجھنے کا نام نہیں لیتی۔ طلب علم میں ایسا انہماک ہوا کہ شب و روز مہینوں اور مہینے سالوں میں بدلتے گئے۔ روایت ہے کہ ۲۱ سالہ تعلیمی دورانیے میں سے کُل تین سال آپؒ وہاں قیام پذیر رہے۔

قارئین محترم! آپ جانتے ہی ہیں علم کا حصول ہر آدمی کے ظرف کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی لا محدود نعمت سے کون کتنا اور کس قدر سیراب ہوتا ہے۔ ایسی بات حضور بابا جیؒ دماغ ولایت رکھنے والا وجود ہے۔ قدرت اس عالم ربّانی سے ایک خاص کام لینا چاہتی ہے۔ طریقت کے نصاب کے عین مطابق عمل درآمد کیا گیا ہے۔ کون کون سی علمی شاخوں پر کمند ڈالی ہیں۔ کس قدر علم و حکمت کے سمندر میں غوطہ زَن ہوکر علم و عرفاں کے موتی تلاش کیے ہیں۔ علم حاصل کرتے کرتے ولایت کے کس منصب پہ وہ فائز ہوئے یہ وہ جانے یا اُن کا خدا جانے یا وہ آقایانِ نعمت جانیں جن کی روحانی سرپرستی میں تعلیمی سفر جاری رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے

خدا کے خاص بندے کو جُدا اِک جان ملتی ہے
خواجہ قاسمؒ حقیقت میں وہ بھی جان رکھتے ہیں

وطنِ مالوف واپسی

خاندانِ طریقت کے ہاں ہمیشہ سے رائج عین دُستور کے مطابق تعلیم و تربیت کے حصول کے بعد تبحّر علمی سے سیراب ہوکر ایک لائق اُستاد اور عالم ربّانی کی حیثیّت سے واپسی ہوئی۔ حضور بابا جیؒ چونکہ مزاجاً صوفی منش تھے، رضائے الٰہی کی جستجو میں علم حاصل کیا اب علم فروخت کرنے کے بجائے خدمتِ خَلق کر کے اُس کی روشنی کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کا فیصلہ کیا چونکہ پاکانِ امت کا یہ پاکیزہ سبق آپ کو اَزبر تھا کہ سرمایہ علم ایک امانت ہے۔ یہ ایمانداری سے حاصل کیا جاتا ہے اور دیانتداری سے قوم کو لوٹا دیا جاتا ہے۔

چنانچہ واپس آتے ہی بلاتاخیر موضع جگوٹ میں ایک مدرسہ قائم فرما کر مسندِ

علم پہ جلوہ اَفروز ہوئے اور درسیات کی تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے۔ گرد و نواح سے طلباء علومِ دینیہ کے حصول کے لیے پروانہ وار حاضر ہونے لگے۔ تھوڑے ہی عرصے میں آپ کے علوم دینیہ کی تدریس اور تقریر و تبلیغ کے چرچے زباں زدِ عام ہونے لگے۔ بابا جیؒ نے یتیمی کی حالت میں دینی علوم حاصل کیے تھے اُنہیں اچھی طرح احساس تھا کہ ایک یتیم بچے کے لیے یہ کتنا کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ اِس کا احساس کرتے ہوئے یتیموں کے لیے اپنے ادارے میں خصوصی رعایت و سہولت فراہم کر رکھی تھی تا کہ وہ آسانی سے اپنے علمی سفر کو جاری رکھ سکیں۔

آپ یتیم یتیماں تائیں ہتھ سرے تے دھردا

کا عملی مظاہرہ دیکھنے کو ملنے لگا۔

سلسلہ رُشد و ہدایت

احکاماتِ الٰہیہ، تعلیماتِ نبوی ﷺ، عقائدِ صحیحہ اور معمولاتِ پسندیدہ کی ترویج و اشاعت اور حق کی ترجمانی کا ذمہ ہمیشہ سے اولیائے عظام اور علمائے کرام اَحسن طریقے سے نبھاتے آئے ہیں۔ اس عظیم الشّان مشن کے لیے وہ اپنی مکمل توانائی جانفشانی سے بروئے کار لاتے رہے ہیں جس کی وجہ سے دین اسلام کی تابندگی کے چرچے چہار دانگ عالم میں قائم ہیں۔

حضرت قاسم صادقؒ نے بھی اکابر اولیائے کرام کی روایت و دِرایت پر عمل کرتے ہوئے اشاعت اسلام، عقائد اہل سنت کے پرچار اور عوام النّاس کی اصلاح و احوال کی دُرستگی کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال میں لاتے ہوئے درس و تدریس کے علاوہ قریبی گاؤں اور اردگرد کے دیہاتوں میں تبلیغ و تقریر کا سلسلہ بڑے

منظّم انداز میں شروع کر دیا۔ ظاہری و باطنی حسن کی خوب جلوہ نمائی ہونے لگی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پُر اَثر خطابت کے چرچے دُور دراز علاقوں میں بھی ہونے لگے۔ سامعین کے قلوب و اَذہان کی تطہیر کے سامان ہونے لگے۔ بدمذہبوں اور باطل فرقوں کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات کا اِزالہ ہونے لگا۔

صاف ظاہر ہے باطل نظریات کے حامل خاموش نہیں بیٹھ جاتے، اُنہوں نے آپؒ کے حسد وتعصّب میں سازشوں کے جال بننا شروع کر دیئے کہ کس طرح اِس مردِحق آگاہ کی صدائے حق کو روکا جائے۔ قدم قدم پہ رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں لیکن کیا مجال ہے کہ آپ کے پائے ثبات و استقامت میں بال برابر بھی لغزش آئی ہو۔

اُن ہی دنوں یہ اندوہ ناک سانحہ رُونما ہوا کہ علاقہ مری کے مشہور قبیلہ کے درمیان اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے درمیان کشمکش شروع ہوگئی۔ فریقین میں لڑائی کی وجہ سے معاملے نے شدّت اختیار کر لی۔ ایک علمی اور دینی مسئلہ تھا کہ بات مناظرہ تک آ پہنچی۔ فریقین میں چند اکابرین کے باہمی مشورے سے ایک منصف، فراخ دل اور اعتدال پسند عالم دین کو حکم بنانے کا فیصلہ ہوا۔ سب نے بغیر کسی اعتراض کے غوث الامت حضور خواجہ قاسمؒ کو منتخب کر لیا کیونکہ آپؒ پورے علاقے میں ایک بے بدل عالم اور بے مثل فاضل و عادل کے اوصاف سے مشہور و معروف تھے۔

چنانچہ آپؒ اُس علاقے میں تشریف لے گئے۔ فریقین کے دلائل بغور سنے۔ دلائل کی روشنی میں مدلل فیصلہ اہل سنت والجماعت کے حق میں دے دیا۔

فریق ثانی اپنے معاہدے پر قائم نہ رہ سکا۔ بجائے فیصلہ تسلیم کرنے کے وہ حضرت خواجہؒ کے جانی دشمن ہو گئے۔ اُسی موقع پر دعوت طعام میں دُودھ کے گلاس میں زہر ملا دیا گیا۔ آپؒ تھوڑی دیر کے بعد بے ہوش ہو گئے۔ کافی علاج معالجے کے بعد صحت یاب ہوئے۔

برادرانِ اسلام! آج کا کوئی نام نہاد مادّہ پرستی کا مارا ہوا کوئی پیر ہوتا تو وہ کہتا کیا ضرورت ہے اِن مسائل میں اُلجھنے کی، یہ تو مولویوں کا کام ہے۔ آج کے وہ جہالت زدہ جاہلانہ رسم و رواج میں جکڑے ہوئے بعض اَن پڑھ سجادہ نشین ان ہی چکروں میں پھنسے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے حق و صداقت کی راہنمائی اُن سے چھین لی گئی۔ وہ صرف تعویز گنڈے کے کاروبار میں مشغول ہیں۔ صرف اور صرف ماہر جلبِ زَر اور مجاور کی حیثیت سے بزرگوں کی گدّی پر براجمان رہتے ہیں۔ اِس حقیقت سے شاید وہ بالکل غافل ہیں اور خاندان طریقت کی اس رِیت و روایت سے بھی بالکل ہی بے خبر ہیں کہ وقت کے ولی مردِ مجاہد کی سب سے بڑی پہچان اور اَرفع و اعلیٰ شان یہی ہوتی ہے کہ وہ سچ کا بول بالا کرتا ہے۔ حق بات کہتا ہے اور حق ہی کی تبلیغ و اشاعت کرتا ہے۔ حق کی پاسداری میں باطل قوتوں کے ساتھ ڈٹ جاتا ہے۔ یہی سنت رسول کائنات ﷺ ہے۔ یہی حکم خداوند ہے اور یہی اولیائے کاملین کا شیوہ اور طریقہ و سلیقہ ہے۔

حضور بابا جیؒ راہِ عزیمت اپنائے ہوئے درس و تدریس اور وعظ و خطابت کے ذریعے تبلیغ دین کا اہم فریضہ ادا کرتے رہے۔ آپ کا طبعی رجحان چونکہ تصوف و روحانیت کی طرف تھا آپ کے اساتذہ کرام نے بھی آپ کی والدہ ماجدہ سے اس کا

ذکر کیا اور خصوصیت سے فرمایا تھا کہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد انہیں کسی مُرشدِ کامل کی صحبت میں بھیجا جائے۔ آپؒ کا بھی اس تڑپ وجستجو کے حصول کے لیے شب و روز دینی خدمات کے ساتھ ساتھ اس بے چینی کو دُور کرنے کے لیے ریاضت و مجاہدہ، ذکر وفکر میں زیادہ وقت گزارنے لگے۔ فارغ اوقات میں خلوت و گوشہ نشینی کی سنت پہ بھی عمل کرتے۔ مقدّس سوچ کا یہ زاویہ ہمیشہ آپ کو پریشان رکھتا کہ سارا علم تو اِک لباس ہے اُس کے اندر کیا ہے؟ ظاہری اور باطنی علوم سے آخر مدّعا کیا ہے؟ بہت سارے اہلِ علم اور درویشوں سے گفت و شنید بھی رہی لیکن تسلّی نہیں ہوئی۔

تلاشِ مُرشد

اَصحابِ معرفت کا اَزل سے یہ دُستور رہا ہے کہ علمی ثروت سے مالا مال ہونے کے باوجود علوم معرفت کے شناور و تاجدار بننے کے لیے کسی مرشدِ کامل کی سنگت وصحبت اور راہِ طریقت میں راہنمائی ضروری سمجھتے ہیں۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ.

() المائدة، ۳۵/۵

اور اس (کے حضور) تک (تقرب اور رسائی کا) وسیلہ تلاش کرو۔

سے مراد مرشد گرامی ہی لیتے ہیں۔ کیونکہ مطلوب حقیقی تک رسائی بغیر راہنما کے انتہائی مشکل ہے۔ قدم قدم پہ نفس و شیطان اپنے جال بچھائے بیٹھے ہیں۔ یہ مُرشدِ کامل ہی ہوتا ہے جو باذنِ ربّانی متلاشیانِ حق کو مقصودِ حقیقی سے ہمکنار کرتا ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ صدیوں پہلے مرشد کامل کی اہمیت یوں بیان کرتے ہیں کہ: ''طلب صادق ہونے کے باوجود مجلس محمدی ﷺ تک رسائی صرف اور صرف مرشد کامل کے وسیلے سے ہوسکتی ہے۔ کوئی فرد بغیر پیرِ کامل کے شریعت و طریقت، روحانیت و معرفت کے مراحل ازخود طے نہیں کرسکتا۔،، مزید فرماتے ہیں:

مرشد دا دیدار ہے باہو

سانوں لکھ کروڑاں حَجّاں ھُو!

حضرت خواجہ محمد قاسمؒ جیّد عالم دین اور جامع معقول و منقول ہونے کے باوجود خاندانِ طریقت کی روایت کے مطابق محسوس کرلیا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ کسی مرشدِ کامل کو تلاش کیا جائے۔ آپؒ بھی اولیائے کرام کے اُسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جن کے نزدیک مرشدِ کامل ہی اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ بنتا ہے اور اس نسبت روحانیہ کے بغیر اپنے آپ کو نامکمل سمجھتے تھے۔

یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے رہبرِ کامل اور مرشدِ اَکمل کا ملنا آسان نہیں۔ یہ بڑے مقدر و نصیب والے لوگ ہوتے ہیں جنہیں بروقت کسی نائب رسول ﷺ کی نسبت وصحبت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جب طلب صادق ہو تو اللہ رب رحیم و کریم اپنے فضل و کرم سے خود کسی مردِ کامل کی صورت میں منزلِ حقیقی کا راہنما بنا دیتا ہے۔ چنانچہ آپ سراپا اشتیاق بن کر پیرِ کامل کی تلاش میں نکل پڑے۔

ما شاء اللہ گوہرِ مقصود کی تلاش و جستجو کا مبارک سفر جاری تھا کہ خبر ملی کہ راولپنڈی کے مضافات میں کلیام شریف میں بھی ایک صاحبِ دل، نائبِ رسول ﷺ

بزرگ جلوہ فرما ہیں۔عشق و مستی اور شوقِ فرواں کا سامان لیے بغیر کسی تاخیر کے حضرت باوا جی کلیامیؒ کے حضور حاضر ہوئے۔

نشانِ منزل

طالبِ صادق نشانِ منزل کے رُوبَرو موجود ہے۔ دیکھتے ہی صاحبِ آستانہ گویا ہوئے: ''تمہارے لیے میرے ہاں کچھ نہیں ہے تُو جس عشق و مستی میں سرشار ہے اُس کا میرے پاس مداوا نہیں ہاں مگر ایک آستانہ بتائے دیتا ہوں وہاں حاضر ہو جا تمہاری سب حاجتوں کی کفالت اُسی آستانے پر ہو گی، وہ آستانہ کشمیر میں ہے۔''

برادرانِ طریقت! راہِ حق کے مرشدین کاملین ہمیشہ سے اسی دُستور پہ عمل پیرا ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اُن کا شعار ہوتا ہے۔حرص و لالچ سے بہت دُور ہوتے ہیں۔ وہ مریدوں کی تعداد بڑھانے اور جلبِ زَر کے بہانے تلاش کرنے سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ صاحبِ نظر ہوتے ہیں۔ وہ جان لیتے ہیں کہ آنے والے کی روحانی تعلیم و تربیت کسی اور کے ذمہ ہے۔ وہ وقت ضائع کیے بغیر نشانِ منزل کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔جس طرح باواجی کلیامیؒ نے پہلی ملاقات میں ہی حضور خواجہ محمد قاسمؒ کا دُرست رُخ متعین کر دیا۔شومئی قسمت ہمارے دور میں اکثر آستانوں کے جانشین اپنے اکابرین کی اس خوبصورت روایت و رِیت سے انحراف کر کے دنیاوی منفعت اور عیش وعشرت کے خُوگر ہو چکے ہیں۔ الاّ ما شاء اللہ

خوبصورت خواب

باطنی نظام میں رؤیائے صادقہ حقیقت کی طرف راہنمائی و ترجمانی میں

ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ شکوک و شبہات کا ازالہ ہوتا ہے۔ حجابات مٹائے جاتے ہیں۔ گوہرِ مقصود بالکل سامنے کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آپؒ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ آپؒ کیّاں شریف جائیں آپ کا مدّعا وہیں سے حاصل ہو گا اور پھر اُسی خواب میں ہی وہاں تک کے راستے کی راہنمائی کے ساتھ ساتھ خواجہ خواجگاں، حامی بے کساں حضرت خواجہ نظام الدین کیانویؒ کی زیارت سے بھی مشرف ہوتے ہیں۔ اِس خوش خبری نے منزل واضح کر دی اور آتشِ شوق میں مزید اضافہ ہو گیا۔

بس پھر کیا تھا حضرت قاسم موہڑویؒ کُوئے جاناں کی طرف روانہ ہو گئے۔ مسافت طویل بھی ہے اور دُشواری بھی مگر آپؒ پیدل سنگلاخ پہاڑوں، کٹھن راستوں، جنگلوں اور ندی نالوں اور دریاؤں کو عبور کرتے کرتے کشمیر کے مشہور شہر مظفر آباد پہنچے اور وہاں رات مسجد خواجگان میں بسر کی۔ امام صاحب بھی صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔ رات بھر کشمیر کے فقراء و اولیاء کے تذکار جاری رہے۔ جب اُنہوں نے کیّاں شریف میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین کیانویؒ کا نام لیا چونکہ آپؒ کی منزلِ مقصود بھی آپؒ کی ہی بارگاہ تھی، نام نامی اسم گرامی سنتے ہی دل میں خاص جذبہ و شوق موجزن ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی منزلِ مراد کی طرف روانہ ہونے لگے۔ امام صاحب چونکہ آپؒ کی پُر تاثیر تبلیغ و خطابت سے آشنا تھے اُنہوں نے گزارش کی ایک رات مزید قیام فرمائیں تا کہ اہلیانِ مظفر آباد آپ کے وعظ سے مستفیض ہو سکیں۔ چنانچہ آپؒ نے دوسری رات عظیم الشّان اجتماع میں نہایت فصیح و بلیغ اور ایمان افروز وعظ ارشاد فرمایا جس سے عوام النّاس خوب متاثر ہوئے اور دوسرے دن جب کیّاں شریف روانہ ہونے لگے تو امام صاحب مقتدیوں سمیت آپ

کے ہمراہ ہو گئے۔

طلب سچی اور مقصد بھی عظیم ہے اور منزل بھی سامنے ہے۔ دُشوار ترین دو دن کی مسافت ہے۔ اِک اِک لمحہ بڑی بے تابی و بے قراری میں گزر رہا ہے۔ نہ بھوک نہ پیاس اور نہ سفری تھکاوٹ کی پرواہ ہے۔ جنون و عشق تو چاہتا ہے کہ اُڑ کر کیّاں شریف کی فضاؤں میں پہنچ جاؤں اور یہ حقیقت ہے کہ جنون سچا ہو تو راستے کے پتھر اور چٹانیں دُھول بن جاتے ہیں۔ مسافتیں سمٹ جاتی ہیں۔ راہ کے کانٹے بھی پھولوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

خدا خدا کر کے نیلم وادی کے مظاہر فطرت ملاحظہ کرتے ہوئے تحصیل اٹھمقام نے مرشد کامل کی قیام گاہ قریب ہونے کے اشارے دے دیے اور کنڈل شاہی کی سادہ سی بستی میں پہاڑوں سے اُترنے والے صاف ستھرے پانی کی آبشاروں نے دُور سے آنے والے راہِ حق کے مسافر کو نویدِ وَصل سنا دی کہ شہنشاہِ ولایت کی درگاہ اب بالکل قریب ہے۔ اب بلند ہمت راہی بلندی کا سفر شروع کرتے ہوئے ابھی تھوڑی مسافت طے کی تھی کہ کیّاں شریف کی رُوح پرور زمین پہ قدم لگنے شروع ہو گئے۔ بہارِ ولایت کی معطّر خوشبوؤں نے استقبال کیا۔ مولائے روم کے بتائے ہوئے دُستور پہ عمل کرنے کا وقت آ گیا۔

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شُد

نظریں اُٹھیں تو مردِ حق آگاہ کا آستانہ سامنے تھا۔ دیدار کے لیے نظریں جھکیں تو پیکر حسن و جمال خواجہ نظام الدین کیانویؒ کی نورانی سرکار تھی۔ طریقت و

اِرادت کے راہی و رہبر کا وقتِ وصال ہے۔ طالب و مطلوب کی چار نگاہی ہو رہی ہے۔ دلوں میں روحانیت و طریقت کی بجلی کوند گئی۔ نہایت ادب و وارفتگی کے عالم میں حضرت خواجہ کے حضور سلام نیاز اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔

اُدھر حضرت خواجہ کیانویؒ آپؒ کو دیکھتے ہی شفقت و محبت بھرے لہجے میں فرمانے لگے: جس مردِ حق کی تلاش تھی وہ آ گیا۔ سبحان اللہ! جیسے بہار بہار کے قریب آ گئی۔ حضرت باوا جیؒ آپ کی زیارت اور آپ سے ملنے والی خوبصورت بشارت پاتے ہی دل و جان سے آپ پہ فدا ہو گئے اور ہمیشہ کے لیے شیدا ہو گئے۔ بلا تاخیر بیعت کی درخواست کر دی۔ آپ نے قبول کرتے ہوئے نسبت روحانیہ کی لا زوال نعمت سے مشرّف فرما دیا۔ خاص نظرِ عنایت نصیب ہونے کی وجہ سے بیعت ہونے کے ساتھ ہی انوارِ معرفت سے منور کر دیے گئے مگر اس عظیم بے بدل عطا پر شکرانے کے طور پہ جملہ اوراد و اسباق اور معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تلقین فرمائی۔ چلّہ کشی کا بھی حکم ہوا۔ لہٰذا آپ ایک عرصہ تک اپنے پیر و مرشدؒ کے آستانے پر ہی مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

اس میں کوئی شک نہیں طریقت و معرفت کی راہ انتہائی کٹھن و مشکل ہے۔ جہاں ہر طرف مجاہدوں اور ریاضتوں کی اِک کہکشاں بچھی ہوتی ہے۔ ہمہ وقت سر تسلیم خم جو مزاجِ یار میں آئے کی مصداق بسر کرنا ہوتا ہے۔ ان درویش خدا مستوں کا اپنا ہی سکول اور اپنا ہی اُصول ہوتا ہے۔ انوکھا نصاب اور پھر وصول ہوتا ہے۔

مکتبِ عشق کا انداز نرالا دیکھا
اُس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

اگرچہ موجودہ دور کے بعض نام نہاد مجاور ذہنیت سے دوچار جانشین خانقاہ کو آسائشوں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

بہر حال خواجہ نظام الدین کیانویؒ نے شب و روز کی بنیاد پر آپ کو منازل سلوک طے کروانے شروع کر دیے۔ آستانہ عالیہ پر معمولات اور خدمات جاری رکھیں۔ قیام کے دوران دیکھا کہ خانقاہ عالیہ پر پانی کی بڑی قلّت ہے اور بڑی دُور سے پانی سروں پر اٹھا کے لایا جاتا ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لیے تیار کر لیا۔ چنانچہ مرشد کریمؒ کی بارگاہ میں اجازت چاہی آپؒ نے فرمایا: بڑا مشکل اور دُشوار ترین کام ہے۔ آپ نے عرض کیا حضور! دُعا فرما دیں۔ آپؒ نے پتھر کاٹنے اور زمین کھودنے والے چند اوزار لیے روانہ ہو گئے۔ انتہائی سنگلاخ پہاڑ اور پتھریلی خطرناک ندی سے پانی نکالنے کا کام شروع کر دیا۔ ایسی خوفناک جگہ سے نالی بنائی گئی کہ جہاں انسان کے کھڑے ہونے کی جگہ دکھائی نہیں دیتی۔ یوں لگتا ہے کہ حضور بابا جی سرکارؒ نے وہاں آپ نے اپنی کمر کے ساتھ چادر باندھ کر درخت کے ساتھ باندھا ہو گا۔ خاکسار جب مظفر آباد میں میٹرک کا سٹوڈنٹ تھا والد گرامی قبلہ پیر عبدالغفور نقشبندی نور اللہ مرقدہ کی معیّت میں کیاّں شریف جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اُس وقت بھی سڑک اور لکڑی کے پل موڑ موڑ پہ موت یاد دلاتے تھے۔

اُس سفر کا ہر مسافر یہ سوچ کر حیران و ششدر تھا کہ حضور بابا جیؒ آج سے تقریباً ایک صدی پہلے اتنا طویل دشوار ترین سفر پا پیادہ کس طرح طے کرتے ہوں

گے۔ سنگلاخ وادی، ویران جنگلات، جگہ جگہ وحشی درندوں کی آماجگاہیں۔ نہ جانے اس مردِ باخدا نے کس قدر صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کی ہوں گی اور پھر جب حضور بابا جیؒ کی تیار کردہ نالی کی باقیات کے کچھ حصے دیکھے جو اُس وقت موجود تھے جو عاشق صادق خواجہ محمد قاسم صادقؒ کی جانثاری اور جانبازی کی داستانیں سنا رہے تھے کہ مرد درویش کا عزم مصمم ہر خطرے کو پسپا کر دیتا ہے اور ہر ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔

سنگلاخ پتھروں کے درمیان پانی کی وہ راہ گزر کی طوالت سخت پتھروں کو کرید کر اُس کا ہموار کرنا یہ ہفتہ دس دنوں کا کام نہیں لگتا۔ اتنا بتایا جاتا ہے کہ آپ نے شب و روز اس کام کو جاری رکھا زیادہ وقت وہاں ہی گزارتے رہے۔ یہاں تک کہ پانی آستانہ مرشد تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ جب مرشد گرامی نے پانی سے زمین سیراب ہوتی دیکھی فرمایا: بیٹے! جس طرح آپ نے میری زمین پانی سے سیراب کی میں نے تجھے نور سے سیراب کر دیا۔ سبحان اللہ! مریدِ کامل کی محنت و مشقت مرشد کامل نے قبول فرماتے ہوئے جو باطنی و روحانی جوہر اپنے مرید باصفا میں دیکھنا چاہتے تھے ملاحظہ فرمائے تو خلافت عطا کرنے کا فیصلہ فرما لیا۔

خرقہ و دستار

اللہ تعالیٰ رب رحیم و کریم کے الطاف و اکرام اور عنایت سے خوبصورت مظاہرہ کا وقت آن پہنچا۔ وارث مسند ارادت و ارشاد خواجہ خواجگان حضرت نظام الدینؒ جس فرد الافراد کے متلاشی تھے کہ جو اُن کے مشن و فیض کو لے کر آگے چلے وہ دامن طلب پھیلا کے بیٹھا ہے۔

یاد رہے! حضرت خواجہ صالحین امت کے اُس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں جن کے ہاں خاندانی وراثت کی کوئی اہمیت نہیں جبکہ اولاد اُس کی اہل نہ ہو کیونکہ یہ صاحب طریقت فیضان نبوت کے علم وحکمت کے وارث ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں درہم و دینار کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

توحید خداوندی کی مئے ہے جو نظروں سے پلائی جاتی ہے اور سینوں میں چھپائی جاتی ہے

چنانچہ خواجہ کیانویؒ نے بھرے دربار میں جملہ صاحبزادگان کی موجودگی میں اپنی دستار مبارک اور خرقہ مقدّس آپ کو پہنا کر خلافت خاص سے نوازا اور چاروں سلاسل نقشبندی، قادری، چشتی اور سہروردی میں بیعت کی اور اجازت عطا فرمائی۔ پھر ساتھ ہی دربار شریف میں موجود بڑے اجتماع کے سامنے قرآن مجید کی تفسیر سنانے کا حکم بھی دے دیا۔ سبحان اللہ! اک جہاں کو اپنی پُرتاثیر خطابت وتبلیغ سے متاثر کرنے والا اور اب مرشدی حکم کے مطابق کھڑے ہو گئے اور سورۃ الملک کی ابتدائی چند آیات تلاوت فرمائیں اُن کی تفسیر وتفصیل میں نہایت فصاحت و بلاغت سے عالم برزخ اور حشر ونشر کے واقعات و حالات ایسے پُرتاثیر الفاظ و انداز میں بیان کیے کہ حاضرین پر رقّت کا سماں طاری ہو گیا اور بابا کیانویؒ بہت خوش ہوئے اور اپنے پُرجمال و باکمال روحانی فرزند سے گویا ہوئے کہ آپ تو اتنے بڑے عالم ہیں پھر ہمارے پاس کیوں آئے ہیں؟

یاد رہے! طریقت کی دنیا میں ایسے سوالات مزید فیضان کے دروازے کھولنے کے لیے مرشدین کاملین کے ہاں روایت چلی آ رہی ہے۔ حضرت قاسمؒ نے

عرض کیا: حضور! میں نماز پڑھتا ہوں لیکن اُس کی پہچان نہیں جس کو سجدہ کرتا ہوں۔ بس اُسی حقیقت کی تلاش آپ کے قدموں میں لائی ہے۔آپ نے مزید روحانی توجہ فرمانے کے ساتھ فرمایا: کل تک صبر کرو اور یہیں قیام کرو۔

اُسی رات حضرت غوث الامتؒ خواب میں دیکھتے ہیں کہ خواجگان طریقت کی مجلس سجی ہوئی ہے، آپ کو بلا کر ایک ممتاز جگہ پر بٹھایا جاتا ہے اور پھر گلے میں پھول کے ہار پہنائے جاتے ہیں۔ پھر قیام گاہ کے طور پہ ویران جنگل میں ایک پتھر بھی دکھایا جاتا ہے۔ ماشاء اللہ! علی الصبح جب پھر مرشد اکمل کے حضور حاضری ہوئی تو آپؒ نے مسکرا کے فرمایا: اب تو خوش ہو؟ آپ کی اور میری جگہ ایک ہی ہے۔آپ واپس ہو جاؤ، کوہ مری کے دامن میں ویران جگہ پہ جو پتھر دکھایا ہے اُس پر بیٹھو اور چالیس روز تک چلّہ کشی کرو۔ وہاں ہی ڈیرہ رکھو۔مخلوقِ خدا کو خدا کی طرف بلاؤ۔ جس شخص کی آپ اُنگلی پکڑیں گے میں اُس کا پنجہ پکڑوں گا۔ اللہ اکبر! قلبی کیفیات معراج کو پہنچ رہی ہیں۔جلوۂ شیخ کامل نے حصار میں لے لیا ہے۔محبت وعشق میں ایسے بے خود ہو گئے، مرشدی جلوؤں میں فنا ہو کر آپ کی نظرِ عنایت سے فناء فی الشیخ کے عظیم مقام پہ فائز ہو گئے۔

صد کتاب و صد وَرق دَر نار کُن
جان و دِل جانبِ دِلدار کُن

آتشِ شوق وعشق کا تقاضا ہے کہ مزید کچھ دن جانِ جاناں کے حضور شربتِ دیدار کے جام پیئے جائیں مگر الامر فوق الادب کے مصداق واپسی کے سفر پہ روانہ ہو گئے۔

موہڑہ شریف

حسبِ ارشاد مرشد پاکؒ آپ دس روز شب و روز سفری مشقتیں برداشت کرتے ہوئے مسیاڑی کے جنگل میں آن پہنچے۔ موجودہ مری کے دُشوار گزار گھنے جنگل کی ایک ویران جگہ پہ وہ پتھر جسے سیّاں دی پَڑی کہا جاتا تھا یہی وہ جگہ ہے جو خواب میں دکھائی گئی تھی۔ اُسے مستقل مسکن اور چلّہ گاہ بنانے کے لیے موجود ہیں۔ جس طرف نظر اٹھاتے ہیں ویرانگی ہی ویرانگی ہے۔ خوفناک و وحشت ناک جنگل ہے۔ خاردار جھاڑیوں سے مُوزی درندوں کے چنگھاڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ اُسی زمانے میں وہ وادی خطرناک درندوں کی موجودگی کی وجہ سے بستی سے کٹی ہوئی تھی۔ اُس کے راستے پر لوگوں کی آمد و رفت بھی نہیں تھی۔ آسائش و آرام کی چیز دُور تک نظر نہیں آتی۔

قارئین ذی وقار! دنیاداروں کے معیار سے بالکل جدا ان خدا والوں کے دُستور ہیں اور زندگی گزارنے کے منشور ہیں۔ یہ عقل و خرد کی طرف سے آنے والے سوالات اور زندگی کو لاحق ہونے والے خطرات کا مقابلہ عشق الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر حق ھو کی ضربوں سے کرتے رہتے ہیں۔ ویرانے آباد کرتے ہیں، جنگل منگل بناتے ہیں۔ بلکہ ازل سے یہی دستور و معمول دکھائی دیتا ہے۔ جہاں یہ وفا شعار قرب و حضور کے طلب گار بستر جما لیتے ہیں مصلّٰی بچھا لیتے ہیں وہ ہی مقام زیارت گاہ خاص و عام بنا دیتے ہیں۔

حضور بابا جی سرکارؒ اولیاء کے اُس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپؒ بڑی اچھی طرح جانتے تھے کہ انوارِ معرفت کے جو خزانے مجھے عطا کر دیے گئے اُس بے

بدل نعمت عظمیٰ کا شکرانہ بھی بڑا کڑا ہو گا۔ راہِ عشق و مستی کی تلخیوں سے آپ بخوبی آگاہ تھے۔

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجو
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

آپؒ اللہ جل جلالہ پہ توکل کرتے ہوئے اپنے شیخ کاملؒ کے حکم کے تحت اُسی مقام پہ ڈیرہ ڈال لیتے ہیں۔ پتھر کی سِل پہ مصلیٰ بچھا لیتے ہیں۔ حسبِ تلقین یکسوئی کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جو تھوڑا بہت رزق روزی کا اہتمام تھا وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس علاقے کی ویرانگی کا یہ عالم ہے کہ تقریباً چھ ماہ گزر گئے کسی کو یہ علم نہ ہوا کہ اس جنگل میں کوئی بندۂ خدا عبادت و ریاضت میں مصروف ہے۔ یہاں تک کہ فاقوں کی نوبت آ گئی۔ درختوں کے پتے اور جنگلی میوہ جات بطور خوراک کھا لیتے بہتی ندی کا پانی استعمال کر لیتے اور شب و روز ذکر و درود اور اوراد و وظائف میں بسر کرتے۔ گویا حضور بابا محمد قاسمؒ بھی حضور غوث الاعظمؓ کے طریق پہ ابتلائی منازل طے کرنے میں مشغول ہیں۔ کیونکہ جتنی ابتلاء و آزمائش سخت و کٹھن ہوتی ہے اتنا ہی مقام و مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ سبحان اللہ۔ مرشد کامل کے حکم پر مردِ درویش نے بڑے عزم و حوصلہ اور دلیری و استقامت سے راہِ سلوک کی پہلی منزل عبور کرتے ہوئے بفضلہٖ تعالیٰ مرشد کریمؒ کے بتائے ہوئے مسکن کو ہی مدفن بنانے کا فیصلہ کر لیا۔

اُدھر آہستہ آہستہ قریب والی بستی کے بعض لوگوں کو معلوم ہوا کہ پاس والے ویرانے میں ایک پُرنور و پُر جمال وجود جلوہ فرما ہے۔ بس کیا تھا کارکنانِ

قدرت جو بندگانِ خدا کی شہرت وقبولیت پہ مامور ہوتے ہیں اپنا کام کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بڑی دور دور سے عقیدت مندوں کی آمد شروع ہوگئی۔ دن بھر میلا لگنا شروع ہوگیا۔ جو پاس بیٹھتا اُٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ یوں عُشّاق قرب میں رہنے کے اہتمام کرنے لگے۔ ضروریات اور گنجائش کے مطابق تعمیرات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

مسیاڑی کے جنگل میں حضرت شیخ کے حکم کی تعمیل میں تعمیر کا آغاز کر دیا گیا۔ خلوت جلوت میں بدلنا شروع ہوگئی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مسجد و مدرسہ اور مسافران طریقت کے لیے مکانات کی تعمیر کے ساتھ ہی موجودہ موہڑہ شریف کی ابتدا ہوگئی۔ خدا رسیدہ بندگانِ خاص کی بستی کو قرآن مجید میں ارضِ مقدسہ سے اور احادیث شریفہ میں القریۃ الصالحہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کسی قریے، گاؤں اور شہر میں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں لیکن جیسے ہی بارگاہِ ذات حق کے پسندیدہ اور سید المحبوبین علیہ الصلاۃ والسلام کے دربار عالیہ سے چنیدہ ہستی اُس میں قیام کر لیتی ہے تو اُس کی بزرگی، تقویٰ وطہارت اور شرافت کا نور ایسا غالب آتا ہے کہ اہل محبت اُس گاؤں، بستی و شہر کا نام بھی ادب و احترام سے لیتے ہیں۔ اُن مقدس آستانوں میں ایک خوبصورت اضافہ ہوا 'موہڑہ شریف'۔

موہڑہ شریف ویران جنگل میں ایک سِل پہ بیٹھ کر ساری ساری رات اپنے رب کریم کے ساتھ مناجات کرنے والے درویش خدا مست کی خانقاہ ہے۔ علم و حکمت کے اُس تاجدار کا مسکن مقدس ہے جس نے سنگلاخ پہاڑوں کے دامن میں دور افتاد علاقہ میں حسب حکم بستی بسا کر ایک عظیم الشان روحانی وعلمی تحریک کا آغاز کیا جس نے تھوڑے ہی عرصے میں انسانیت سازی اور کردار سازی اور باطنی تطہیر

کے ایسے کار ہائے نمایاں انجام دیے کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ سورج کی کرنوں کی طرح بابا جیؒ کے فیضان سے ہر طبقہ زندگی اور شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ بیک وقت مستفیض ہو رہے ہیں۔ کیا خوب سلسلہ تعلیم و تربیت ہے۔ درگاہ اور درسگاہ ایک ہی وقت میں حاضرین کے قلوب و اذہان کو منور کر رہے ہیں۔

اُس وقت برصغیر میں مسلم آبادی اَغیار کی سازشوں اور بدعقیدگی و بدعملی کی وجہ سے بے یقینی، معاشرتی اور نظریاتی خلفشار کا شکار ہوگئی تھی۔ ہر شعبہ زندگی زوال پذیر تھا۔ ایسے وقت میں حضور بابا جیؒ درگاہ عالیہ میں ایک رہبر اور روحانی معالج کی حیثیت سے ایک حازق و ماہر نباض کی طرح علاج کرنے اور فیض تقسیم کرنے میں ایسے مشغول ہیں کہ لوگ چار دانگ عالم سے آتے نہیں رُکتے اور یہ تربیت کرنے اور فیض لٹاتے نہیں تھکتے۔

کوہ مری پنجاب کے ڈھلوانی علاقہ میں نقشبندیت کے اس روحانی شہباز نے مرشدی حکم کے مطابق نگاہ و دُعا کے ذریعے زندگی سنوارنے اور عاقبت سدھارنے کے محمدی مشن پہ رات دن کام کرنا شروع کر دیا تو دور و نزدیک سے بے شمار طالبین حق نے مرکزِ اَنوار دربار فیض بار کی طرف قافلہ در قافلہ حاضر ہونا شروع کر دیا۔ اُدھر حضور بابا جیؒ جو عشق الٰہی اور محبت الٰہی میں خود تو ہمہ وقت سرشار رہی رہتے لیکن آنے والے ذائرین کی بساط و ظرف کے مطابق باہم فیض رسانی میں دیر نہ فرماتے اور حاضرین میں بعض وہ خوش نصیب بھی موجود رہتے ہیں جنہیں طریقت و شریعت کا شہباز بنانے کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔ سنگ دل موم ہو رہے ہیں۔ بدبختی نیک بختی میں تبدیل ہو رہی ہے۔ نیکو کار قرب پروردگار کے مزے لے رہے ہیں۔

کیا سہانا ماحول ہے۔ اک باخدا وجود اپنی خداداد طاقتوں اور صلاحیتوں کا عملی مظاہرہ کرنے میں مصروف ہے۔

مرضیء مولا میں انسان جو ڈھل جاتا ہے
نظر کر دے جو پتھر پہ پگھل جاتا ہے

عشق و محبت اور نورِ معرفت کے جام نظروں سے پلائے جانے کے خوبصورت نظارے اہل نصیب کو دیکھنے نصیب ہو رہے ہیں۔ سلیم الفطرت حضرات کائنات کی وسعتوں پہ مشاہدات آئے روز دیکھنے میں مشغول رہتے ہیں کہ خالق کائنات مخلوق کی مادّی ضروریات اور جسمانی زندگی کے لوازمات پوری کرنے کے لیے مردہ زمین پہ بارش نازل کر کے زندہ فرماتا رہتا ہے۔ بالکل اسی طرح اپنے محبوب تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کی امت کی دینی، دنیاوی اور اُخروی بھلائی کے لیے نائبین رسول کو ابرِ رحمت کی صورت میں مختلف وقتوں اور علاقوں میں اپنی ولادیت کا تاج عطا کر کے پیدا فرماتا رہتا ہے جن کی صحبت و تربیت اور دعا و نگاہ سے عوام الناس کو علمی و عملی اور روحانی طور پہ نئی زندگی سے سرفراز کرتا رہتا ہے یونہی اس بندۂ خدا اور غلام مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے مخلوق کا رابطہ خالق سے اور امتی کا تعلق اپنے نبی ﷺ سے قائم ہو جاتا ہے۔

قدرت خداوندی کے اسی ازلی دستور کے مطابق دنیائے ولایت میں آستانہ عالیہ موہڑہ شریف میں فیضان نبوت کی تقسیم اور وراثت نبوت کی تعلیم کے لیے حضور بابا جیؒ اسم بامسمیٰؒ کی حیثیت سے ساقی میخانہ بن کر جام پلانے میں مصروف ہیں، یوں شرق تا غرب میں ایک دھوم مچ گئی۔

موہڑہ شریف مہبطِ اَنوار ہے لوگو!
خواجہ پیر قاسمؒ کا جہاں دربار ہے لوگو!
یہ قاسم ہیں ولایت کے فقر کے بادشاہ بھی ہیں
درویشوں کی مجلس میں یہی پکار ہے لوگو!
سدا ہی عشق و مستی کی روانی میں جولانی ہے
وہاں کے ذرّے ذرّے میں عجب مہکار ہے لوگو!

قارئین ذی وقار! حضرت قبلہ بابا جی سرکارؒ نے اپنی تقریباً ۱۲۵ سالہ حیاتِ مقدسہ میں ایک مصلح، عالم ربانی اور روحانی پیشوا کی حیثیت سے روحانی دنیا میں ایک نئی روح ڈالی ہے۔ ہر طبقہ اور سوچ رکھنے والے مستفیض ہوتے ہیں اور پھر جنہیں آپ کی بارگاہ سے خلافت و نیابت کے تاج نصیب ہوئے وہ بھی ضیاء بار اور پُر بہار وجود ہیں جن کے آستانے مرجعِ خلائق ہیں اور لاکھوں کروڑوں لوگ اُن پاکانِ اُمت سے عقیدت و محبت کے لحاظ سے وابستہ ہیں۔

حضرت بابا جی سرکارؒ کی ہمیشہ یہی کوشش و کاوش رہی کہ گمراہ اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے افراد کو حسنِ سلوک سے خلق محمدی ﷺ کی مہکار سے قائل اور مائل اسلام کیا جائے۔ اب آستانہ عالیہ نیریاں شریف کے روحانی و علمی ماحول میں جو حضور قاسم ولایت کے مقامات و کرامات کے تذکار مختلف اوقات میں جاری رہتے ہیں انہیں الفاظ کے روپ کی کوشش کی جائے گی جنہیں خاکسار سمیت سارے وہ حضرات جنہیں حضور شیخ العالم سیدیؒ کی خدمت، صحبت میں کچھ وقت گزارنا نصیب ہوا بخوبی جانتے ہیں۔

کیونکہ آ قائے نعمت سیدی علاؤالدین صدیقیؒ اپنے ہاں جاری رہنے والے لنگر کو ہمیشہ بابا جی کا لنگر قرار دیتے۔ جب دربار شریف میں ساتھیوں سے فرماتے بابا جیؒ کا لنگر ہے جاؤ تناول فرماؤ۔ اگر کوئی عرض کرتا حضور! میں نے کھانا کھا لیا، پھر بھی فرماتے یہ بابا جیؒ کا لنگر کچھ نہ کچھ ضرور کھاؤ۔ آپؒ حضور بابا جیؒ سے ٹوٹ کر محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ اپنی مجلسوں میں آپ کی بارگاہ سے ملنے والی نوازشات کے تذکرے بڑے پیار سے فرماتے رہتے۔

ایک مرتبہ پیٹر برو تشریف فرما تھے ایک اشتہار پہ نظر پڑی کہ جس میں اُسی دن ڈیوز بری میں حضور بابا جیؒ کا عرس مقدس منعقد ہو رہا ہے۔ لکھا ہوا دیکھا، فوراً فرمانے لگے اتنی عظیم الشان ہستی کا عرس ہے نہ جانے کتنے لوگ شریک ہوں ساتھیوں سے فرمایا فوراً تیاری کرو، حالانکہ منتظم پیر صاحب نے کوئی دعوت نہیں دی۔ کیا ہوا انہوں نے دعوت نہیں دی ہمیں تو صاحبِ عرس کو دیکھنا ہے۔

حکم کی تعمیل میں اچھا خاصہ قافلہ تیار ہو گیا۔ دیگر ٹاؤنز سے بھی پیر بھائی شرکت کے لیے روانہ ہو گئے۔ وہاں تھوڑے سے لوگ موجود تھے لیکن جناب کی آمد سے مسجد مکمل طور پہ بھر گئی اور ایک خاص روحانی سماں قائم ہو گیا۔ رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ آنکھیں پُرنم ہونے لگیں۔ یوں لگا حضرت جی کی تشریف آوری سے حضور بابا جیؒ خواجگانِ ذی وقار کی بارات کے ساتھ جلوہ فرما ہوئے۔ یوں تو مرشد گرامیؒ کا ہر خطاب ہی مستطاب اور لا جواب ہوتا ہے مگر آج جس والہانہ وارفتگی سے حضرت بابا جیؒ کے مقامات اور نوازشات و احسانات کے تذکار چھیڑے ہیں اُن کا کچھ اپنا ہی رنگ و کیفیات تھیں۔

آپؒ نے فرمایا: ''قاسم ولایت حضور بابا جیؒ کا وجود آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتا و دمکتا ہے، جتنے روحانی مراکز مختلف بورڈز اور ناموں کے ساتھ نظر آتے ہیں یہ ایک پردہ ہے، پردہ اُٹھاؤ گے تو ان سب کے پیچھے باوا جی موہڑویؒ نظر آئیں گے۔ یہ سب اُن کے دم قدم کی بہاریں ہیں۔''

اسی تقریر پُر تاثیر میں گویا ہوئے: ''ہم جو پہنتے ہیں وہ لباس بھی یہ جبّہ اور اس کا ہر بٹن بھی (چھوتے ہوئے فرمایا) یہ بابا جیؒ کی عطا ہے اور ہم جو کھاتے ہیں اس کا ہر نوالہ اُن ہی کی بارگاہ سے ملا ہے۔'' سبحان اللہ وبحمدہ

سالکین راہِ طریقت! جہاں بھی حُبِّ خدا تعالیٰ و رسول ﷺ کے تحت رشتے جڑتے ہیں اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی بارگاہوں میں جنہیں قرب ملتے ہیں وہ تو پھر ساری زندگی اپنے آقایانِ نعمت کے احسان مند رہتے ہیں۔ جہاں وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے اور رسول پاک ﷺ کے اطاعت گزار اُمتی رہتے ہیں وہاں وہ ہمیشہ اپنے مرشدین کاملین کے بے دام غلام رہتے ہیں اور آستانِ جانِ جاناں کو محبتوں کا قبلہ بنائے رکھتے ہیں۔ روح و دل سے شکر گزار رہتے ہیں۔

جس طرح نیریاں والے موہڑے والوں کی عظمتوں، عنایتوں اور محبتوں کے تذکرے چھیڑے رکھتے ہیں بلکہ اسی طرح حضور بابا جیؒ بھی اپنے ارادت مندوں میں مختلف اوقات میں اپنے مرشد لجپال کے حسنِ بے مثال اور جُود و نوال کا ذکر کر کے ''سب کچھ اُن ہی کا ہے میں کچھ نہیں ہوں'' کا برملا اظہارِ برسرِ دربار فرماتے رہتے۔

سفر کیّاں شریف

موہڑہ شریف میں ہی سالہا سال عبادت الٰہی اور مخلوقِ خدا کی دینی اور روحانی خدمات بجا لاتے رہے اور پوری حیات مقدسہ میں کبھی بھی کسی اور بستی یا شہر میں تشریف نہیں لے گئے۔ مرشدی حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ پہ توکل کرتے ہوئے ہمہ وقت آستانہ عالیہ پہ ہی موجود رہتے اور سائلین و زائرین جو دُور و نزدیک سے آئے ہوتے اُن کے دُکھوں کا مداوا کرتے۔ البتہ اپنے مرشد عالی مقام کے حضور حاضری کے سلسلے جاری رکھتے اور ہر سال دربار عالیہ میں خوراک، لباس، معاشرتی سہولیات اور نقد خدمت جی بھر کے مرشد گرامی کے حضور پیش کرتے اور یہ حقیقت ہے کہ حضور باوا جی محمد قاسمؒ نے ساری زندگی اپنے پیر خانے سے تعلق ادب و احترام کے ساتھ قائم رکھا اور اپنے آپ کو ہمیشہ حضرت کیانویؒ کا ایک درویش و فقیر ہی خیال کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ کا وقتِ وصال ہوا۔

اُن دِنوں کیّاں شریف آنے جانے میں تقریباً بیس دن صرف ہو جایا کرتے تھے۔ مریدین کی اچھی خاصی بڑی جماعت کے ساتھ حاضری ہوتی۔ قافلہ روحانی پیشوا کی قیادت میں مرکز روحانیت کی طرف جوں جوں بڑھتا جاتا کیف و سرور اور باطنی طہارتوں میں اضافہ ہوتا جاتا۔ جابجا وارداتِ عشق کی جلوہ نمائی ہوتی۔ ہر مسافر ہی صحبت شیخ کی وجہ سے ذکر الٰہی اور عشق الٰہی میں مخمور دکھائی دیتا ہے۔ بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوا قافلے والے کھائے پیئے بغیر ہی کئی دن رات سفر کرتے رہے۔ سبحان اللہ۔ زیادتر سفر حضرت بابا جیؒ سمیت مخلصین معتقدین ننگے پاؤں ہی طے کرتے۔ آج عقل کی ماری ہوئی مخلوق اور عشق و محبت سے عاری مخلوق اور موجودہ

دور کے روایتی خانقاہی نظام کے پرُوردہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے جو گدی نشینی کو عیش و عشرت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

کیا عجب احوال ہیں اُس روحانی قافلہ کے جو بڑی استقامت سے ہر آرام و راحت قربان کرتے ہوئے اور نفسانی مشقتوں کو جھیلتے ہوئے سفر کرتے جا رہے ہیں۔ رات کسی ہوٹل میں نہیں بلکہ درختوں کے سائے میں کھلی فضا میں گزارنا ہوتی تھی۔ خواہ موسمی صورت حال کوئی بھی ہو۔ جی جب کنڈل شاہی سے گزرتے ہیں تو بابا جی بذات خود ننگے پاؤں ہو جاتے ہیں۔ دربارِ مرشد میں ہمہ وقت باوضو اور آستانے کی حدود سے باہر ہمیشہ قضائے حاجت کے لیے جاتے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ کیّاں شریف کی طرف نہ پشت پھیرتے اور نہ کبھی تھوکتے۔ مرشد اور مرشد خانے کا اس قدر ادب آداب سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ خواجہ قاسم صادق موہڑویؒ بھی اولیائے کاملین کے اُس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں جن کا بیانیہ ہے:

دَر مرشد دا خانہ کعبہ حج ضروری کریے

دورانِ سفر منزل بہ منزل نوازشات ربانی کا ظہور وجودِ مرشد سے ظاہر ہوتا۔ کرامات و عجائبات سبب بنتے۔ سنگیوں کی مزید طہارت کا اور غیر مسلموں کے اسلام قبول کرنے کا وسیلہ بن جاتے۔ راستے میں ہندو راج کے دنوں میں لاٹھیاں لے کے مارنے اور گالیاں دینے کے لیے آنے والے ہندو اور ہندوانیاں قاسمی جماعت کے ذکر میں وجد و بے خودی کو دیکھ کر دَم بخود ہو کے حضور بابا جیؒ کے قدموں میں گر جاتے ہیں اور کلمہ توحید سے قلب و روح روشن کر لیتے ہیں اور کیّاں

شریف جانے والے قافلے میں شامل ہو جاتے ہیں۔

کیاّں شریف کثرت سے حاضری دیتے

موہڑہ شریف سے کیاّں شریف سفر کے دوران ہر بار ہی بے شمار کرامات اورخرقِ عادت واقعات کا ظہور ہوتا۔ اسی طرح برسالہ (نزد کوہالہ) کے مقام پر بابا جیؒ جماعت کے ساتھ درختوں کے سائے میں کچھ دیر قیام فرمایا کرتے وہاں ایک دُلّہ نامی شخص جو سڑک پہ روڑی پتھر کی مزدوری کرتا انتہائی مفلس وغریب تھا، اُس نے وہاں ٹھنڈے پانی کے گھڑے رکھے ہوتے اور بابا جیؒ اور آپ کے قافلے کو پانی پیش کرتا تھا۔ حضور بابا جیؒ نے اُس کی خدمت اورغریبی دیکھ کر اُس کے لیے دعا فرمائی اورفرمایا: دُلّہ خان! اب دولت آ جائے گی مگر اُس دولت کو دل میں نہ رکھنا۔

ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ راجہ مہاراجہ پرتاب سنگھ کی سواری وہاں سے گزری وہ اُس سبز گھاس پہ بیٹھا جہاں حضور غوث الامتؒ تشریف فرما ہوا کرتے۔ دُور سے دُلّہ کی نظر اُس مہاراجے پہ پڑی تو اُس نے پھولوں کا گلدستہ تیار کر کے اسے پیش کرنے کے لیے آگے بڑھنے لگا۔ چوکیدار نے روکنے کی کوشش کی مسکین ہے آنے دو۔ مہاراجہ نے کہا وہ ادب سے سلام کر کے ادب سے پیچھے ہٹنے لگا تو اُس نے پوچھا کیا نام ہے اور کیا کام کرتے ہو؟ دُلّہ نام ہے آپ کی ریاست کی سڑک پہ روڑی کا مزدور ہوں۔ راجہ نے اپنی سیکرٹری سے کہا ابھی لیٹر جاری کرو آج کے بعد ریاست کی سڑکوں پر روڑی پتھر کا ٹھیکیدار دُلّہ خان ہو گا۔

دنوں میں کئی لاکھ جمع ہو گئے۔ خزانہ اور خزانچی، نوکر، محل، بنگلے، کئی شادیاں، نوابی والی زندگی شروع ہو گئی۔ مگر دولت نے دُلّہ خان کی حالت بدل دی۔

دل غافل ہو گیا۔ عیش وعشرت اور غرور نے ڈیرے ڈال دیے۔ ذکر و درود کے سلسلے ختم ہو گئے اور فرمانِ مرشد بھی بھول گیا۔ بلکہ پیر بھائیوں سے بھی سُود لینے لگا۔ ایک دو روپے پہ نوّے روپے سُود۔ بابا جیؒ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے اپنے مرید کو چھوڑانے کے لیے اسے ادائیگی کی اور ساتھ فرمایا: اُسے کہنا یہ آگ ہے۔ دُلّہ خان چونکہ دولت کے نشے میں دُھت ہو گیا تھا اُس نے کہا: مجھے منظور ہے۔ پھر کیا ہوا؟ اُسی رات اُس کے بازار و محلّات میں آگ بھڑک اُٹھی، آناً فاناً سب کچھ جل کر راکھ میں تبدیل ہو گیا۔ مرشد کی نافرمانی، تکبر، غرور اور نفسانی فُتور سے دُلّہ خان کی دولت نے ایسی لت ماری کہ وہ خاک میں مل گیا اور ہمیشہ کے لیے رُوپوش ہو گیا۔

حضور قاسم ولایت صرف پیر خانے کا سفر کرتے، بے شمار کمالات و عجائبات کا ظہور دورانِ سفر ہوتا۔ بے شمار لوگ مستفیض ہوتے۔ حاجاتِ دنیوی اور معاملات باطنی سنوارنے میں کامیاب ہوتے۔ ظاہری حیات مقدسہ کے تقریباً ۸۰ سال یوں ہی بسر ہوئے۔ جب تک بابا کیانویؒ ظاہری حیات میں موجود رہے تو جب بھی محبوب مرشد گرامیؒ کے دیدار وصحبت کی طلب ہوئی آپ یہ روحانی سفر اختیار فرماتے۔ البتہ جب مرشد گرامیؒ رحلت فرما گئے تو پھر جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی ہر سال عرس کے موقع پر تشریف لے جاتے اور صرف ایک رات وہاں ٹھہرتے اور واپس موہڑہ شریف آ جاتے اور شب و روز کے معمولات میں مصروف و مشغول ہو جاتے۔

باطل قوتوں کی ہرزا سرائی

آستانہ عالیہ آہستہ آہستہ مرکزِ نگاہ بننے کے ساتھ ساتھ جہاں وہ عقیدت

مندوں کی آماجگاہ و پناہ گاہ اختیار کر رہا تھا وہاں وہ طاغوتی قوتوں کی گرانٹوں پر پلنے والے دیہاڑی دار علماء سوء کے ہاں صف ماتم بچھی ہے کہ ہماری سالوں کی محنت سے جو سازشیں جاری تھیں وہ سب ایک ایک کر کے رُو بزوال ہو رہی ہیں۔ اس جنگل میں ڈھیرے لگانے والے درویش کی وجہ سے پانی پھرنے لگا ہے تو وہ سب اکٹھے ہو گئے اور ناقدین جو بدعقیدگی و بے ادبی کے ہتھیاروں سے لیس تھے سامنے کھڑے ہو گئے تاکہ عوام الناس اور خواص کا رُخ اس درویشی بارگاہ سے موڑا جا سکے۔

اُنہوں نے نت نئے فتنے اٹھائے۔ بات بات پر کفر و شرک اور بدعت کے فتوے داغے۔ درگاہ کی طرف جانے والے ہر ناکے اور موڑ پہ پہرے بٹھائے۔ واللہ! وہ موہڑے والے سے لوگوں کو نہیں موڑ سکے۔ موڑتے موڑتے اُن گستاخوں کا ٹرک کسی پہاڑی کی کھائی میں اور ضلالت و گمراہی کی دَندی سے ایسا گرا کہ اُن کے نام و نشان بھی نہیں ملتے، جبکہ بابا جیؒ اور آپ کی جماعت اور خلفاء کے آستانے آباد و شاد ہیں جہاں سے اب بھی ذکر و دُرود کے زم زمے بلند ہو رہے ہیں۔

حضور قاسم ولایتؒ کے مقابلے میں آنے والا ٹولہ جو پتھروں سے زیادہ سخت دل رکھنے والا تھا مناظروں کے لیے اپنے ہم خیال دُور دراز کے علماء بھی اکٹھے کر کے اٹھائے جانے والے بدعقیدگی کے فتنے کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ اُدھر حضرت کیانویؒ نے ایک وضاحتی خط لاوا شریف کے سجادہ نشین کے ہاتھ روانہ کیا لیکن فتنہ پرور لوگوں نے ایک نہ سنی۔ اپنی جماعتوں کے گروگنٹھال کے ساتھ موہڑہ شریف آئے مناظرہ لڑنے کے لیے۔ انہیں نہیں معلوم کہ اُن کے سامنے جو درویش

موجود ہے وہ علم و حکمت کا شاہسوار ہے جو درسگاہ اور نگاہ کا فیض یافتہ ہے۔ جامع منقول و معقول وجود حضور بابا جیؒ نے یہ فرما کر جان نہیں چھڑائی جس طرح موجودہ دور کے بعض روایتی گدی نشین کہتے پھرتے ہیں کہ یہ مولویوں کا کام ہے۔ یہ کہہ کر اپنی جہالت و بزدلی پہ پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ الا ما شاء اللہ

جب اپنے علمی برتری کے شملے میں ملبوس بدعقیدگی کے جملے بولتے ہوئے موہڑہ شریف آ گئے کمال حیرت کی بات یہ ہے کہ جس کے خلاف یہ سارا ہنگامہ بپا کیا جا رہا ہے کھانے کے لیے اُسی کے دستر خوان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آخر کار مناظرے کا منظر سج گیا۔ جی ہاں باطل نظریات کے رَد کے لیے اور اعلائے کلمۃ الحق کے اظہار کے لیے اَزل ہی سے انبیاء علیہم السلام اور وارثین مصطفیٰ ﷺ علمائے ربانیین اور صاحب عزیمت اولیاء کی سنت و طریقہ رہا ہے۔ موہڑہ شریف کی وادی اللہ اللہ کی صداؤں سے گونجنے لگی۔ جب حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ اپنے مریدوں کے ساتھ جن کے ہاتھوں میں کلمہ طیبہ والے سفید جھنڈے تھے سامنے آئے تو باطل فرقوں کے علماء حیرت زدہ ہو گئے۔ سوالات و جوابات جو کچھ کتاب سے دستیاب ہوئے وہ اس طرح ہیں۔

تم کس لیے یہاں آئے ہو؟ فرمایا: شیطانی جھنڈا اُکھاڑنے کے لیے۔ پھر اعتراض ہوا کہ سلسلہ بیعت شرک و بدعت ہے؟ ہمیشہ سے باطل عقائد کے حامل نام نہاد مبلغ شرک و بدعت اور حرام کے فتوے سے سادہ لوح مسلمانوں کو ڈرا کر اپنی بدعقیدگی اور بے ادبی بیچتے ہیں۔ پھر نماز، تلاوت اور دین سیکھنے کے میٹھے پتاسے کے ذریعے بدعقیدگی و بے ادبی کا زہر آہستہ آہستہ کھلاتے پلاتے رہتے ہیں۔ یہاں تک

کہ اُس بیچارے کو اپنے جیسا ہی بے ادب اور صدیوں سے امت مسلمہ قرآن و حدیث سے تائید شدہ نظریات و معمولات جن پر کثرت سے امت عمل پیرا تھی اور ہے سے الگ تھلگ کر کے اپنی لولی لنگڑی جماعت میں شامل کر لیتے ہیں۔

وہ اپنے زعم میں ایک مشرک و بدعتی کو مسلمان کر کے اسے بہت بڑا کام سمجھتے ہیں اور ایک طویل عرصے سے بدعقیدگی کے سارے مبلغ مسلمانوں کو ہی مسلمان بنانے کے چکر میں رہتے ہیں۔ درحقیقت اغیار ان صراط مستقیم سے بچھڑے ہوئے بے کار اور نانہجار لوگوں کے ذریعے جو بدعقیدگی و بے ادبی کے بخار میں مبتلاء رہتے ہیں انہیں فتنہ پروری اور فرقہ واریت اور انتہا پسندی میں استعمال کرتے ہوئے بہت سارے چکر و مکر کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے امت مسلمہ ہمیشہ بد امنی اور بے اتفاقی کے خلفشار سے دوچار رہتی ہے۔ چونکہ اب صوفی و درویش کی بارگاہ ہے آپ نے دلیل کی دنیا میں جانے کے بجائے صوفیانہ طرز استدلال کا شیوہ اپناتے ہوئے اس کا تفصیلی جواب ارشاد فرمایا:

''جو آدمی ہمارے پاس آتا ہے ہم اسے کلمہ طیبہ پڑھاتے ہیں، پھر درود شریف، اس کے بعد سابقہ گناہوں سے توبہ کراتے ہیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اسم ذات کا ذکر کرواتے ہیں کہ سانس اندر جائے تو اللہ اور جب باہر آئے تو ھو کہلواتے ہیں۔ تا کہ کوئی سانس ذکر کے بغیر نہ رہ جائے۔ اب آپ بتائیں ان میں جو چیز شریعت محمدیہ کے خلاف ہے آپ ہمیں بتا دیں ہم چھوڑ دیں گے۔،،

مجمعے پر سنّاٹا چھا گیا۔ حضرت قاسمؒ کی حکمت بھری ادا نے اور روحانیت

سے بھرپور نگاہ نے کام کرنا شروع کر دیا۔ بڑے علم کے تھم جنہیں بطور دلیل بڑی دُور سے لایا گیا تھا وہ بھی دم بخود ہیں کہ اس صوفی کو کیا جواب دیں۔ بالآخر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اس حقیقت اور سچائی کو تسلیم کرنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ اُن میں بعض جیّد علماء بھی حضرت خواجہ قاسمؒ کی صداقت شعاری و راست بازی کے قائل ہو گئے اور آپ کی عظمت و علم ومعرفت کی طرف مائل بھی ہو گئے اور ان میں وہ بعض خوش نصیب بھی ہیں جن پر درویش حق پرست کی حقانیت ایسی آشکار ہوئی کہ وہ بیعت کا شرف حاصل کر کے ہمیشہ کے فتنہ وفساد سے محفوظ ہو گئے

شومئی قسمت وہ بدبخت شخص جو اس سارے ہنگامے کے پیچھے تھا وہ اپنی ہٹ دھرمی اور خود سری سے معاونین کے سمجھانے کے باوجود واپس لوٹ گیا۔ حق کے خلاف دشمنی اور خود سری قدرت کو انتہائی ناپسند ہے۔ وہ شہتوت کے درخت کے سامنے سجدے کرنے لگا۔ باطل سوچ کا اس قدر رسوا ہونا اس نابکار سے برداشت نہ ہو سکا۔ آتش انتقام میں تڑپتے بلکتے دو تین دنوں میں اپنے انجام کو جا پہنچا۔ یوں حق کا بول بالا ہوا۔ باطل کا منہ کالا ہوا۔ باوا جیؒ کا ڈیرہ آج بھی آباد ہے اور قیامت تک آباد رہے گا۔ ان شاء اللہ

قاسم فیضان ولایت

حضرت بابا جیؒ اپنے نام گرامی کے اثر سے ظاہری و باطنی طور پہ بھرپور تھے اور نورٌ علیٰ نور تھے۔ آپؒ صاحب عزیمت عالم ربّانی ہونے کی وجہ سے ہمیشہ سے باطل نظریات کے حامل لوگوں کی مخالفانہ سازشوں سے دوچار رہے اور انتہائی استقامت و جرات سے صدائے حق بلند رکھی جس کی وجہ سے کئی مواقع پر آپ کو جانی

خطرات بھی رہے۔ دوسری طرف آپؒ چونکہ حق کے علمبردار ہیں تاجدار اصفیاء ہیں اس لیے رحمانی طاقتیں بھی ہر دم تائید میں ساتھ ہوتیں۔

حضرت بابا کیانویؒ ظاہری طور پہ ارشادات اور روحانی تصرفات کے ساتھ آپ کو خطرات و واقعات سے آگاہ بھی فرماتے اور حادثات سے خداداد طاقت سے بچاتے بھی رہتے۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہی وجہ ہے کہ باطل پرست لوگوں کی سو قسم کی شر انگیزیاں اور شب و روز کی سرمستیاں آپؒ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

امام ربّانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ فاروقی جن سے حضرت والی موہڑہ شریف کا روحانی تعلق شجرۂ طریقت میں چودہ واسطوں سے جا ملتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اولیاء میں سب سے کامل اور انبیاء کا وارث وہ ولی اللہ ہوتا ہے جسے منصب ارشاد پر فائز کیا جائے اور اصلاح خلق کا کام اس کے سپرد کیا جائے۔ دنیائے روحانیت میں ایسے ولی اللہ کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے۔حقیقت یہی ہے کہ اس نوع کا ولی اللہ عرصہ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ یہی انبیاء کی وراثت ہے اور یہی نیابت رسول ﷺ ہے۔،،

حضرات ذی وقار! جب حضرت خواجہ صاحبؒ کی شخصیت، خدمت، عبادت و ریاضت علم شریعت و طریقت پھر اعلائے کلمۃ الحق کے لیے استقامت کے بارے میں کوئی مطالعہ کرتا ہے تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ آپؒ کا وجود ہی مجددی افکار کے عین مطابق تھا۔ آپؒ کی ذات مبارکہ ولایت کے آسمان کا وہ آفتا

تھا جس کی نورانی کرنوں سے ہزار ہا سالکین راہ طریقت اپنے قلب و روح کو منور کرنے میں کامیاب ہوئے۔ پھر ان میں جنہیں آپ نے نگاہ خاص سے نواز کر مدارج خلافت و ولایت سے شرف یاب کیا وہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ آپ کے خلق و کردار کا عکس جمیل بن کر راہ عزیمت اختیار کرتے ہوئے باطل اور یزیدی قوت کے مقابلے میں حسینی کردار ادا کرنے میں مصروف ہیں۔

ابھی ماضی قریب میں جانشین حضور قبلہ عالم، قاسم فیضان قاسم حضور شیخ العالمؒ اپنی حیات مقدسہ میں جتنی بھی دینی، دنیوی اور روحانی خدمات عالیہ پیش کر چکے ہیں اُن سب میں حضور بابا جیؒ کی نگاہ کا اثر و کردار کی خوشبو دکھائی دیتی ہے، جس کا اظہار وہ اپنی محافل میں مختلف اوقات میں فرماتے تھے۔ اب کچھ محبت بھرے اُن واقعات کو الفاظ کے پیالوں میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کو بہت سے پیر بھائیوں نے سن رکھا ہے اور صدیقی کارواں کے بہت سارے افراد ان کرامات و واقعات کو اپنی مجالس میں بیان بھی کرتے رہتے ہیں۔

عجب رونقیں ہیں فقیروں کے ڈیرے

حضرت خواجہ خواجگان سیدنا محمد قاسم موہڑویؒ سالانہ حاضری مرشد گرامیؒ کے حضور با جماعت بڑے ادب و اہتمام کے ساتھ دیا کرتے۔ پھر موہڑہ شریف ہی قیام رکھتے۔ تقریباً ۸۰ سال آستانہ عالیہ پر اسی طرح گزارے۔ خداوند کریم جل جلالہ نے اپنے اس بندۂ خاص کو ایسی روحانی اور جمالی کشش عطا کر رکھی تھی کہ برصغیر کے دور دراز علاقوں سے افغانستان، ایران، ترکستان اور عرب ممالک سے لوگ قافلہ در قافلہ حاضر خدمت ہوتے۔ ہمہ وقت میلہ لگا رہتا۔ حالانکہ موہڑہ شریف

کا محل وقوع ملاحظہ کریں کہ جتنا کوہ مری بلندی پہ واقع ہے اتنا ہی آستانہ عالیہ پہاڑ کی چوٹی سے انتہائی مشکل ترین اترائی اور نچلی سطح پر موجود ہے۔ اُس وقت کے لحاظ سے سوچیں کہ جب موجودہ دور کی طرح سڑک اور ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی موجود نہیں تھی لیکن اس کے باوجود ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے اُس دور دراز شہروں اور دیہاتوں سے مرد و زن، بچے، مسلم غیر مسلم، غریب و امیر سب پہنچ رہے تھے۔ کوئی سفری صعوبتوں کی پرواہ نہیں کرتا کہ کیسے پہاڑی اتریں گے اور پھر وہاں سے واپس کیسے آئیں گے۔ دراصل جس درجہ مقبولیت ومحبوبیت کے ملنے پر خدا تعالیٰ بندہ نوازی کرتے ہوئے اپنے خاص بندوں کی محبت و مودّت اور عظمت مخلوق کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور زمین و آسمان میں اُن کی قبولیت عام ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ قرآن و حدیث میں ان باخدا لوگوں کی علامات و کرامات کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ خاص قرب اور مقام محبوبیت رب تعالیٰ نے حضرت بابا جیؒ کو عطا فرمایا ہوا ہے۔

دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔ جو بھی آتے ہیں مَن کی مرادیں پاتے ہیں۔ باطن کی تطہیر ہو رہی ہے۔ ماذون ومحبوب وجود ہے۔ آنے والے کی دلّی تمنائیں بھر لا رہی ہیں۔ گناہگار نیکوکار بن رہے ہیں۔ بیمار تندرست ہو رہے ہیں۔ روحانی، جسمانی بیماریوں سے شفا یابی ہو رہی ہے۔ ہندو، سکھ آپؒ کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو رہے ہیں اور بے شمار فاسق و فاجر صحبت کے اثر سے صوم و صلاۃ کے پابند ہو رہے ہیں اور سینکڑوں خاص روحانی توجہ سے مخلوق کے راہنما بنائے جا رہے ہیں۔ ہر طرف حضور بابا جیؒ کی سخاوت و کرم کی دھومیں مچی ہوئی ہیں۔

مرشدی تذکرہ

حضرات گرامی! خواجگان ذی شان نیریاں شریف وحضور شیخ العالم سیدیؒ کے ہاں ہمیشہ یہ معمولات میں شامل رہا ہے کہ جہاں بھی ہوں وہاں محفل سج جاتی۔ جہاں آپ توحید و رسالت کے اسرار، محبت الٰہی اور عشق محبوب الٰہی ﷺ کے جام عام فہم الفاظ و انداز میں زائرین و حاضرین کے قلوب و اذہان میں ڈالتے۔ شریعت و طریقت کے احکام ومعمولات سادے سادے جملوں میں عوامی زبان میں یوں بیان کرتے کہ سامعین و ناظرین کے دل و دماغ میں اترتے چلے جاتے۔ یوں خالق و مخلوق کی محبت کی شمعیں باطن کے ایوانوں میں جلنا شروع ہو جاتیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ روشن ضمیر پیر کی صحبت وتقریر کی تاثیر ہی تقدیر بدلتی ہے۔ اسی محفل میں نعت خوانی اور صوفیانہ کلام بھی پڑھے جاتے ہیں اور اختتام شیخ طریقت ختم خواجگان، نفی اثبات کے ذکر و دُعا پر فرماتے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ نیریاں شریف کے حلقہ ارادت میں مرشد کریمؒ کے وعظ و بیان کی اس روحانی محفل کو نورانی تعلیم اور درس تصوف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ

آستانہ عالیہ برنگھم میں ایسی ہی محفل سجی ہوئی تھی۔ حسبِ معمول بارگاہِ مرشدؒ میں ناچیز کو منقبت پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ غالباً یہی کلام تھا

مرشد مرشد بول اے بندیا مرشد مرشد بول
مرشد سوہنا رب دا جلوہ مرشد تیرے کول
نوری مکھڑا نور دا ہالہ سارا سراپا ہی برکت والا

زُلف مبارک اَکھ مستانی کیڈھا سوہنا ڈھول
مرشد مرشد بول اے بندیا مرشد مرشد بول

ہر ایک مرشدی جمال و کمال کے انوار سے مستفیض ہو رہا تھا۔ آوازیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل رہی تھیں۔ عجیب سماں قائم ہے۔ شمع محفل بھی پڑھنے میں ہمنوائی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جیسے ہی کلام اختتام پذیر ہوا سیدیؒ ارشاد فرمانے لگے: جب ہزاروی صاحب پڑھ رہے تھے یہ اورآپ اپنے مرشد کے خیال و تصور میں تھے اور میں اپنے مرشد کے خیال و تصور میں تھا۔ ویسے خاکسار نے مرشدی دربار میں تقریباً 56 کلام پیش کیے ہیں لیکن جن لمحات میں بارگاہ قاسم فیضان نبوت حضور باوا جی سرکارؒ کے حضور گلہائے عقیدت یہ جملے بلند کیے تو منظر دیدنی تھا۔ قبلہ حضرتؒ کے چہرہ اطہر پہ عجیب وارفتگی و عقیدت نمایاں تھی۔ بے خودی میں بہ آواز بلند ہمنوائی بھی فرما رہے تھے اور ہر شعر پہ داد بھی عطا فرما رہے تھے اور بعد میں خصوصی دعائیں نصیب ہوئیں۔

یا قاسم صادق موہڑویؒ کیا شان شہانہ تیرا ہے
جہاں غزنویؒ آ کے غوث بنے وہ نوری آستانہ تیرا ہے

منقبت کا ایک بہانہ بن گیا حسب دستور سجادہ نشین نیریاں شریف کے ہاں جو عقیدت مند حاضرین آپ کے حسن و جمال اور کرامات و نوازشات کی طرف متوجہ ہوتے تو فوراً سبحان اللہ وبحمدہ کے الفاظ کے ساتھ والی موہڑہ شریف حضور باوا جیؒ کا تذکرہ محبت و عقیدت شروع کر دیا جاتا۔ اچھا ایسا ہی حال حضور بابا جیؒ کی محافل میں جاری رہتا۔ اپنے آقایان نعمت کے حسن و کمال اور عطاؤں کے تذکرے

کرتے رہنا ازل سے ان پاکانِ امت کا وطیرہ وطریقہ چلا آ رہا ہے۔ محسنین کاملین کے حضور عقیدت پیش کرتے رہنا یہ باعظمت لوگ خدا تعالیٰ کے حضور شکر کی قبولیت کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔

آئیں چلتے ہیں قاسمی دربار کے پُر بہار اور پُر اَنوار ماحول میں۔ جیسے دیکھنے سننے والوں نے تحریر میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور مرشد طریقت نے اپنی پُر تاثیر تقریر میں الفاظ کا جامہ پہنایا ہے۔

جمال صورت

حضرت قاسم ولایتؒ کو معنوی اور باطنی کمالات کے ساتھ ساتھ خداوند عالم نے جمالِ یوسفی سے بھی وافر حصہ عطا فرما رکھا تھا۔ چہرۂ اقدس حسن و جمال کا پیکر تھا۔ دُور دراز سے آنے والے زائرین دُشوار گزار پہاڑیوں کی مسافت طے کرنے والے کئی کئی دنوں سے بھوک سے لاچار فقط آپؒ کے چہرۂ انور کے دیدار سے سیر بھی ہو جاتے اور تھکاوٹ کا احساس بھی ختم ہو جاتا۔ فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق آپؒ کا سراپا جلوۂ حسنِ اَزل کا مظہر بنا ہوا تھا۔ دیکھنے والے بے ساختہ یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے اور اسی طرح اخلاق حسنہ، عادات و خصائل، بول چال، نشست و برخاست، غرضیکہ ہر معاملے میں نبی کریم ﷺ کی ذات و صفات کا عکس جمیل دکھائی دیتے۔ حاضرین کو جمالِ صورت سے یادِ خدا اور کمال سیرت سے یادِ مصطفیٰ ﷺ کے جلوے نصیب ہوتے تھے۔ میٹھا کلام، چہرۂ اطہر پہ تبسم، خوشنما مسکراہٹ اس کے ساتھ ساتھ معاملات میں اس قدر ایثار اور سخاوت نے مخلوق خدا کو آپؒ کا شیدا و گرویدہ بنا رکھا تھا۔ ہزاروں ہندو، سکھ، عیسائی اور دیگر بدعقیدہ لوگ آپؒ کے اخلاقِ

کریمانہ اور دین متین کی دعوت وتبلیغ سے متاثر ہو کے آپؒ سے شرف بیعت حاصل کر کے ہمیشہ کے لیے دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

جب سالکین طریقت حضور بابا جیؒ کے پاس آپؒ کے حسن بے مثال سے مسحور اور توجہات باطنی کے نور سے بھرپور ہو کر بارگاہِ مرشد میں نظم و نثر میں مناقب پیش کرتے تو حاضرین کی توجہ اپنے آپ سے ہٹاتے ہوئے آپ اپنے مرشد گرامی کے حسن با کمال و عادات کریمہ کے تذکرے شروع کر دیتے۔ آپؒ کے مستجابات ہونے اور کرامات کے بیانات شروع کر دیتے۔

حضور سیدیؒ نے بھی ایک محفل میں اسی ریت و روایت کو برقرار رکھتے ہوئے فرمانے لگے: حضور بابا جیؒ کی محفل سجی تھی، عقیدت مند حسن ظاہری و باطنی سے مستفیض ہو رہے تھے۔ آپ اپنے آقائے نعمت حضور بابا کیانویؒ کے حسن و شان و فضائل کے بیان کو جاری رکھے ہوئے تھے مجلس میں مستوار قلندر موجود تھا جو بار بار بلند آواز سے کہتا: واہ! کیا حسن ہے میرے پیر کا۔ آپؒ نے پھر حضرت شیخ کے خداداد ظاہری و باطنی خوبصورتی کے موضوع سخن کو جاری رکھا۔ وہ شخص پھر بولا کیا بات ہے میرے پیر کی۔ آپؒ اُس درویش سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: بار بار میرے مرشد کے حسنِ حسّی وصوری کے تذکرے میں اپنے پیر کے نعرے لگانے والے! اب بتا تیرا مرشد کون ہے؟ وہ مست و بے خود درویش محفل میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: بابا جیؒ! میرے مرشد آپ ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ

اسی طرح ہمارے دادا مرشد حضور قبلہ عالمؒ والی نیریاں شریف جنہوں نے ایک عرصہ تاجدار موہڑہ شریف کے حضور گزارا ہے آپ کے بہت سے ملفوظات و

ارشادات کے راوی اور بہت سی کرامات و تصرفات اور بے شمار حالات و واقعات کے عینی گواہ بھی ہیں۔ آپ بھی روحانی دنیا کے اس اَزلی دُستور کے آپ بھی اپنی محافل میں اپنے پیر و مرشدؒ کے تذکرے اور حسن و جمال کے چرچے نہایت ہی محبت و عقیدت اور بے حد ذوق و شوق اور والہانہ انداز میں بیان کرتے رہتے اور عین محفل کے عروج کے وقت حاضرین کی توجہ اپنے شیخ مکرمؒ کی بارگاہ کی طرف کر دیتے اور جب بھی اپنے مربی و مرشد کا ذکر کرتے تو ان محبت بھرے الفاظ سے آغاز کرتے:

میں قربان جاؤں اپنے مرشد سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ پر۔ پھر آپؒ کی نوازشات اور احسانات اور آپ کے روحانی باطنی کیفیات و کمالات کو بیان فرمایا کرتے۔ حضور قبلہ عالمؒ کے ملفوظات و ارشادات پہ مبنی کتاب ''گنج نورانی،، میں آپ کی نورانی تعلیم کی ایک نشست میں اپنے پیر و مرشد کے پُر جمال مکھڑے اور با کمال سیرت کے فیضان و فضل کو بیان کرتے ہوئے ایک ہندو جو کوہ مری کے جنگل میں خنزیر چرایا کرتا تھا عرس کے موقع پر تین دن سفید جھنڈے اٹھائے قافلے جن کے لبوں پر کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کی مسحور کُن آواز ہوتی گزرتے دیکھتا رہا۔ کلمہ طیبہ کی فطری تاثیر اور پیر کامل کے رنگ میں رنگے ہوئے عاشقوں کی زبان سے سن کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اُس روحانی منظر نے اُس کے روح و دل میں بت پرستی کے مندر کو مسمار کرنا شروع کر دیا۔ دل کی زمین میں مسجد تعمیر ہونا شروع ہوگئی۔ آخر اُس نے پوچھ ہی لیا: او جانے والو! اس چال ڈھال میں کہاں جا رہے ہو؟ زائرین خوش صدا نے بتایا: مرشد کریم حضرت بابا جی محمد قاسم موہڑویؒ کی زیارت و ملاقات اور عرس مبارک میں شمولیت کے لیے جا رہے ہیں۔ اُن کی محفل کریں گے،

وہ بہت ہی مقبول الدعا ہیں۔ اُن کی دعاؤں سے ہمیں دین و دنیا کی مرادات نصیب ہوتی ہیں۔ حاجتیں پوری ہوتی ہیں، مصیبتیں ٹلتی ہیں۔

نام و نشان سنتے ہی زیارت و شوق ملاقات نے دل کی بستی میں انگڑائی لی۔ کیا غیر مسلم، ہندو مذہب رکھنے والا بھی جا سکتا ہے؟ کیوں نہیں۔ وہاں تو ہر طبقہ زندگی، ہر مذہب اور دھرم کے لوگ حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ دیکھنا وہاں کتنے ہی ہندو، سکھ، عیسائی، راجے مہاراجے موجود ہوں گے۔ اب تو اُس کی سوچ کا مرکز و محور والی موہڑہ شریف ہی رہنے لگے۔ خدمت میں حاضر ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے اپنی نوکری چھوڑ کر اپنے آبائی گھر گوجرانوالہ آ گئے۔ چند دن ٹھہرنے کے بعد ایک خوبصورت گھوڑی سلطان موہڑوی کے حضور تحفتاً پیش کرنے کے لیے ساتھ لے کر روانہ ہو گیا۔

اتفاق کی بات ہے اُس دن پہلے سے زیادہ ہجوم میں حضور بابا جیؒ اپنی نشست گاہ پہ جلوہ افروز تھے۔ جس وقت یہ ہندو حاضر دربار ہوا دروازے میں کھڑے کھڑے آداب عرض کیے اور آپؒ کی خدمت عالیہ میں گھوڑی کا نذرانہ پیش کیا اور عرض گزار ہوا: میں ایک غیر مسلم ساہنی مذہب سے ہوں، اگر آپ مجھے کامل مردِ مومن مسلمان بنا سکتے ہیں تو میں اندر آؤں ورنہ میں یہاں سے ہی آپ کی زیارت کے بعد واپس چلا جاؤں؟

بندے رب دے نگاہ کر کے تقدیر بدل دیندے

کے مصداق کارروائی شروع ہو گئی۔ سلطان الاولیاء نے فرمایا: بیٹا! اندر آ جاؤ اور صرف اپنی بات نہ کرو بلکہ میں تو دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے

سینکڑوں ایمان سے محروم لوگوں کو ایماندار اور مسلمان بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ تجھے ایسا مردِ کامل مومن بنائے گا کہ تیری بدولت صد ہا بت پرست خدا پرست بن جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی دل کے محلے میں آذان بلند ہونا شروع ہوگئی۔ ارشاد سنتے ہی وہ ہندو دربارشریف میں داخل ہوا، آپ نے اُس کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیا۔ روحانی توجہ عطا کرتے ہوئے کلمہ توحید و رسالت پڑھا کر ہمیشہ کے لیے دائرہ اسلام میں داخل فرما دیا۔ بس پھر کیا تھا آناً فاناً قلب و روح کی حالت بدل گئی۔ کلمے کا نور داخل ہوگیا۔ کفر کے سارے اندھیرے کافور ہو گئے۔ ظاہر و باطن نورٌ علیٰ نور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب رسول کریم ﷺ کی محبت و عشق رَگ رَگ میں سما گئی۔ اسلامی نام نور محمد عطا کیا گیا۔ ایک عرصہ موہڑہ شریف میں خدمت گزاری کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے بنیادی احکام سے آگاہی حاصل کرتے رہے۔ کامل ولی کی کامل توجہ نے انہیں کامل مردِ مومن بلکہ حقیقتاً نورِ محمد بنا دیا۔ قاسم ولایت نے انہیں اپنا ہم نشین بنا کر ایسا نور عطا فرمایا کہ اب جو بھی انہیں دیکھتے ان کی شقاوتیں سعادتوں میں بدل جاتیں۔ کفر ایمان میں بدل جاتے۔

ایک دن نور محمد حضرت قاسم ولایتؒ کی مجلس فیض میں موجود تھے، مرشد گرامیؒ نے برسرِ محفل ہی پوچھ لیا: بیٹے نور محمد! اب آپ اللہ کے فضل و کرم سے ایک کامل مردِ مومن ہو گئے کیا دل میں اس کے علاوہ کوئی تمنا اور آرزو ہے؟ عرض کی: حضور! میری دلی تمنا یہ ہے کہ آپؒ سے میرا یہ روحانی ارادت و عقیدت کا رشتہ ہمیشہ قائم رہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ میری ضعیف العمر ماں ہے اور میرے سوا اُس بوڑھی ماں کا خیال رکھنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ میں بت پرست ماں کے ساتھ گھر میں کیسے رہوں گا؟ ہمارا تو سارا گاؤں ہی بت پرست ہندو اور ساھنی مذہب والا

ہے۔ پورے گاؤں میں مسلمانوں کا کوئی گھر نہیں۔ یہ صورت حال مجھے پریشان کرتی ہے۔ مرشد لجپال آپ فرمائیں میں کیا کروں؟

تاجدارِ موہڑہ شریف نے فرمایا: بیٹا! جاؤ اپنے گھر ماں کی خدمت کرو۔ فکر نہ کروں ان شاء اللہ تمہاری ماں تمہارے گھر پہنچتے ہی مسلمان ہو جائے گی۔ دونوں ماں بیٹا اپنے گھر میں دین اسلام کے مطابق عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزارو۔ میرا اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہے۔ نور محمد تھا تو نومسلم لیکن یقین و استقامت میں وہ معراج حاصل کر چکا تھا اُسے یقین تھا کہ میرے سارے مسئلے اللہ کے فضل سے مرشدی بارگاہ سے ہی حل ہوتے ہیں۔ نور محمد عرض گزار ہوئے: یا حضرت! سارا گاؤں بت پرست ہندوؤں کا ہے وہ ہمیں کب مسلمان رہنے دیں گے؟ وہ ہمیں سخت تنگ کریں گے۔ پھر زبان ولایت سے ارشاد ہوا: بیٹے! وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے بالکل بے فکر ہو کر جاؤ۔ خدا کے فضل و کرم سے گاؤں کے سارے لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور سب کے سب تیرے مرید ہو جائیں گے ان شاء اللہ۔

یہ سنتے ہی نور محمد فرط محبت میں قدم بوسی کرتا ہے اور عرض گزار ہوتا ہے کہ: اب مجھے کامل یقین ہو گیا کہ ایسا ہی ہو گا جیسا فرما دیا گیا ان شاء اللہ۔ پھر حضور باوا جیؒ نے اپنے دست مبارک سے نور محمد کی دستار بندی فرمائی اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ پھر خصوصی توجہات سے مالا مال کر کے گاؤں کی طرف روانہ فرمایا۔ سبحان اللہ! گھر میں پہنچتے ہی ماں نے اپنے بیٹے کی نور بھری صورت دیکھی، دل سے لگا لیا۔ ماں جی! میں تو ایک اللہ والے کی نگاہ سے مسلمان ہو گیا۔ ماں نے سنتے ہی کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا کیونکہ نور محمد کے گھر پہنچنے سے پہلے حضور مرشد کریم کی دعا اُس

کے گھر پہنچ چکی تھی۔ سبحان اللہ و بحمدہ

خدا پرستوں کا ایک ہی گھر

اللہ تعالیٰ کے کرم اور باوا جیؒ کے روحانی تصرف سے کفر وشرک کی اس بستی میں صرف نور محمد کا گھر ہی توحید و رسالت کی نورانی کرنوں نے جگمگا رہا ہے۔ ہندوؤں کی دہشت سے اُن کے محلے میں یہ ماں بیٹا اپنے ایمان اور اسلام کو چھپائے بڑے اطمینان سے زندگی گزار رہے ہیں کہ آمدِ رمضان ہوگئی۔ دونوں ماں بیٹا خوشی خوشی روزے رکھتے ہیں، سحری کرتے ہیں اور بڑی ہی محبت سے افطار کرتے ہیں۔ اسی طرح دونوں روحانی خوشیوں اور دنیا و آخرت کی برکتوں اور بخششوں سے مالا مال ہو ہی رہے تھے کہ اچانک بوڑھی ماں ضعف کے باوجود روزے رکھتے ہوئے شدید بیمار ہوگئی۔ بالآخر روزے کی حالت میں کلمہ طیبہ کا وِرد کرتے ہوئے خالقِ حقیقی کے حضور حاضر ہوگئی۔ اچانک فوت ہونے سے نور محمد کو دُکھوں اور غموں نے آ گھیرا۔

ماں کی جدائی اور فوت ہونے کے غم کے ساتھ ساتھ یہ پریشانی ستا رہی تھی کہ ماں جی کا کفن دفن اسلامی طریقے سے کیسے کروں؟ سارا گاؤں ہی ہندوؤں کا ہے۔ انہیں ہمارے مسلمان ہونے کا علم نہیں ہے۔ یہ بت پرست میری ماں کو جلا دیں گے، میری ماں چِتّا کے عذاب سے کیسے بچے گی۔ سارا گاؤں اکٹھا ہو رہا ہے۔ خداوند کریم کی بارگاہ میں رو رو کر دعائیں مانگ رہا ہے۔ خدایا! میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ کے وسیلے سے میری ماں کی میّت کو آگ میں جلنے سے محفوظ رکھنا۔ میری ماں تیرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھتی تھی۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتی تھی۔ میرے مولا! میری ماں کو آگ کے عذاب

سے بچا لینا۔ اِدھر وسیلے سے دعائیں جاری تھیں اُدھر سارے ہندوؤں نے لکڑیوں کے ڈھیر پہ مائی صاحبہ کی میت کو چِتَّا پر رکھ کر آگ لگا دی۔

لیکن قدرت الٰہی سے ساری لکڑیاں جل گئیں لیکن نور محمد کی ماں کی لاش اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحیح سلامت۔ جب دوبارہ وہ لکڑیاں ڈال کر آگ لگانے لگے تو میت سے با آواز بلند لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی آوازیں آنے لگیں۔ ساھنی ہندو یہ منظر دیکھ بھی رہے ہیں اور سن بھی رہے ہیں۔ وہ پُر تاثیر صدا بظاہر مردہ سے سن کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ دلوں کے اندھیرے دور ہونے لگے۔ بت پرستی کے بت پاش پاش ہونے لگے۔ سارے اکٹھے ہو کر نور محمد سے پوچھنے لگے: سچ سچ بتاؤ ماجرا کیا ہے؟ نور محمد نے بے خوف وخطر ہو کر صاف صاف بتا دیا میں اور میری ماں دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ ایمان لانے کی یہ سعادت ولی کامل غوث زماں حضرت قاسم موہڑوی کی نگاہ کی تاثیر سے نصیب ہوئی۔

مظاہرہ تم نے دیکھ لیا کہ تمہاری جلائی ہوئی آگ میری ایماندار ماں کی لاش نہ جلا سکی۔ وہ کلمہ طیبہ سنا کر تمہیں بھی دعوت اسلام دے رہی ہے کہ بت پرستی چھوڑ کر اللہ وحدہ لا شریک کے پرستار بن جاؤ۔ خدا کا کرنا جتنے بھی جلانے کے لیے آئے تھے وہ یہ روحانی منظر دیکھ کر نور محمد کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ جن کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اب تو ما شاء اللہ بندی خدا کی لاش کی کرامت نے کم و بیش ہزار بت پرستوں کو ایمان والا بنا دیا۔ الغرض اس کے بعد ولیہ کے اسلامی دستور کے مطابق غسل وکفن کا اہتمام کیا گیا۔ جنازہ کی ادائیگی کے ساتھ قبر میں اتارا گیا۔

چند دن کے بعد نور محمد قدم بوسی کے لیے مرشد گرامی حضور بابا جیؒ کے حضور حاضر ہوئے اور ماں کی وفات اور آگ میں صحیح سلامت رہنا، میّت کا با آواز بلند کلمہ پڑھنا اور کرامت دیکھ کر حاضرین کا مسلمان ہو جانے کے متعلق سارے واقعات و حالات مرشد قلب و روح کے سامنے تفصیل سے بیان کیے تو زبان ولایت کھلی۔ فرمایا: جاؤ اللہ تعالیٰ آپ کے گاؤں کے جو ہندو رہ گئے انہیں بھی مسلمان بنا دے گا۔ حضرت نور محمد مرشدی بارگاہ سے واپس اپنے گاؤں پہنچے تو فرمانِ مرشد عملی صورت میں دیکھا بقیہ لوگ بھی کلمہ کے نور سے نور محمد کے ہاتھ سے فیض یاب ہو گئے۔ بت مورتی سے گھر خالی ہونے لگے۔ مندر ٹوٹنے لگے۔ مساجد تعمیر ہونے لگیں۔ یوں تاجدار موہڑہ شریف کی روحانی تصرت و کرامت سے چار ہزار ہندو گھرانے خدائے وحدہ لا شریک کے ماننے والے بن گئے۔ بابا جیؒ کے خلیفہ کی برکت سے گھر گھر الا اللہ کی صداؤں سے گونج رہا ہے۔

حضور قبلہ عالم ہمارے دادا مرشد حامی بے کساں خواجہ خواجگاں حضرت محی الدّین غزنویؒ نے اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے تصرف روحانی پر مشتمل مندرجہ بالا کرامت بیان کرنے کے بعد فرمایا: میں قربان جاؤں اپنے شیخ و مرشد پر جن کی خداداد ولایت کے تصرف سے ایک بے دین بت پرست ایسا با ایمان و اسلام کی لافانی دولت سے مالا مال ہوا۔ میرے پیر و مرشد کی زبان سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول ولیوں کی باتیں الہام خداوندی ہوتی ہیں۔ خداوند کریم ان کے قلب صافی میں جو القاء فرماتا ہے وہی ان کی زبان پر گویا ہوتا ہے۔ ایسے محبوب ربانی کے متعلق حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

گفته اُو گفته اللّٰه بَود
گرچه اَز حلقوم عبداللّٰه بود

() مثنوی، دفتر اول، ص ۲۱۳

اللہ تبارک و تعالیٰ کے بے انتہا شکر ہے کہ جس نے مجھے عارف رومیؒ کے اس شعر کے مصداق ایسے ہی مردِ کامل ولی کامل حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ کے دامن ولایت سے وابستگی عطا فرمائی جن کی اتباع اور پیروی کی بدولت ہزاروں بندگانِ خدا کامل اولیاء بنے۔ یا الٰہی! ایسے ہی کاملین صالحین متقین بندگانِ حق کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہمیں بھی اور بلکہ ہر شخص کو توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

() خلیفه فقیر محمد تتاپانویؒ، گنج نورانی

خواجگان نیریاں شریف

نیروی خواجگانؒ کی محافل میں سنائی جانے والی ایک مزید قاسمی بہار بھی بیان کرتے ہیں اور اس سے روح و دل کا قرار حاصل کرتے ہیں۔ خانقاہ میں جاری رہنے والی مجالس خیر و برکت سے بھرپور ہوتیں۔ حاضرین کی تعلیم و تربیت کے لیے اَکسیر ہوا کرتیں۔ جہاں تن و من، ظاہر و باطن کی تعمیر کا ساماں مہیا کیا جاتا اور روح و دل کی بیماریوں کا شافی و وافی علاج کرنا مقصود ہوتا۔

خاکسار کے معروف کلام عقیدت کا ایک شعر ہے، جب پہلی بار حضور شیخ العالمؒ کے درس مثنوی سے پہلے پڑھنے کی سعادت حاصل کی تو آپؒ نے داد بھی عطا فرمائی اور دُعا بھی اور اُس دن درس مثنوی یہ فرماتے ہوئے منسوخ کر دیا کہ آج

ہزاروی صاحب کے کلام نے میرا مضمون تبدیل کر دیا ہے۔ پھر آپؒ نے حضور بابا جیؒ کی ذات مقدسہ پر بے بہا موتی لُٹائے۔ ایک شعر پیش کیا جاتا ہے:

ویسے تو مادی دنیا نے بنائے ہیں ہزاروں کارخانے
جہاں دل والوں کے دل ڈُھلیں وہ روحانی کارخانہ تیرا ہے

آپ کی صحبت، وعظ و نصیحت، دُعا و نگاہ سے تقدیریں بدلتیں۔ عام انسان سالکِ طریقت بنتا اور راہِ سلوک پہ گامزن ہو جاتا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے خلافت کی دستار سے سرفراز مرشدِ طریقت بن کر دیگر انسانوں کی دنیا و آخرت سنوارنے کے مشن میں مصروف ہو جاتا۔

اس سلسلہ کرم میں حضور بابا جیؒ کی سخاوت مشہور تھی کہ جسے کہیں بھی خیرات نصیب نہ ہوتی وہ مایوسی کا شکار ہو کر در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہوتا ہے لیکن قاسمِ ولایت کی بارگاہ میں آ جاتا تو چند ہی دنوں میں منزلِ قرب و رضا کا راہی بنا دیا جاتا۔ لیکن اخلاص و تڑپ شرط ہوتی۔ اگر یہ دولت موجود ہوتی تو وہ برتن اور بھیک دونوں عطا کر دیے جاتے۔ اگر یہ نہیں تو اپنے آپ کو بہت سمجھنے والے اس نعمتِ خاص سے محروم رہتے۔

ایک مرتبہ برسرِ دربار کچھ علماء تشریف لائے، خود ہی عرض کرنے لگے جناب! ہم عالم بھی ہیں، با شرع بھی ہیں اور اپنے علاقے میں ہماری پہچان بھی ہے ہمیں خلافت عطا کریں (حالانکہ آپ عام لوگوں کی دستار بندی کر دیتے ہیں) اُنہیں شاید علم نہیں تھا کہ جس درویش سے یہ بات کر رہے ہیں وہ ایک جیّد اور مستند، معتمد عالم ربّانی ہیں۔ شریعت کی راہوں پہ چل کر طریقت کی معراج حاصل کرنے والے

ہیں۔ اُسی مجلس میں آپؒ کے مرید جو سادگی کے پیکر تھے سائیں فتح دین (دووان شریف جن کا مزار ہے نیریاں شریف سے دس بارہ میل کے فاصلے پر) یہ واقعہ حضور پیر ثانیؒ اور مرشد کریم حضور شیخ العالمؒ اپنی مجالس میں سنایا کرتے تھے اور خاکسار خانوادۂ غزنوی کے عظیم چشم و چراغ جناب پیر ظہیر الدین صدیقی دامت برکاتہم سے سن کر الفاظ کے روپ دے رہا ہے۔

جناب سائیں صاحب علماء کی گفتگو کے درمیان ہی تشریف لائے تو بابا جیؒ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا: فتح دین! جاؤ وضو کرو۔ آپ اُسی وقت اُٹھے نیچے نالے میں تشریف لے گئے جاڑے کا موسم تھا اور وضو کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ایک مکمل ہوتا پھر شروع کر دیتے۔ ٹھنڈا پانی اور وہ بھی مری جیسی جگہ پہ۔ نہ جانے کتنا وقت گزر گیا، کتنے گھنٹے آپ نے سلسلہ جاری رکھا۔ جسم ٹھنڈ سے شَل ہونا شروع ہو گیا لیکن وضو پہ وضو کیے جا رہے ہیں۔ کافی دیر گزر گئی حضور باوا جیؒ نے محفل کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا: فتح دین نظر نہیں آ رہے کدھر ہیں؟ عرض کی: حضور! حکم کے مطابق وضو کرنے گئے۔ فرمایا: اُس کا پتہ کرو۔ دیکھا گیا کہ وہ ابھی تک نیچے نالے میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے میں مصروف ہیں۔ انہیں بلایا گیا۔ پوچھا: اتنی دیر کیوں لگائی ہے؟ عرض کی: حضور! آپ نے فرمایا تھا: جاؤ وضو کرو۔ میں وضو کرتا رہا ہوں۔ آپؒ نے آنے کا نہیں فرمایا تھا۔ آپ نے اُن کی اس ادا پہ ہی توجہ خاص فرمائی منصبِ ولایت پہ فائز کر دیا۔ موجود علماء پہ بھی حقیقت عیاں ہو گئی کہ راہِ طریقت کے زادِ راہ کے طور پہ صرف علم نہیں چاہیے کچھ مزید صفات کا ہونا بھی ضروری ہے۔

رَحمت ہی رَحمت

باوا جی سرکارؒ کی خانقاہ میں جو نورانی و روحانی محفلیں سجا کرتی تھیں اُن میں صحبت و زیارت کی برکتیں نمودار ہوتی رہتیں۔ دیے سے دیا جلنے کا عملی مظاہرہ دیکھنے کو ملتا۔ انسانی ذہن وضمیر بدلتے، سیرت و کردار کی تعمیر ہوتی اور روح و باطن کی تطہیر ہوتی رہتی۔ قاسمی دربار میں ایک دفعہ ایک مولوی صاحب تشریف لائے جو کتابوں کی گٹھڑی اٹھائے ہوئے تھے اور زائرین سے پوچھ رہے تھے بابا جیؒ کدھر ہیں مناظرہ کرنے آیا ہوں؟ لوگوں نے بارگاہ میں پیش کر دیا۔

حضرت خواجہ خواجگان نے خُلُقِ محمدی ﷺ کی خوشبو مہکاتے ہوئے بڑے پیار سے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگا: میں آپ کو کچھ دین کی باتیں سمجھانے آیا ہوں اور یہ بہت ساری کتابیں بھی ساتھ لایا ہوں تاکہ اگر آپ میری بات کو غلط ثابت کریں تو پھر میں کتابوں سے حوالے دوں گا۔

قارئین ذی وقار! ایسے ہی بہت سارے لوگ اپنی بے دینی اور بدعقیدگی کا چُورن نماز، روزہ کے مسائل کے بہانے بیچتے نظر آتے ہیں اور اپنے آپ کو اَجل عالم اور تکبّر وغرور کا مجسمہ بنائے پھرتے ہیں۔ اُس عالم صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں تھا کہ بابا جیؒ نے ظاہری علوم کے حصول کے لیے بھی ۱۷ سال سے زائد عرصہ صرف کیا ہے۔ بہر حال آپؒ نے فرمایا: اب مغرب کا وقت قریب ہے نماز اور لنگر کے بعد ہی اس معاملہ کی طرف آئیں گے۔ وہ صاحب نماز کے بعد لنگر اور نماز عشاء کے بعد پھر حاضر خدمت ہو گئے سمیت اپنی کتابوں کی گٹھڑی کے۔ حضور قاسم صادقؒ نے فرمایا: مولوی صاحب بحث بعد میں ہو گی پہلے ہماری ساتھ سانس ملا کر اسم ذات اللہ

ھوتو کہو۔ اُس نے ابھی سانس ملا کر چند ہی مرتبہ پڑھا تھا کہ بے خودی طاری ہو گئی وجدانی کیفیت میں لَوٹ پوٹ ہونے لگا۔ وارفتگی کا عالم بڑھتا ہی گیا۔ اپنے کپڑے پھاڑتے ہوئے قمیض کے بھی ٹکڑے کر دیے۔ خادموں سے فرمایا: اسے مجلس سے باہر لے جائیں۔

عجیب آوازیں اُس کے منہ سے نکل رہی تھیں۔ مدہوشی میں کئی گھنٹے گزر گئے۔ کیچڑ میں لَت پَت جسم پہ چیتھڑے رہ گئے تھے۔ محفل کے دوران مولوی صاحب نظر نہیں آئے۔ پوچھا وہ کدھر ہیں؟ عرض کی گئی وہ اب تو بے ہوشی سے بحال ہوئے ہیں لیکن وہ عرض کر رہے ہیں کہ مجھے جلدی حضرت صاحب کے پاس لے جائیں۔ آپؒ نے فرمایا: اُنہیں نہلا کر دوسرے صاف ستھرے کپڑے پہنا کر لائیں۔ جیسے ہیں مولوی صاحب آئے تو اب مولویّت کا گھمنڈ ٹوٹ چکا تھا۔ کامل کی نظر سے 'میں' کے بُت چکنا چور ہو چکے تھے۔ آتے ہی قدموں میں گر گئے۔ رو رو کے عرض کرنے لگے: حضور! میری گستاخی معاف کر دیں اور مجھے اپنے غلاموں میں شامل کر دیں۔ آج میں نے حقیقت کو پا لیا ہے۔ میرے دل کو اسم ذات سے وہ لذّت ملی جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آپؒ اپنا دست مبارک اُن کے سر پر رکھتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے صدیقی رنگ میں رنگ دیتے ہیں۔

اُنہیں کیا ضرورت ہے تیر و کمان کی
نظر سے اُڑائیں جو دل کا نشانہ

دل کی نگری ذکرِ الٰہی سے بسائی گئی۔ محبت و معرفت کے جام پلائے گئے اور یوں ہر آنے والے عام آدمی کو خاص بنا کر اُن کاملین کی صف میں شامل کر لیا گیا

جن کی دُعا و نگاہ سے عام لوگ بھی خاص بنتے ہیں۔

شریر شریف بن جاتے

بعض دفعہ دنیا داری اور سرداری کے غرور کے مارے بھی لوگ بڑے کر وفر سے آتے تا کہ دوبدو بات کریں گے۔ اپنی چرب بیانی سے حضرت شیخ کو خاموش کریں گے۔ بڑے پیر بنے پھرتے ہیں۔ ایک دفعہ تو یوں بھی ہوا کہ برے خیالات اور توہین کی نیت سے آنے والے بڑے بڑے خان اور اَکھڑ مزاج سردار اپنے آپ کو تیس مار سمجھنے والے سامنے آئے تو چہرۂ انور پر روحانیت و نورانیت کی عجیب کیفیت سے ایسے مرعوب ہوئے کہ خاموشی چھا گئی۔ خاموشی توڑتے ہوئے خود حضور بابا جیؒ نے فرمایا کہ: آپ نے کچھ باتیں کرنا تھیں وہ کریں؟ آپ تو بہت تیاری کر کے آئے ہی ہو اب خاموشی کیوں ہے؟ اِن جملوں سے اس قدر روحانی اثر ہوا کہ معافی کے طلبگار ہو کے ہمیشہ کے لیے دامن طریقت میں سما گئے۔

ہر آنے والے پہ نظر ہوتی۔ لنگر کے دوران جو نظر نہ آئے اُس کے بارے میں پوچھا جاتا۔ ایسے بھی باکمال درویش آپ کی بارگاہ میں ہوتے جنہیں تقسیم کرنے کا حکم دیا جاتا تو وہ یہی ڈیوٹی انجام دیتے رہتے۔ کیا مجال کہ ایک لقمہ بھی کھا لیتے۔ پورا پورا دن اسی طرح ہی گزر جاتا۔ چونکہ حضور بابا جیؒ خود سب سے آخر میں لنگر شریف تناول فرماتے اور پوچھتے کہ پتہ کرو کوئی لنگر کے بغیر رہ تو نہیں گیا؟ تب علم ہوتا کہ فلاں صاحب نے ابھی تک نہیں کھایا۔ پوچھا جاتا تو عرض کرتا جناب! تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا کھانے کا نہیں فرمایا تھا۔ اطاعت و تابعداری اور محبت و عقیدت کی بے شمار جلوہ سامانیاں موہڑہ شریف دیکھنے کو ملتی تھیں۔

لجپالی کی انتہا

حضرت غوث زماں، والی موہڑہ شریف کی تمام عمر ہی خدا تعالیٰ کی محبت و عبادت اور تاجدارِ مدینہ ﷺ کے عشق و اطاعت میں گزری۔ زندگی کے تمام پہلوؤں پہ سنتِ نبوی ﷺ کے پہرے نظر آتے تھے۔ بارگاہ میں موجود مریدین و خلفاء کو یہی تلقین کی جاتی کہ شریعت و طریقت دونوں لازم وملزوم ہیں۔ضرورت مندوں، بے چاروں اور بے کسوں کی داد رَسی کی جاتی۔ ہر آنے والے ضرورت مند کی ہر ممکن مدد کی جاتی۔بعض دفعہ اُن کی مدد کے دوران کرامات کا بھی ظہور ہوتا فورًا دُعا و نگاہ کی قبولیت و طاقت کا عملی مظاہرہ ہو جاتا۔ یوں سائلین کی بگڑی بنا دی جاتی۔ ما شاء اللہ

آپ کا ایک مرید جس کا نام شیر محمد تھا حاضرِ خدمت ہوا کہ میں جزام جیسی مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں، جسم گل سڑ رہا ہے۔ ہاتھ کی اُنگلیاں سڑ رہی ہیں۔ خون اور پیپ کی وجہ سے جسم سے بدبُو آ رہی ہے۔ گھر والوں نے بھی گھر سے نکال دیا ہے۔ میرا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ آپؒ نے فرمایا: میں جو ہوں، اُٹھو! جا کر لنگر خانہ میں کام کرو۔ عرض کی: میرے ہاتھ پیپ زدہ ہیں، خون آلود ہیں کیسے آٹا گوندھوں؟ فرمایا: بیٹے! جاؤ یہ میرا حکم ہے۔ وہ لنگر خانہ میں چلا گیا آٹا گوندھنے کے لیے ہاتھ دھونا شروع کیے تو ہاتھ بیماری سے پاک صاف ہو گئے گویا کہ اُنہیں کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔ پھر شکرانے کے طور پہ اُس نے ۵ سال بابا جیؒ کے لنگر کی خدمت کی۔

قارئین محترم! حضور بابا جیؒ کی ساری زندگی خُلق محمدی ﷺ کی خوشبو سے مہکتی رہی اور بے آسرا لوگوں کا آسرا بن جانا سرورِکونین ﷺ کی بڑی سنت میں سے

ایک ہے۔

ہم عصر صالحین کی قدر دانی

اعلیٰ حضرت حضور بابا جیؒ کی زندگی قرآن و سنّت کا عملی نمونہ تھی۔ سب سے شفقت و محبت سے پیش آتے۔ دربارِ عالیہ کے ماحول میں امیر و غریب، چھوٹے اور بڑے سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جاتا تھا۔ فیضان کے عطا کرنے اور سخاوت میں بھی آپ اپنی مثال آپ تھے۔ جسے کہیں بھی خیرات نہ ملی ہو وہ بھی یہاں آ کے کامیاب ہو جاتا۔ آپؒ کے حسنِ سلوک اور صداقت ایمانی کی جلوہ نمائی دوسرے آستانوں کے سجّادہ نشین بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنے ہاں آنے والے طالبانِ حق کو بھی موہڑہ شریف جانے کا ارشاد فرمایا کرتے۔

سلسلہ چشتیہ کے عظیم فرمانروا حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سلیمان تونسوی المعروف پیر پٹھانؒ آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے پاس ایک اِرادت مند آیا، آپ نے اُس سے پوچھا: کہیں بیعت ہوئے ہو؟ اُس نے جواب دیا: حضرت! کہیں بھی دل مطمئن نہیں ہوا۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا: آپ موہڑہ شریف چلے جائیں۔ وہ موہڑہ شریف حاضر ہو گیا، ملاقات ہوئی۔ بابا جیؒ فرمانے لگے: حضرت تونسویؒ نے آپ کو بیعت کا شرف عطا نہیں کیا؟ اُس نے عرض کیا کہ حضور! اُنہوں نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپؒ نے اُس شخص پہ توجہ فرمائی وہ مست و بے خود ہو کر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ ہوش میں آیا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا: آپ میں جو کمی تھی وہ اب دُور ہو گئی ہے۔ اب جائیں واپس، حضرت خواجہ تونسویؒ سے بیعت ہو جائیں اب وہ آپ کو دامن بیعت میں لے لیں گے۔ دو سلاسل کے عظیم پیشواؤں کے درمیان محبت و

عقیدت کے کیسے بے مثال رشتے قائم تھے اور موجودہ دور میں باہم تعصّب اور عناد کیا گُل کھلا رہے ہیں۔ بغض و کینہ کے کیسے کیسے بیوپار کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ ہر ولی اللہ اور خدا کا پیارا اور قابل احترام ہی ہوتا ہے وہ کس نام سے مشہور ہے یا کس سلسلہ عالیہ سے تعلق رکھتا ہے یہ صحیح عقیدہ کی برکت ہوتی ہے کہ اُس سے عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ اُس سے ادب و احترام کا رشتہ قائم رکھا جائے۔ اپنے قلب و ذہن کو اُن سے حقارت اور توہین و بے ادبی سے بچایا جائے ورنہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَادَ لِي وَلِيًّا، فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ.

() بخاری، الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: التواضع، ۲۳۸۴/۵، رقم: ۶۱۳۷

ابن حبان، الصحيح، ۵۸/۲، رقم: ۳۴۷

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اُس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

اس لیے ہر قدم اور ہر لحظہ حاضر باش رہنے کی ضرورت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر ہی بے کار ہو جائے۔ العیاذ باللہ

ضروری وضاحت

دیگر اولیائے کاملین کی طرح حضور غوث الامّتؒ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ آپؒ کی پوری زندگی میں سلطان الاولیاء شہنشاہ

بغداد غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زندگی کا عکس جمیل نظر آتا ہے۔ یتیمی کے دن رات ہوں، مائی صاحبہ کی تربیت اور تعلیم کا دورانیہ ہو، غربت و افلاس کے باوجود علم کے حصول کے لیے دُور شہر کا سفر ہو یا پھر علم کے حصول کے بعد درس و تدریس اور تبلیغ و ارشاد اور باطل فرقوں کا رَد کرنے کے لیے کوشش و کاوش ہو غرضیکہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کے بعد مجاہدہ و ریاضت اور معمولات اور آئے روز سخاوت اور ظہور پذیر ہونے والی کرامات پیش نظر رکھی جائیں تو دل و جان سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر غوث پاک کی کرامات احاطہ شمار میں نہیں لائی جا سکتی تو اُن کے نائب اعظم حضور قاسمِ ولایت بابا جی سرکار کی کرامات کو بھی شمار میں نہیں لایا جا سکتا۔

لاکھوں مرید سینکڑوں خلفاء جس کو جتنی زیادہ رفاقت، صحبت نصیب ہوئی اُس نے اُتنی ہی زیادہ کمالات و کرامات کو بیان کیا ہے۔ تحریر میں لائی نہیں گئیں اور لائی بھی نہیں جا سکتی تھیں۔ اکثر سینہ بسینہ روایت ہوتی رہیں۔ حضور شیخ العالمؒ سیدی فرمایا کرتے: بظاہر بابا جیؒ نے کوئی کتاب تحریر نہیں فرمائی لیکن اُن کے خلفاء کرام اُن کی چلتی پھرتی اور بولتی کتابیں تھیں۔ لا ریب فیہ اُن خلفائے کرام جن کے بڑے بڑے مشہور آستانے ہیں جن کے آگے لاکھوں مرید ہیں اور خلفائے کرام کی خوبصورت جماعتیں ہیں۔ اگر آپ اُن کے ساتھ تھوڑی دیر ہی محافل میں بیٹھیں تو وہ بھی حضور بابا جیؒ کا کوئی کمال اور حسن و جمال کا تذکرہ چھیڑ دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں خواجگانِ نیریاں شریف خاص حصہ رکھتے ہیں۔

بڑی شان شانِ قاسمؒ ولی ہے
سدا جن پہ رحمت کی چادر تنی ہے

شیخ الانس والجن حضور باوا جیؒ کی بارگاہ میں آئے روز کثرت سے کمالات، واقعات ظاہر ہوتے اور ایسے افعال وجود میں آتے کہ عام لوگ ایسا کرنے سے عاجز رہتے ہیں۔ کئی بار اَنہونی ہوئی ہے۔ ناممکن ممکن ہوا۔ یہ خرقِ عادت کام ہیں کیونکہ عقل ان کے سامنے عاجز آ جاتی ہے۔ تو ولی اللہ وہ بندۂ مومن ہوتا ہے جو قرآن و سنت کا پابند اور فیضانِ نبوت سے مستفیض رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی بجا لانے کی وجہ سے بندہ نوازی کا شرف ملتا ہے تو اُس کا وجود سراپا خیر و برکت بن جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عطا سے اُس سے ایسے افعال و واقعات ظاہر ہوتے ہیں جو فطرتاً و عادتاً ناممکن ہوتے ہیں تا کہ اللہ والوں کی عزت و بزرگی کا اظہار ہو۔ اگر ایسا افعال کسی نبی اور رسول سے وارد ہو اُسے معجزہ کہا جاتا ہے۔

معجزہ

معجزہ کا ظہور ہمیشہ صاحبانِ نبوت و رسالت سے ہوتا رہا ہے۔ قرآن مجید میں معجزہ کی جگہ الآیۃ، البیّنۃ یا البرھان کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنیٰ کھلی نشانیاں، واضح دلیل ہے۔ لسانِ عرب اور زبانِ سلف نے اسے سمجھنے میں آسانی کے لیے قرآنی مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے معجزہ سے تعبیر کیا ہے۔ معجزہ کی جمع معجزات ہے۔ قرآن مجید میں سابقہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے معجزات کو بڑی تفصیل سے آیات بیّنات کا حصہ بنایا گیا اور صاحبِ قرآن تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کی ذات تو سراپا معجزات ہے۔ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ سینکڑوں احادیث مبارکہ میں جنہیں بیان کیا گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ قرآن کی صورت میں زندہ موجود ہے۔

کرامت

لفظ کرامت کا لغوی معنیٰ عزت و بزرگی ہے۔ کرامت کی جمع کرامات ہے۔ اللہ رب العزت نے انسانوں کو دیگر مخلوقات پر عظمت دینے کا یوں اعلان فرمایا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ.

() الاسراء، ۱۷/۷۰
اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔

اسی طرح حدیث مبارکہ میں سردارِ دو جہاں امام مرسلاں ﷺ جنہیں عزت و بزرگی کا تاجدار بنایا گیا پھر جن کی بارگاہ سے عزت و شرافت اور کرامت و بزرگی تقسیم ہوتی ہے فرماتے ہیں:

اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي.

() ترمذي، السنن، كتاب: المناقب عن رسول الله ﷺ، باب: في فضل النبي ﷺ، ۵/۵۸۵، رقم: ۳۶۱۰
دارمي، السنن، باب: ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱/۳۹، رقم: ۴۸
بزرگی اور جنت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

یہ تو بڑے دن کی بات ہو رہی ہے۔ اُس سے پہلے دنوں میں خدا تعالیٰ کی عطا سے نعمتوں کی تقسیم آپ ﷺ کی بارگاہ سے ہی ہو رہی ہے۔

وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي.

() بخاری، الصحیح، کتاب: العلم، باب: من یرد اللّٰه به خیرا یفقّهه فی

الدین، ۳۹/۱، رقم: ۷۱
مسلم، الصحیح، کتاب: الزکاۃ، باب: النهی عن المسألة، ۷۱۸/۲، رقم: ۱۰۳۷

اور میں تو بس تقسیم کرنے والا ہوں جبکہ دیتا اللہ تعالیٰ ہے۔

کرامت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: ۱۔ کرامت عام اور ۲۔ کرامت خاص

کرامت عام

ہر انسان کو بولنے، سوچنے اور معتدل قد و قامت عطا فرمائی گئی۔ فہم و فراست دے کر دیگر مخلوقات سے ممتاز کر کے خشک و تر دنیا کا حاکم بنایا۔ یہ بزرگی و عزت میں ماننے والے اور نہ ماننے والے یعنی مسلم و کافر سب برابر ہیں۔

کرامت خاص

یہ وہ کرامت ہے جو اللہ تعالیٰ کے اُن خاص بندوں کو عطا کی جاتی ہے جنہیں اپنے نبی و رسول کی پیروی و اطاعت کرنے کا شرف ملتا ہے۔ وہ استقامت سے مجاہدہ و ریاضت پہ کاربند رہتے ہیں اور شریعت طریقت کی راہ پہ قائم دائم رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں محبوبیت و ولایت کی خلعتِ فاخرہ عطا کرتا ہے۔ اُن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظاہرہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

یاد رہے! معجزہ کا صدور نبی کی نبوت کی دلیل بن جاتا ہے۔ لیکن ولی اللہ سے جو کرامت صادر ہوتی ہے اُس میں بھی نبی پاک ﷺ کے معجزہ کی برکت و تاثیر موجود ہوتی ہے۔

عقیدہ

معجزہ ہو یا کرامت ہو اس میں طاقت و قدرت اللہ تعالیٰ کی کارفرما ہوتی ہے۔ اگر ظاہر ہو نبی سے اُسے معجزہ کہا جاتا ہے اور اگر خارق عن العادۃ کام ولی سے ظاہر ہو تو اُسے کرامت کہا جاتا ہے۔ کچھ کرامات لکھنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے ابھی بہت ساری کرامات و کمالات بیان کیے جائیں گے تا کہ کوئی وسوسہ اندازی اور بدعقیدہ لوگوں کی تیر اندازی آپ کے عقیدہ میں بے یقینی پیدا نہ کر سکے۔ اس لیے معجزہ و کرامت کی اختصار سے وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

قرآن مجید میں جس طرح پہلے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے معجزات مبارکہ بیان کیے گئے اسی طرح قرآنی آیات میں پہلی امتوں کے اولیائے کاملین کی کرامات کو بھی شرح و بسط سے ذکر کیا گیا ہے۔ بے موسے پھل کا بند کمرے میں ملنا، عالم ربّانی کا آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے بھاری بھرکم تخت بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کر دینا۔ خشک کھجور کے ہلانے سے تازہ کھجوروں کا گرنا وغیرہ وغیرہ۔

اس میں بھی شک نہیں

جس طرح نبی آخر الزماں ﷺ کی امت پہلی امتوں سے افضل و شرف والی ہے اسی طرح اس امت کے اولیائے کاملین جنہیں بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح کہا گیا ہے اس امت کے اپنے ولی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ پہلے نبیوں کے فیضان کے بھی وارث ہیں۔ اِن کے عطا کردہ کمالات اور کرامات کا کیا عالم ہو

گا کیونکہ پہلی امتوں کے اولیاء سے افضل ہیں جن میں شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظمؒ، شیخ ابو الحسن شاذلیؒ، داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، شاہِ نقشبند بہاؤالدین بخاریؒ، مجدّد الف ثانیؒ، خواجہ نظام الدین کیانویؒ، خواجہ قاسم صادق موہڑویؒ اور قبلہ عالم خواجہ غزنویؒ جیسے پاکانِ امت موجود ہیں۔

ایسا بھی ممکن ہے!

موجودہ دور سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ سائنسی کرشمات کا دور دورہ ہے۔ دُور کا آنکھوں دیکھا حال دیکھنا اور دکھانا عام طور پر مشغلہ بن چکا ہے۔ تھوڑا عرصہ پہلے ایسا ناممکنات میں سے سمجھا جاتا تھا۔ عقل پرست علماء بھی معجزات و کرامات کا انکار کرنا اپنا علمی فریضہ خیال کرنے لگے۔ لیکن جیسے جیسے سائنسی علوم و فنون ترقی پاتے گئے تو ایسی منطق قلب و ذہن کو مسخّر کرتی گئی کہ ایسا ہوسکتا ہے؟ ایسا ممکن ہے؟ اگر سائنسی آلات و ایجادات سے ایسا ممکن ہے تو خدا تعالیٰ کی طاقت سے بندگانِ خدا سے بھی معجزہ اور کرامت کی صورت میں اس جیسے یا اُس سے کہیں زیادہ بے مثل واقعات صادر ہو سکتے ہیں۔ بارگاہِ ایزدی کے مقبول اور دربارِ رسالت ﷺ کے محبوب کو بھی ناممکن کو ممکن بنانے میں مشکل درپیش نہیں ہوتی کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی مدد کے مظہر بن جاتے ہیں۔ جماعت اولیاء کی طرح دربار قاسمیہ میں بھی دربارِ غوثیہ کی برکات اور کرامات دکھائی دیا کرتی تھیں۔ زمینی فاصلے سمٹ جاتے، حجابات ہٹ جاتے، منازل قریب کر دی جاتیں۔

حضرت بابا جی محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے دربار گوہر بار میں زائرین باصفا کا اجتماع اپنی تمام تر رعنائیوں و زیبائیوں کے ساتھ قائم تھا۔ مرشد کاملؒ کے قرب

سے انوارِ الٰہیہ کا نزول ہو رہا تھا۔ محبت الٰہی کی جلوہ سامانیاں روح و دل کو روشن و منوّر کرنے میں مصروف تھیں، بیت اللہ شریف کی بہاروں کا تذکرہ شروع ہو گیا۔ دربارِ عالیہ میں موجود لوگوں میں عشق و اُلفت کے جام تقسیم ہونے لگے تو مریدین اور خلفائے کرام نے عریضے پیش کرنے شروع ہو گئے۔ کہنے لگے: وہ لوگ کتنے خوش قسمت و با نصیب ہیں جو اس وقت طوافِ کعبہ میں مشغول ہیں۔ کاش! ہم بھی اُن خوش نصیبوں میں شامل ہوتے جو اس وقت وہاں طواف و زیارت کرتے ہیں۔ وہ با نصیب حضرات یہ عقیدہ و یقین رکھتے تھے کہ توجہ ہو گئی تو یہ دوری سمٹ سکتی ہے۔ حجابات ہٹ سکتے ہیں۔ بگڑی بن سکتی ہے۔ قسمت نے یاوری کی حضور بابا جیؒ حالت جذب و جلال میں آئے ایک چادر منگوائی فرمایا: طوافِ کعبہ کے خواہشمند تازہ وضو کر کے آ جائیں۔ جب سب وضو کر کے حاضر خدمت ہوئے:

وإِنْ سَأَلَنِي، لَأُعْطِيَنَّهُ.

() بخاری، الصحیح، کتاب: الرقاق، باب: التواضع، ۲۳۸۴/۵، رقم: ۶۱۳۷
ابن حبان، الصحیح، ۵۸/۲، رقم: ۳۴۷
اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں۔

حدیث قدسی کے مطابق عملی مظاہرہ ہونے کا وقت آن پہنچا۔ آپ سرکارؒ نے سب کے سروں پہ چادر تان دی۔ قدموں میں بیٹھے ہوئے آناً فاناً اپنے آپ کو کعبہ شریف کے مطاف میں دیکھتے ہیں۔ حرم خلیلی کے دلکش اور روح پرور منظر میں موجود ہیں۔ ہر طرف نور ہی نور ہے۔ لبیک اللھم لبیک کی صدائیں ہیں، دعائیں، التجائیں ہیں۔ طواف کعبہ میں مشغول ہیں۔ جیسے ہی طواف مکمل ہوا تو حضور بابا جیؒ

اُن کے سروں پہ پھیلی ہوئی چادر اٹھاتے ہیں تو وہ آپ کی بارگاہ میں موہڑہ شریف بیٹھے ہوتے ہیں۔ واہ صدقے قاسم فیضان نبوت! تیرے کمالِ کرامت پہ واری جائیں۔ ہزاروں میلوں کا سفر منٹوں میں کروا کر کعبہ شریف کے قرب میں پہنچایا۔ یہاں تو خدا تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔ خدا ملتا ہے اور کون سی چیز اس بارگاہ سے نہیں ملے گی۔

غمّاں دے ماریاں دے لئی سُکھ دا سائباں لوگو!
مراداں جتھے بھر آونڑ آستانہ بابا قاسمؒ دا

دو قومی نظریہ کی پاسداری و آبیاری

تاریخی جھروکوں سے یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ اللہ والے جہاں کہیں اور جس حال میں بھی ہوں خدمت دین اور خدمت خَلق ہی اُن کا شیوہ اور وطیرہ ہوتے ہیں۔ اگر ظاہری حیات کا دورانیہ میں موجود ہوں تو پھر ایک تحریک کی صورت میں فیوض و برکات اور ہمہ جہتی خدمات و حسنات کے دریا بہاتے ہیں۔ اگر اُن کا وجود امرِ ربّی کی تعمیل میں نگاہوں سے پوشیدہ جہاں مزارات مقدسہ میں جلوہ فرما ہوں تو بھی اشاعت اسلام اور باطنی تطہیر کا ساماں مہیا کرنے کا ذریعہ و وسیلہ ثابت ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ گردشِ لیل و نہار اور بدعقیدگی کی بھر مار ہونے کے باوجود اُن کے تذکار کائنات میں جاری رہتے ہیں، کیونکہ جہاں بھر میں عوام النّاس اور خوّاص کو لازوال دولتِ ایمان اور بے مثل سرمایہ قرب و حضور نصیب ہوتا رہتا ہے۔ بالخصوص ہند کے کفر و شرک اور بدعت و خرافات کے اندھیروں میں دین اسلام کا نور

اور توحید و رسالت کی شمع روشن کرنے والے یہی خدا رسیدہ اور بارگاہِ نبوت کے چنیدہ بزرگانِ دین ہیں۔ تاریخِ ہند سے آشنا لوگ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مسلمان بادشاہ کئی بار برصغیر کے راجوں، رانوں اور مرہٹوں کو شکست فاش دیتے رہے۔ گردنیں اُن کے سامنے جھکتی رہیں لیکن وہ دِلوں کو مائلِ اسلام نہ کر سکے اور نہ ہی خُلق و کردار سے یہاں کے باسیوں کو راہِ حق کی طرف دل و جان سے قائل کر سکے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تقسیم ہند کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ سارا ہندوستان ہی پاکستان کا منظر پیش کر رہا ہوتا۔ یہ جو کروڑوں مسلمان اس سرزمین پہ لا الٰہ الا اللہ بلند کر رہے ہیں اور شمع مصطفوی کے دیوانے بن کر محمد رسول اللہ ﷺ کی صدائیں دے رہے ہیں یہ بادشاہوں کی قوت و طاقت، لشکر و سپاہ یا کسی یلغار و تلوار کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ اُن بوریا نشیں، عجز و انکساری کے پیکر، فیضان نبوت سے مستنیر علمائے ربانیینؒ اولیائے کاملین کی شب و روز محنت و مشقّت کا نتیجہ ہے جنھوں نے اپنے خُلق و کردار اور انسانیت کے علمبردار ہونے کی وجہ سے توحید و رسالت کے وہ انوار تقسیم کیے جن کی بہار اب تک قائم ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت قائم رہے گی۔

حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی سربراہی اور پشت پناہی میں جو جماعت اولیاء اس سرزمین پہ وارد ہوئی اُن باخدا لوگوں میں ایک اہم نام جو اپنے نام کی طرح کام پیش کرنے والا وجود باجود ہمارے ممدوح آقائے نعمت حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ بھی ہیں۔ آپؒ نے بھی اپنے وقت میں علمی بہار روحانی کردار سے بے شمار انسانوں کے دلوں سے کفر و شرک کے بتوں کو توڑا اور پھر اُن کے قلب و روح کو توحید و رسالت کی شمع سے روشن کیا۔ گناہوں کی وادی سے نکال کر بندگی و اطاعت کی مساجد میں آباد کیا۔ دیگر باطل

مذاہب کے درمیان دینی، قومی وملّی غیرت کو قائم رکھتے رہے۔ جس کو بعد میں سیاسی زُعماء و رہنما نے دو قومی نظریہ کا نعرہ دے کر مسلمانانِ برصغیر کو آزادی کی دولت سے ہمکنار کیا۔ اُسی سلطنت کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نام دیا گیا۔

پاکستان کے معرضِ وُجود میں آنے کی بشارت

حضرت خواجہ خواجگان والی نیریاں شریف حضور قبلہ عالم خواجہ غلام محی الدّین غزنویؒ راوی ہیں کہ ایک دفعہ موہڑہ شریف کے سالانہ عرس مبارک کی تقریب میں انگریز فوج کا ایک اعلیٰ افسر ایک مسلمان صوبیدار کے ساتھ حاضر ہوا۔ اُس وقت برطانیہ اور جرمنی کی جنگ زوروں پہ تھی اور بظاہر انگریزی فوجیں پسپائی سے دوچار ہو رہی تھیں اور برطانیہ کی کامیابی کے کوئی آثار دُور تک نظر نہیں آ رہے تھے۔

عرس مقدّس کی آخری مجلس میں جب غوث الامّت حضرت خواجہ قاسم صادقؒ دُعا کے لیے باہر تشریف لائے تو اُس انگریز افسر نے مسلمان صوبیدار سے کہا: اپنے پیر صاحب سے کہیں کہ وہ برطانیہ کی کامیابی کے لیے دُعا کریں۔ تو اُس صوبیدار نے حضور پیر نظیر احمد صاحبؒ کی وساطت سے حضور بابا جیؒ کی خدمت عالیہ میں انگریزوں کی کامیابی کے لیے دُعا کی درخواست کی تو بابا جی سرکار نے فرمایا: کوئی جرمن شرمن نئیں انگریزاں ناں کَم وی پتلا ہوئی گیا۔ مطلب یہ کہ جرمن کو شکست ہو گی اور اب یہاں ہندوستان سے بھی انگریزوں کے قدم اُکھڑ گئے ہیں اور فرمایا کہ: یہاں ایک نئی مسلمان مملکت معرضِ وُجود میں آئے گی۔ وہ مسلمان صوبیدار بابا جیؒ کے آخری الفاظ نہ سمجھ سکا، عرض کیا: حضور! جناب نے کیا فرمایا: تو تاجدارِ موہڑہ شریف نے فرمایا: جُلّو جُلّو دُعا ہوگئی۔ یعنی جاؤ دُعا میں نے کر دی۔

آپؒ کا فرمایا ہوا دُرست ثابت ہوا۔ جرمن کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اُس کے ساتھ ہی انگریزوں کے پاؤں ہندوستان سے اُکھڑنے لگے اور آپؒ کے وصال بکمال کے ٹھیک تین سال نو ماہ اور چوبیس دن کے بعد ۲۷ رمضان المبارک بمطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں مملکت خداداد پاکستان معرضِ وجود میں آئی اور انگریزوں کو بالآخر ہندوستان چھوڑنا پڑا۔ تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی!

لنگر کے ذریعے روحانی و جسمانی امراض کا علاج

خدا والوں کے ہاں مخلوقِ خدا کی مدد و خدمت کے بے شمار سلسلے قائم رہتے ہیں۔ غریب و نادار لوگوں کی داد رسی کی جاتی ہے۔ ظاہری اسباب و وسائل بھی بروئے کار لائے جاتے ہیں اور دعا و نگاہ کے ثمرات کے ذریعے بھی ان کی مدد کی جاتی ہے۔ ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ سکون و قرار کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ روح کی امراض کا شافی علاج کیا جاتا ہے۔ سالکین کی چاہتوں کے مطابق کرم فرمائی کی جاتی ہے۔

حضور خواجہ قاسم موہڑویؒ کے زمانے میں غربت کا دود دورہ تھا۔ بھوک و افلاس نے بیشتر گھروں میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ دور دراز علاقوں سے مصیبت زدہ حاجت مند دربار شریف میں حاضر رہتے۔ اُن لوگوں کے لیے ہمہ وقت لنگر موجود ہوتا۔ آنے والے زائرین اُس سے مستفیض ہوتے۔ دوسروں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو کپڑے پہنانا اللہ اور اُس کے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ عمل ہے۔ نبی آخر الزماں ﷺ کے ہاں سیرت مبارکہ کے بے شمار واقعات و فرمودات ہیں جن کے ذریعے دوسرے انسانوں کو کھانا کھلانے کی رغبت دے رکھی ہے۔ ارشاد

گرامی ہے:

وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا ۔

() الدهر، ۸/۷٦

اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں (خود اس کی طلب و حاجت ہونے کے باوُجود اِیثاراً) محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں○

فیضان نبوت سے فیض یاب ان بندگانِ خدا نے دیگر سنتوں پہ عمل کے ساتھ ساتھ اس عظیم سنت کو بھی اپنے ہاں جاری رکھا ہوا ہوتا ہے۔صحابہ کرامؓ، اہل بیت اطہارؓ اور صوفیائے کرامؒ سے منسوب بے شمار واقعات ہیں کہ کس طرح اُن کے ہاں بھوکوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھا جاتا تھا۔حضور سیدالاولیاء تاجدارِ ولایت حضرت الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا اگر آپ کو پوری دنیا کی دولت مل جائے تو آپؒ کیا کرتے؟ تو آپؒ نے فرمایا: میں اُس سے بھوکوں کو کھانا کھلاتا اور ننگوں کو کپڑے پہناتا۔

ہمارے ممدوح حضرت باباجیؒ بھی ایک وسیع وعریض دسترخوان کے مالک تھے۔سینکڑوں لوگ ہمہ وقت موجود رہتے۔آنے والوں کو سب سے پہلے لنگر کی دعوت دی جاتی۔ ہر آنے والے پہ آپ سرکارؒ کی نظر ہوتی کہ اُس نے کھانا کھایا ہے کہ نہیں۔ جب سب کھانا کھا لیتے تب آپؒ خود تناول فرماتے۔آپؒ کے دسترخوان پہ مسلمان، عیسائی، ہندو، سکھ غرضیکہ ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے دکھائی دیتے اور فیض یاب ہوتے۔لنگر میں پتلے دال کے شوربے میں قدرت نے کیسے کیسے کمال کی برکتیں اور شفائیں رکھی تھیں کہ جس سے جسمانی اور روحانی امراض کا علاج ہو

جاتا۔طبیعتیں بدلتیں،غرور وتکبر کے بت ٹوٹتے، سادگی اور فقراء کے ساتھ نیچے بیٹھ کر کھانا کھانے کی ترغیب ملتی۔ لا علاج مرضوں کی بلائیں ٹلتیں اور شفائیں نصیب ہوتیں۔

تندور کی روٹی کھلاتے کھلاتے بابا جی سرکارؒ نور کے نوالے کھلا دیتے تھے۔ جس سے شعور ملتے اور فتور دور ہوتے۔ یوں انسان سازی اور پاک بازی کے سلسلے جاری رہتے۔ اور ہزار ہا انسانوں کی بگڑی بنا دیتے۔ اُن میں سے جن خوش نصیبوں کو خاص توجہ و خدمت نصیب ہوتی انہیں اپنا روحانی وارث بناتے ہوئے خلافت خاص عطا فرماتے۔

ذرا لنگر کے ناظم و انچارج بھی دیکھیں!

لنگر خانہ اور برکات کی وسعتوں کا عالم کیا ہوگا؟ آپ اس سے بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کیسی کیسی ہستیوں سے انہوں نے اُن کی تعلیم و تربیت اور مجاہدہ و ریاضت کے دور میں لنگر کی خدمات لی ہیں، پھر جو سالکین راہِ طریقت نے اخلاص و محبت سے لگائی ہوئی ڈیوٹی پہ عمل پیرا رہے وہ طریقت و معرفت کے اعلیٰ مقامات حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوئے۔ اپنے ہاں دائمی لنگر کا بھی فیضان لے کر وہاں سے واپس ہوئے ہیں۔ ہمارے دادا مرشد، والی نیریاں شریف خواجہ خواجگان حضور قبلہ عالم خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ فرماتے ہیں کہ: جب میں آستانہ عالیہ موہڑہ شریف پہنچا ہوں تو فرمایا: بیٹے! تجھے گھر جانے کی اجازت نہیں جاؤ لنگر خانے کی خدمت کرو۔ کھانا پکاؤ، جو آئے اُس کو کھلاؤ۔ ابھی مہینہ بھر ہی خدمت لنگر کی تھی کہ بابا جیؒ نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا: بچہ! آج سے تم لنگر کے ناظم اور انچارج ہو۔ مزید فرمایا:

گھر بار کا خیال دل سے نکال دو۔

حضرات! تصورِ جانِ جاناں میں محو ہو کر بابا جیؒ کے لنگر کو آنے والے زائرین و حاضرین میں تقسیم کرنے کا سلسلہ بارہ سال جاری رکھا۔ آستانہ عالیہ کے ادب و احترام کا اتنا خیال کہ وضو کی ضرورت ہو تو بابا جیؒ کے زمینوں سے بہت دور جا کر تازہ وضو کر کے واپس آتے اور لگائی ہوئی ڈیوٹی اس قدر جانفشانی سے ادا فرماتے کہ کہیں کمی نہ آنے پائے۔ اُن کے الفاظ ہی پیش کرتے ہیں:

''موہڑہ شریف قیام کے دوران ہمیں ہر وقت لنگر خانہ کی خدمت مہمانوں اور زائرین کی خاطر تواضع ہی کا خیال تھا کہ کہیں ہماری اس ڈیوٹی میں کوتاہی نہ واقع ہو جائے۔ حتیٰ کہ ہم اپنے کھانے پینے سے بھی بے نیاز تھے،،۔ آپؒ مزید فرماتے ہیں: ''ہمیشہ لنگر تیار ہونے پر کھانا تقسیم کرنے کی اجازت لیتا اور سب مہمانوں کو کھانا کھلانے کے بعد ہم حضرت بابا جیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے حضور! آستانہ شریف میں موجود سب مہمانوں کو کھانا کھلا دیا ہے۔ تو آپ دریافت فرماتے: بچو! تم نے کھانا کھا لیا ہے؟ ہم عرض کرتے: ہم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔ آپؒ فرماتے: جاؤ! تم بھی کھانا کھاؤ۔

بسا اوقات ہمارے لیے کھانے کی کوئی چیز نہ بچتی تو ہم بھوک وغیرہ سے بے نیاز ہو کر اطاعتِ مرشد میں کمر بستہ رہتے اور بھوک کا تصوّر بھی نہ رہتا۔ اُس بابا جیؒ کے لنگر خانہ اور لنگر کی برکتوں اور بخششوں کے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس کے انچارج حضور قبلہ عالمؒ جیسا وجود با جود ہو آپؒ نے لنگر خانے کی ڈیوٹی بارہ سال ادا کی اور درجات کی بلندیوں کی معراج حاصل کی۔ اب بے شمار مقامات پہ غزنوی لنگر

جاری ہیں جہاں سے بے شمار لوگ روحانی و جسمانی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ لنگر کی صورت میں فیض یاب ہو کر روحانی و جسمانی بیماریوں سے شفایابی حاصل کرنے والوں میں سے مسلم و غیر مسلم سب ہی ہوتے۔ انسانیت کے عنوان سے سب کی خدمت ہوتی۔ ہر ایک اپنی نیت و ارادہ سے منزلِ مراد پا لیتا۔ لنگر میں شفایابی کا معاملہ اپنوں اور غیروں میں خوب شہرت حاصل کر چکا تھا۔ اس لیے ہمیشہ آستانہ عالیہ پہ سائلین حاجت مندوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ ساقی کی عنایات ہمہ وقت جاری رہتیں۔

ایک مرتبہ ایک انگریز آفیسر پوسٹ پر ڈیوٹی دے رہا تھا، اُس کی بیوی کسی لا علاج مہلک مرض میں مبتلا ہو گئی۔ ہر قسم کے علاج سے وہ مایوس ہو گئے۔ موہڑہ شریف کے فیضان کی شہرت سن رکھی تھی، حاضر دربار ہو گیا۔ ساقی میخانہ حضور قاسم صادقؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اپنی بیوی جو اُس کے ساتھ تھی کی لا علاج مرض کے بارے میں عرض کیا۔ تھوڑی توجہ فرماتے ہوئے فرمایا خادموں سے: ان کا خیال رکھو اور لنگر کھلاؤ۔ جب لنگر سامنے آیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بالکل پتلا شوربا اور پیالہ بھر کے اُن کے سامنے رکھ دیا گیا۔ ادب کے خیال سے نہ چاہتے ہوئے بھی اُنھوں نے روٹی کا نوالہ شوربے میں ڈبو ہی دیا اور کھانا شروع کیا۔ تو ایسی لذّت نصیب ہوئی کہ وہ اپنے انگریزی کھانوں کی لذّت ہی بھول گئے۔

وہ عالی شان اور قیمتی کھانے کھانے والے پہلی بار محمدی درویش کے دسترخوان سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ کھاتے ہی جا رہے ہیں۔ ابھی پیالہ کچھ آدھا ہی ہوا تھا حکم کے مطابق خادم نے مزید اُس کو بھر دیا۔ شوربے کی فراوانی دیکھ

کر اب انہوں نے پینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ دونوں میاں بیوی تین تین پیالے پی گئے۔ قاسمی لنگر نے شفا یابی کی برکتیں شروع کر دیں۔ جب وہ واپس اپنے گھر پہنچے تو اُس کی بیوی نے محسوس کیا کہ وہ تو اب بالکل ٹھیک ہے۔ اُس کی بیماری ختم ہو چکی تھی۔ انگریزی دماغ نے سوچنا شروع کر دیا کہ وہ بیماری جس کی تشخیص انگریز ڈاکٹرز نہ کر سکے اور نہ ہی کسی کی دوائی کام آ سکی وہ کیسے ایک پتلے شوربے سے ٹھیک ہو گئی۔ آخر اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ ضرور اس شوربے میں کوئی ادویات ڈالی ہوں گی۔ ایک دفعہ لنگر کے شوربے سے اتنی بڑی لا علاج مرض کیسے ٹھیک ہو گئی؟

دوبارہ حاضر ہو گئے

اعلیٰ حضرت بابا جی سرکارؒ سے دریافت کرنے لگے آپ شوربے میں کون سی ادویات ڈالتے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: دال، پانی، نمک اور مرچ کے علاوہ کوئی چیز بھی نہیں ڈالی جاتی۔ لیکن انہیں یقین نہ آیا، کہنے لگے: اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ شوربا ہمیں پیک کر دیں ہم اسے لیبارٹری میں چیک کروائیں گے۔ اجازت ملنے پر وہ انگریز فیملی بابا جیؒ کے لنگر کی دال لے گئی اور برطانیہ کی لیبارٹری میں چیک کروانے کے اہتمام کیا۔ وہاں سے رپورٹ آئی کہ اس میں واقعی دال، مرچ، نمک اور پانی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ وہ رپورٹ دیکھ کر صوفیائے کرام کے عقیدت مند ہو گئے اور سہ بار پھر دربار عالیہ میں حاضر ہو گئے اس یقین کے ساتھ کہ واقعتاً قدرت نے اس درویش کے لنگر میں کوئی شفا و دوا رکھی ہے۔

عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے اُس انگریز آرمی آفیسر نے کہا کہ: آپ اجازت دیں تو میں گُلڈ نہ سے یہاں تک پکّی سڑک بنوا دوں؟ لیکن آپؒ نے

فرمایا: نہیں، میں اس کو پسند نہیں کرتا بلکہ فرمایا: میرے مہمان خانے میں جو پیدل آئیں گے اور بالخصوص گُلڈ نہ کے راستے سے آئیں میں اُن کے لیے خصوصی دعا کرتا ہوں۔ والی موہڑہ شریف کے اس ارشاد کے پیشِ نظر بہت سارے عقیدت مند ہر قسم کی سہولیات کے باوجود اب بھی گُلڈ نہ کے راستے پیدل چل کر موہڑہ شریف حاضری دیتے ہیں۔

حضور بابا جیؒ کے ہاں لنگر کی سادگی کا یہ انداز آپ کو بہت ہی پسند تھا۔ نہ جانے اس میں کس قدر حکمتیں اور برکتیں پوشیدہ تھیں۔ جہاں ادب و محبت کا خیال رکھنے والے بے پناہ فائدوں سے نوازے گئے اور لنگر کو حقیر سمجھ کر متکبرانہ جملے بولنے والے ہمیشہ ذلّت و پسپائی کا شکار ہوئے ہیں۔

سرِ دست ایک واقعہ جو مرشدنا قبلہ عالم خواجہ غزنویؒ سے سیدی و مرشدی حضور شیخ العالم خواجہ صدیقیؒ روایت کرتے ہیں اور آستانہ عالیہ کی نورانی محافل میں مختلف مواقع پہ سنایا کرتے تھے۔ ایک بار یہ سعادت خاکسار کی بھی نصیب ہوئی۔ بابا جیؒ کے ایک خلیفہ صاحب جو چکوال کے علاقے میں رہتے تھے اور بہت جلد عزت و شہرت کی معراج اُنہیں نصیب ہوئی۔ دُور و نزدیک سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔ لنگر خانے بن گئے، بہت سارے کمرے تیار ہو گئے اور عالی شان لنگر بھی تقسیم ہونا شروع ہو گیا۔ یوں مصروفیت اور شہرت سے خلیفہ صاحب کی طبیعت غفلت اور تکبر کا شکار ہو گئی۔ معمولات طریقت میں بھی سستی آ گئی۔ یہاں تک کہ موہڑہ شریف آنا بھی چھوڑ دیا۔ نہ جانے غرور کی وادی میں کہیں کھو گئے۔ اپنے آپ کو کچھ بڑا ہی سمجھنا شروع ہو گئے۔

ایک دفعہ بابا جیؒ نے اُنہیں بلایا کہ دربار شریف حاضری دیں۔ وہ آئے ایک جماعت کے ساتھ لیکن چال ڈھال سے رعونت چھلک رہی تھی۔ بابا جیؒ نے فرمایا: بڑے دنوں سے آپ کی یاد آ رہی تھی آئے کیوں نہیں ہو؟ وہ تکبر کا مارا مولوی صاحب کہنے لگا: مصروفیت زیادہ ہے، آنے کا وقت نہیں ہوتا۔ سناؤ لنگر کیسا جا رہا ہے؟ وہ کہنے لگا: آپ کے لنگر کی دال سے میرے لنگر کی دال گھنی ہوتی ہے۔ بابا جیؒ کی طبیعت مبارکہ پہ اُس کی یہ بات ناگوار گزری فرمایا: اچھا آپ کی دال زیادہ گھنی ہوگئی ہے ہماری پتلی ہی بہتر ہے۔ نہ جانے بے ادبی کے جملے کتنے زہریلے تھے کہ بابا جیؒ کی نظر سے وہ گر گیا۔ پھر کیا ہوا وہ دنوں میں زوال کی نذر ہو گیا۔ غیر شرعی حرکات ہوئیں۔ لوگوں کا آنا جانا رُک گیا۔ لنگر خانہ بند ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے طریقت کی ساری بہاریں خزاں میں بدل گئیں اب وہ ہی بابا جی کے پاس آنے سے پہلے جو مولوی تھا وہ ہی رہ گیا۔ بالکل یہ بات حق ہے: با ادب بامراد بے ادب بے مراد

جس وقت مرشد کریمؒ اُس فقیری و درویشی سے محروم شخص کا تذکرہ فرما رہے تھے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: میں اُس علاقہ میں جب گیا تو لوگوں نے مجھے وہ جگہ دکھائی۔ گرے ہوئے مکانات، اُجڑے لنگر خانے وہاں ابھی تک چولہوں کے نشانات باقی تھے۔

یہ بابا جیؒ کا لنگر ہے!

خواجگان نیریاں اپنے پاس جو بھی پاتے اُسے بابا جیؒ کی عطا سمجھتے تھے۔ حضور شیخ العالمؒ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں جب

بھی بھری محفل میں ہوں یا دو چار بندے ہی کیوں نہ بیٹھے ہوں جب لنگر کا وقت ہوتا اکثر فرماتے: ساتھیو! اُٹھو سب سے پہلے بابا جیؒ کا لنگر کھاؤ۔ اگر کوئی کہتا طبیعت نہیں ہے تو پھر بھی فرماتے: بابا جیؒ کے لنگر سے دو چار لقمے ضرور کھاؤ۔ یہی وہ اپنے مرشد خانہ کے ساتھ وفا اور ادب و مروّت ہے جس کی وجہ سے جس قدر لنگر کی وسعت و فراوانی حضور شیخ العالمؒ کے وجود سے وابستہ رہی اُس کی مثال نہیں ملتی۔ اور آپ جہاں قیام کرتے وہ مقام و مکان آستانے کی صورت اختیار کر لیتا۔ بلکہ آپ کی توجہ و برکت سے بے شمار مقامات پر بابا جیؒ کا یہ لنگر جاری ہے۔

شیخ الانس والجن

انسانوں کی طرح جنّات بھی اطاعت وعبادت اور خدا تعالیٰ کی معرفت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ اُن کے ہاں بھی کفر وشرک، نفاق، بدعقیدگی، اچھائی، برائی، سرکشی و عداوت غرضیکہ مختلف فرقوں سے وابستگی بھی موجود ہے۔ یہ حقیقت قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے آثار و واقعات سے ثابت ہے۔کوئی بھی ذی ہوش اس حقیقت کا انکار نہیں کرتا۔شیاطین دو طرح کے ہوتے ہیں

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔

خواہ وہ (وسوسہ انداز شیطان) جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے ○

دونوں ہی پُرامن عوام النّاس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیشہ مکر و سازش کا ارتکاب کرتے ہیں۔ البتہ ان میں صحیح العقیدہ مسلمان،صوفیانہ طرزِ زندگی گزرانے والے نیک، پارسا بھی موجود ہوتے ہیں۔عوام النّاس کی اصلاح و فلاح کے لیے ایک مرشد کامل اور مربّی اکمل کا کردار یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو

شیطان کی شرانگیزیوں سے ہر ممکن محفوظ و مامون رکھے۔ اس لیے ہر پیر کامل ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اراتمندوں اور عقیدت مندوں کو ان شیاطین سے بچانا اتنا ہی ضروری ہوتا ہے جتنا ایک مچھلی کے لیے پانی اور ذی روح کے لیے ہوا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ ابلیس ان کی طاقتوں کو تسلیم کرتا ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِیْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔

() الحجر، ۱۵: ۳۹/۴۰

ابلیس نے کہا: اے پروردگار! اس سبب سے جو تو نے مجھے گمراہ کیا میں (بھی) یقیناً ان کے لیے زمین میں (گناہوں اور نافرمانیوں کو) خوب آراستہ و خوشنما بنا دوں گا اور ان سب کو ضرور گمراہ کر کے رہوں گاo سوائے تیرے ان برگزیدہ بندوں کے جو (میرے اور نفس کے فریبوں سے) خلاصی پا چکے ہیںo

حضور قاسم ولایت باوا جیؒ بھی اُن اولیائے کاملین سے تعلق رکھتے ہیں جو انسانوں کی طرح جنّوں کی بھی راہبری اور اصلاح فرماتے رہے۔ اپنے فیضان سے مستفیض کرتے رہے۔ آسیب زدہ لوگ دُور دراز علاقوں سے آستانہ عالیہ پہ لائے جاتے جو آپ کی توجہ، دَم اور تعویز سے فورًا ٹھیک ہو جاتے۔ سرکش جن اگر کافر ہوتا کلمہ پڑھ لیتا اور شریر جن ہے تو توبہ کر کے شریف جن بن کر وہاں سے چلا جاتا۔ پھر اُن انسانوں کو تکلیف نہ دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور بابا جیؒ کے ہاں تو باقاعدہ جنات زانوئے عقیدت طے کرتے۔ آپ کے فیضان و تعلیمات سے انسانوں کی طرح فیض یاب ہوتے۔ کئی دفعہ حاضرین اُن کی موجودگی کا مظاہرہ بھی کر لیتے۔

وہاں ایک زمیندار خدا والوں سے بغض کی بیماری میں مبتلا تھا۔ وہ بابا جیؒ اور آنے والے عقیدت مندوں کو برا بھلا بھی آئے روز کہتا رہتا ہے، ایسے لوگ اکثر ان صلحاء کے مقابلے کرتے رہتے ہیں وہ اس پر اکتفاء نہ کرتا بلکہ بابا جیؒ کی مکئی کی فصل گڈّوں کی صورت میں کھیت میں موجود ہوتی اُس کو چوری کر لیتا۔ اک بار اُس نے تقریباً ساری ہی فصل چوری کر کے اپنے کھیت میں جا کے رکھ دی۔ اس سے حضور بابا جیؒ اور دیگر خلفاء و مریدین سب کو تشویش ہوئی۔ حضور قبلہ عالم خواجہ نیرویؒ اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں۔ دوسرے دن کیا ہوتا ہے اُس زمیندار کی ساری فصل جو کئی گاڑھوں پہ مشتمل تھی وہ سب کی سب بابا جیؒ کے کھیت میں موجود تھے۔ سب حیران ہوئے کہ اگر پوری جماعت ساری رات بھی ایسا کرتی وہ یہاں نہیں لاسکتی۔

حضور بابا جیؒ نے دیکھا جلال میں آ کے فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ سب جو بظاہر موجود تھی انہوں نے عرض کیا: حضور! ہم نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر بابا جیؒ گویا ہوئے جس نے یہ حرکت کی ابھی یہ سب اُٹھائے واپس اُس کے کھیت میں رکھ کے آئے۔ حکم دینے کی دیر تھی اُسی وقت وہ گڈھے اٹھائے جانے لگے۔ گڈھے اٹھائے جانے لگے لیکن اٹھانے والے نظر نہیں آتے تھے۔ قبلہ عالمؒ فرماتے تھے کہ میں نے یہ منظر پہلی دفعہ دیکھا۔ سبحان اللہ! اصل میں وہ جن مرید جو آستانہ عالیہ پہ موجود تھے انہیں غصہ آیا وہ اُس کی ساری فصل اٹھا کے ادھر لے آئے لیکن بابا جیؒ نے یہ گوارہ نہ کیا۔ البتہ اس واقعہ سے سب پہ عیاں ہو گیا تھا کہ بابا جیؒ کے پاس صرف انسان ہی تربیت اور فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ اَن دیکھی مخلوق بھی یہ نعمت حاصل کرتی تھی۔

مرشد کریم حضور شیخ العالمؒ ایک بار بھری محفل میں انگلینڈ میں ابتدائی آمد کی

باتیں ارشاد فرما رہے تھے تو آپؒ نے یہ واقعہ بھی ارشاد فرمایا۔ کل ہی حضرت صاحب کے خلوت وجلوت کے ساتھی خاص، منظورِ نظر قبلہ خلیفہ پیر مظہر حسین صدیقی صاحب نے دیگر بیان کردہ واقعات وکرامات کی تصدیق وتائید بھی کی ہے۔ یہ واقعہ اُنہوں نے بھی سنایا کہ انہوں نے بھی حضرت صاحب قبلہؒ سے سماعت کیا تھا۔

آپؒ نے فرمایا: برطانیہ کے ابتدائی دنوں میں ایک حاجی صاحب نے عرض کی: ہماری ایک عزیزہ ہیں جنہیں جن کی شکایت ہے اسے یہاں لانا مشکل ہے، مہربانی فرمائیں آپ وہاں تشریف لے جائیں۔ پورا خاندان بڑی پریشانی سے گزر رہا ہے۔ آپؒ نے فرمایا: میں اُن کے ساتھ چلا گیا۔ دیکھا وہاں دراز قد عورت فرش پر پڑی ہوئی ہے اور سارے گھر میں خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ جیسے ہی اُس کے سامنے کرسی پہ جا کے بیٹھ کر دل میں پڑھنا شروع کیا۔ جو کلمات میں پڑھنا شروع کرتا وہ حاضر جن بھی وہی کلمات طیبات پڑھنا شروع کر دیتا۔ میں پڑھ کے پھونک مارنے لگا تو وہ کہنے لگا پیر صدیقی صاحب! یہاں پھونک کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا نہ ہی مجھ پہ کچھ اثر ہوگا۔ آپ میرے بھتیجے لگتے ہو۔ اس سے میں مزید حیران ہوگیا۔ یہ کیسے میرا چچا ہوسکتا ہے۔ فورًا کہنے لگا: میں آپ کے والد گرامیؒ کا پیر بھائی ہوں۔ ہم دونوں ایک ہی وقت میں باوا جیؒ کے پاس رہے ہیں۔ پھر اُن واقعات وکرامات کا تذکرہ شروع کر دیا جو میں پہلے بھی قبلہ عالمؒ اور پیر ثانیؒ سے سن چکا تھا۔

کافی دیر یہ سلسلہ گفتگو جاری رہا تو میں نے کہا: اسے کیوں تنگ کر رہے ہو؟ فرمایا: سنو! میں یہاں سے گزر رہا تھا یہ بے ادب لوگ ہیں، اس لڑکی کا باپ اولیائے کاملین کی گستاخی و بے ادبی کر رہا تھا میں برداشت نہ کر سکا، اب میں مزا

چکھانے آیا ہوں کہ گستاخ کی کیا سزا ہے۔ اُس کا باپ ہاتھ جوڑنے لگا کہ معافی دلائی جائے۔ آپ نے کہا: مہربانی ہو گی انہیں معاف کر دیں۔ وہ حاضر جن کہنے لگا: ٹھیک ہے، آپ کی وجہ سے میں انہیں معاف کر رہا ہوں ورنہ میں اس کے گستاخ باپ کو سمندر میں پھینک کے جاتا۔ ما شاء اللہ! بابا جیؒ کا آسیب زدہ کو سرکش جنوں سے نجات کی جو قدرت حاصل تھی وہ اب بھی آپ کی اولاد اور آپ سے وابستہ پیرانِ عظام میں بھی بطور فیض موجود ہے۔ بے شمار مصیبت زدہ لوگ اُن کے دَم، توجہ و تعویز سے سکون حاصل کرتے ہیں۔ شیطان اور اُس کی ذُرِّیّت کے شر سے نجات حاصل کرتے ہیں۔

آج بھی آستانہ عالیہ کی روایت میں یہ بات مشہور ہے کہ حضرت بابا جیؒ کا وہ تخت مبارک اور سِل (پتھر مبارک) جس پہ آپ نے تقریباً ۸۰ سال عبادت و ریاضت کو جاری رکھا اب بھی وہ جنّات کی آماجگاہ اور پناہ گاہ ہے۔ اُس تخت پوش اور پتھر مبارک کو ایک اِنچ بھی آگے پیچھے کرنے کی کسی کو جرات نہیں ہوتی۔ اگر اُس کو ہلایا جائے تو بہت سی مشکلات آ جاتی ہیں۔ یہ پتھر اور تخت پوش دربار شریف میں داخل ہونے پر بائیں طرف موجود ہیں۔

نورِ بصیرت کی جلوہ نمائی

قُربِ خداوندی اور بارگاہ نبوی ﷺ کی حضوری کی نعمت سے ان پاکانِ اُمت کو ایسی علمی و روحانی اور حواس خمسہ کی ایسی باطنی قوتوں سے نواز دیا جاتا ہے جو عام آدمی کے خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتے۔ کیونکہ حدیث قدسی میں ہے:

كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي

يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وإِنْ سَأَلَنِي، لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي، لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

() بخاری، الصحیح، کتاب: الرقاق، باب: التواضع، ۲۳۸۴/۵، رقم: ۶۱۳۷

ابن حبان، الصحیح، ۵۸/۲، رقم: ۳۴۷

میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور اُسے پناہ دیتا ہوں۔ میں نے جو کام کرنا ہوتا ہے اُس میں کبھی اُس طرح متردد نہیں ہوتا جیسے بندۂ مومن کی جان لینے میں ہوتا ہوں۔ اُسے موت پسند نہیں اور مجھے اُس کی تکلیف پسند نہیں۔

کے مصداق بن کر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کرامات کا بھی صدور ہوتا ہے۔ ضرورت مندوں کی حاجتیں بھی پوری ہوتی ہیں اور ہمہ وقت روحانی طور پہ اپنے عقیدت مندوں کی راہنمائی بھی ہوتی ہے۔ آپؒ بفضلہٖ تعالیٰ آنے والوں کے ظاہر و باطن کے حالات سے آگاہ ہوتے پھر اُس کے مطابق اُن کا علاج بھی کرتے اور آنے والے خطرات سے بھی آگاہ فرماتے رہتے۔ اسی لیے آپ جس خوش نصیب کو خاص فیضان عطا کرتے آنے والے دنوں میں ہونے والے خطرات سے بچنے کی بھی تلقین کرتے۔ یوں جتنے بھی آپ کے خلفائے عظام ہیں وہ سب ہی آپ سے ایسے ارشادات عالیہ کو روایت کرتے ہیں۔ جو اُن

کے آستانے کی کتب میں موجود ہیں یا اُنہوں نے آگے اپنے مریدین کو سنا رکھے ہیں۔

حضرت بابا جیؒ کے ایک خلیفہ خاص صوفی اسماعیل خان نقشبندی قاسمیؒ چک مہمدہ ضلع جہلم سے تعلق رکھتے تھے۔ جنہیں مرشد کریم سے بہت تبرکات بھی ملے جن میں کچھ رومال، جھنڈا، عمامہ، عصا شامل تھے۔ جو اُن کی وصیّت کے مطابق اُن کے ساتھ دفن کر دیے گئے تھے۔ اُن رومالوں میں ایسی برکت و شفاء تھی کہ صوفی صاحب قبلہ کے پاس جو بیمار لایا جاتا آپ اُس رومال کا ایک کونہ پانی میں ڈبو کر بیمار کو پلا دیتے جس کی برکت سے وہ بہت جلد شفا یاب ہو جاتا۔

بحث نہ کرنا!

صوفی محمد اسماعیل نقشبندیؒ کو جب خلافت سے نوازا گیا ساتھ ہی اُنہیں نصیحت کر دی کہ سنیں: کبھی کسی سے بحث نہ کرنا۔ مرشد لجپال نے اپنی نورِ بصیرت سے ملاحظہ فرما لیا تھا کہ آنے والے وقت میں بحث کرنا ہی اِس کی منزل میں رُکاوٹ بن جائے گا۔ خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا۔ لاہور روڈ کے کنارے ایک مجذوب جو ملنگ کے رُوپ میں آگ کا لاؤ جلائے ہوئے پاس اپنی مستی میں بیٹھا ہوا تھا۔ صوفی صاحب اُس کے پاس جا بیٹھے اور کچھ سوالات شروع کر دیے۔ اُس نے غصہ کیا، انہوں نے نصیحت کرنا چاہی تو اُس درویش خدا مست نے بد دعا کر دی۔ وہاں سے اُٹھے تو باطن خالی تھا۔ بڑے پریشان ہوئے۔ سیدھے موہڑہ شریف دربار میں حاضر ہوئے۔ حضور بابا جیؒ نے دیکھتے ہی فرمایا: سب کچھ کھو کے آ گئے ہو؟ میں نے کہا تھا کہ کسی سے بحث نہ کرنا۔ بحث و تکرار کی وجہ ہی شب قدر بھی پوشیدہ ہوئی ہے۔

حالانکہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا کہ شب قدر کو ظاہر فرما دیں اس کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کے لیے آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا تو دو آدمی بحث کرتے ہوئے لڑ رہے ہیں۔ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: تمہاری بحث و تکرار کی وجہ سے شب قدر کو چھپا دیا گیا۔

جناب صوفی صاحب رونے لگے۔ وہ جانتے تھے جن کی بارگاہ میں ہوں اللہ کے فضل سے فیض دینے والے بھی اور بچانے والے بھی ہیں۔ بابا جیؒ نے فرمایا: بچّو! میرے ساتھ مل کر اسم ذات کا ذکر کرو۔ جب مرشد کے سانس سے سانس ملا کر اسم ذات اللہ ھو کرنا شروع کیا تو یہ سانس لینے کے ساتھ ساتھ ایک درجہ بڑھتا چلا گیا۔ ابھی چند ہی بار پڑھانے سے مرشد لجپالؒ نے نہ صرف کھوئے ہوئے درجات ہی طے کروائے بلکہ وہ کچھ بھی عطا کر دیا جو کوئی بغیر کسی کامل مرشد کے ۸۰ سال میں بھی نہیں حاصل کر سکتا۔ سبحان اللہ وبحمدہ!

رُوحانی بصارت کی جلوہ نمائی

صاحبانِ محبت و عقیدت یوں تو دیگر کاملین با صفا کی طرح بابا جیؒ کی ظاہری حیات کے شب و روز تصرّفات و کرامات سے بھرے ہوئے ہیں۔ مختلف اوقات میں مختلف شخصیات اُن سے مستفیض ہوئے اور عینی گواہ ہونے کی سعادت حاصل کرتے رہے اور پھر اپنی محافل میں تذکرے کرتے رہے۔ اب جو قاسمی بہار پیش کر نیچا رہا ہوں اُس کی روایت خواجگانِ نیریاں شریف اپنے ہاں جاری رہنے والی مجالس میں فرمایا کرتے اور مجھ جیسے بہت سارے پیر بھائیوں نے قاسم فیضان قاسم حضور شیخ العالم سیدیؒ سے یہ کرامات سن رکھی ہیں۔ اب حضور قاسم العلوم و الخیرات بابا جی

سرکارؒ کی اس عظیم روحانی بصارت کو الفاظ کا روپ دینے کی کوشش کروں گا۔

سیدی و مرشدیؒ نہایت سادہ الفاظ میں گویا ہوئے: حضور بابا جی سرکارؒ عرس مبارک کے موقع پر آنے والے ہزاروں عقیدت مندوں سے تین دن ملاقات جاری رکھتے اور دعاؤں سے مخلوق خدا کو نوازتے رہتے اور عرس کے شرکاء جیسے ہی ملاقات کرتے اپنی جتنی نقدی رقم ہوتی وہ بابا جیؒ کو پیش کر دیتے تاکہ چوری چکاری سے محفوظ رہے اور واپسی پہ وہ رقم بابا جیؒ سے لے کر گھروں کی طرف روانہ ہو جاتے۔

چوری ہمارے معاشرے میں سرزد ہونے والا بڑا پرانا جرم ہے۔ غربت و افلاس بھی وجہ ہو سکتی ہے لیکن بعض لوگ پیشہ ور چور بن جاتے ہیں اور ان کی وارداتیں جاری رہتی ہیں۔ وہ اپنے اس کام میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ عرب و عجم کے بڑے بڑے اجتماعات میں بہت سارے لوگ ان چوروں کی زد میں آ کر زادِ راہ لُٹوا دیتے ہیں۔ حضور بابا جیؒ کا دور تو غربت و افلاس کا دور تھا۔ اتنی سکیورٹی کے ذرائع بھی موجودہ دور کے مطابق نہ تھے۔ دُور دراز سے آنے والے ہزار ہا ارادتمند اپنی رقم کو تھیلیوں میں ڈال کر آپ کو پیش کرتے اور آپ اُن کے ہاتھوں سے لے کر ساتھ ہی پڑے ہوئے ایک ٹوکرے میں ڈال دیتے۔ عرس شریف کے دن راتوں میں بیشمار لوگ اپنے پیسے تھیلوں میں ڈال کر پیش کرتے اور یہ سلسلہ رات دن جاری رہتا۔ اس طرح ہزاروں لوگوں کے ہزاروں روپے بابا جیؒ کے پاس بطور امانت جمع ہو جاتے۔

مزے کی بات یہ ہے کہ آپ اُس تھیلی کی طرف دیکھتے بھی نہیں تھے اور ساتھ پڑے ہوئے ٹوکرے میں ڈال دیتے۔ سبحان اللہ! عرس مقدس کی آخری دُعا

ہوتے ہی لوگ گھروں میں جانے کے لیے بڑی بے تابی سے سلام کے لیے حاضر ہوتے اور عرض کرنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی آپ اُس عقیدت مند سے ملتے ہوئے ہاتھ ٹوکرے میں ڈالتے اور اُس کی وہ ہی رقم تھیلی سمیت واپس کرتے ہوئے دعاؤں سے نوازتے ہوئے روانہ کر دیتے۔ جم غفیر ہے جو اپنے کامل پیر سے امانت واپس کرتا ہے۔ سب کو ہو بہو وہ رقم اور اتنی ہی واپس ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی کمی بیشی اور تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور سب کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کسی کو اپنی رقم کے بارے میں کوئی شکوہ شکایت نہیں ہوتا۔ اچھا یہ سب کچھ ہر سال ہر عرس مبارک کے موقع پر دوہرایا جاتا ہے۔ کیا مجال ذرہ بھر بھی اس سلسلہ میں کوئی کمی کوتاہی ہو۔ اس کے علاوہ روزانہ جو سینکڑوں حاضرین رات سونے سے پہلے اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے اور پھر آپ صبح کراماتی انداز میں اُن کو واپس کر دیتے۔ حضور بابا جیؒ کی مبارک زندگی کی یہ زندہ کرامت جس کا مظاہرہ ہر عرس مقدس کے موقع پر ہوتا ہے اور ہزاروں لوگ براہ راست ملاحظہ کرتے اور مستفیض بھی ہوتے۔

حضور شیخ العالمؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عرس کے موقع پر ایک شخص حاضر ہوا، اُس کی نیّت میں فُتور آ گیا کہ بابا جیؒ سب سے رقم لیتے جاتے ہیں دیکھتے بھی نہیں ہیں کیسی کرنسی ہے اور کتنی ہے چلو میرے پاس جو چند کھوٹے سکّے ہیں میں بھی جمع کراتا ہوں اُس کے بدلے کھرے رائج الوقت سکّے مل جائیں گے اور میرا کام بن جائے گا۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ کھوٹے سکّوں والی تھیلی سرکار بابا جیؒ کو پیش کر دی۔ آپؒ نے اپنے معمول کے مطابق اُس سے تھیلی لے کر پیسوں سے بھرے ٹوکرے میں ڈال دی۔ جیسے ہی عرس اختتام پذیر ہوا وہ امانت واپس لینے کے لیے حاضر ہوا۔ اُس کو دیکھتے ہی بابا جیؒ نے اپنی عادت مبارکہ کے مطابق بِن دیکھے ہی

ٹوکرے میں ہاتھ مبارک ڈالا اور اُس کی تھیلی اُس کو واپس کر دی۔ وہ شخص دربار شریف کے احاطہ سے باہر نکل کر دیکھتا ہے وہی تھیلی اور وہی کھوٹے سکّے۔ وہ واپس دربار شریف حاضر ہوا اور معافی کا طلبگار ہوا اور عرض کیا کہ مجھے بیعت ہونے کا شرف بھی عطا کریں۔ فرمایا: اب میں تجھے بیعت نہیں کروں گا۔ البتہ پندرہ بیس سال کے بعد آپؒ کے علاقے میں میرا خلیفہ آئے گا اُس سے بیعت ہو جانا۔ آخر وہ وقت آ گیا حضور بابا جی کے خلیفہ خاص حضور قبلہ عالم خواجہ غزنویؒ اُس شخص کے علاقہ میں روحانی دورہ پہ تشریف لے گئے وہ شخص بھی مرید ہونے والے لوگوں میں شامل ہو گیا۔ لیکن جیسے حضور قبلہ عالمؒ کی نظر اُس شخص پر پڑی تو آپؒ نے فرمایا: بیٹے! بابا جیؒ نے جو وقت فرمایا تھا اُس میں ابھی کچھ ماہ کم ہیں وقت پورا ہو جائے پھر آپ کو ضرور بیعت کریں گے۔ بحمد اللہ پھر اُس آدمی کو حضرت خواجہ خواجگان حضور قبلہ عالمؒ کے دست اقدس پہ شرفِ توبہ بھی حاصل ہوئی۔ مرشد کریمؒ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا: اُس شخص سے میری بھی ملاقات ہوئی ہے۔

باخبر کُتّا

قرآن مجید میں اصحابِ کہف (غار والے) ساتھیوں کے بارے میں پوری سورت نازل ہوئی۔ جن آیات میں اُن کی تعداد کا ذکر ہے **کَلْبُھُمْ** کے الفاظ میں اُس کتّے کا بھی ذکر موجود ہے کہ جب اُنہوں نے دین و ایمان بچانے کی خاطر بستی کو چھوڑ کر غار میں پناہ لی تو وہ کُتّا بھی ساتھ ہو گیا اور غار کی چوکھٹ پر جس انداز میں وہ بیٹھا رہا ہے اُس کو بھی آیت یوں بیان کرتی ہے

وَکَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیۡهِ بِالۡوَصِیۡدِ.

() الکہف، ۱۸/۱۸

اور اُن کا کتّا (اُن کی) چوکھٹ پر اپنے دونوں بازو پھیلائے (بیٹھا) ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کتا ایک نجس مخلوق ہے لیکن صالحین و کاملین کی سنگ وصحبت کی برکت سے اُسے جنتی اعزازات بھی نصیب ہوں گے۔ طریقت کے عظیم روحانی پیشوا بتاتے ہیں کہ ۱۴ ایسی صفات ہیں جو بندۂ مومن میں ہوں تو وہ عارف کامل بن سکتا ہے۔ بہت سارے اولیاء کاملین کے احوال میں یہ بات موجود ہے کہ اُن کی صحبت میں اور دروازے پہ بیٹھنے والا کتّا بھی فیض سے محروم نہیں رہتا۔ وہ صورتاً کتّا ہو کر بھی شیر والا کام کرتا ہے۔

حضور بابا جیؒ کے آستانہ پر ایک کتّے کے بارے میں ذکر ملتا ہے۔ وہ دروازے کے سامنے ایک جگہ پر بیٹھا رہتا تھا جسے بابا جیؒ کالُو کہہ کے بلایا کرتے تھے۔ اُس دور میں رابطہ کے لیے موجودہ دور کے ذرائع تو موجود نہیں تھے۔ کسی کو بلانا ہو تو سوائے کسی دوسرے انسان کو بھیجنا پڑتا تھا وہ بھی پیدل۔ کیونکہ وہ پہاڑی علاقہ ہے۔ پھر وہاں موسمی حالات بھی بڑے سخت رہتے۔ یہ کالُو آستانے کے سامنے بیٹھا رہتا ہے جب بابا جیؒ نے کسی کو بلانا ہے تو اسے کہتے جاؤ میرے فلاں مرید کو بلا کر لے آؤ۔ تو وہ اُسی وقت اٹھتا اور اُس کے گھر کی طرف چلنے لگتا۔ اُس کے گھر کے سامنے جا کر خاص آوازیں نکالتا اگر اس سے اُس کو سمجھ نہ آتی تو اُس کے گھر کے دروازے پر سر کے ساتھ دستک دیتا۔ جیسے اُس مرید کی نظر بابا جیؒ کے کتّے پر پڑتی تو وہ سمجھ جاتا کہ مجھے بابا جیؒ یاد کر رہے ہیں۔ پھر وہ اُس کے آگے چلتا ہوا واپس دربار آ جاتا اور اُس وقت تک واپس نہ بیٹھتا جب تک بیٹھنے کا اشارہ نہ ملتا۔ آستانہ عالیہ کی پرانی تصاویر میں دروازے پر اُس کتّے کا فوٹو بھی دکھائی دیتا ہے۔

جُوتا گُم ہو گیا

عرس شریف کے موقع پر دربار عالیہ پر ایک شخص کا قیمتی جُوتا گم ہو گیا۔ کافی تلاش کرنے کے بعد جب اسے نہ ملا تو حضرت خواجہؒ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: حضورِ والا! میرا جوتا بڑا قیمتی ہے اور مجھے وہ ہی چاہیے۔ آپؒ نے فرمایا: ایسا کرو نیا جوتا لے لو۔ کہنے لگا: مجھے وہ ہی جوتا چاہیے، بڑا قیمتی ہے۔ جب وہ بہت بضد ہوا تو آپؒ نے اُسی دروازے پر بیٹھے کتے کو آواز دی۔ جب وہ قریب آیا تو فرمایا: جاؤ! اس شخص کا جوتا تلاش کر کے لے آؤ۔ وہ کتا وہاں سے چلا گیا۔ وہاں سے تین میل اوپر جھیکا گلی کے قریب دیکھا کہ ایک آدمی نے اپنے ہاتھوں میں کوئی چیز چھپا رکھی ہے اور بابا جی کا کتا اُس کے آگے آگے آ کر اُسے بھونک رہا ہے۔ ایک قدم بھی اُس کو آگے نہیں جانے دے رہا ہے۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اُس سے پوچھنے لگے: تیرے پاس کیا ہے کہ دربار شریف کا کتّا تیرے پیچھے لگ گیا اور تجھے واپس دربار شریف جانے کا کہہ رہا ہے؟

وہ شخص ڈر گیا اور بتا دیا کہ میں ایک جوڑی جوتے دربار سے اُٹھا کر لایا ہوں۔ لوگوں نے کہا: انہیں پھینک دو ورنہ یہ کتا تمہیں چیر پھاڑ دے گا۔ اُس نے فورًا ہی جوتے پھینک دیے۔ کتّے نے اپنے منہ میں دَبا لیے اور موہڑہ شریف کی طرف بھاگنا شروع ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ جوتے بابا جیؒ کے پاس پہنچا دیے۔ یاد رہے! خدا والوں کی بارگاہ سے منسوب کتے بھی شیروں کی ڈیوٹی بجا لاتے ہیں۔

بلاتفریق مذہب وملّت سب سے پیار

اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لیے دوسروں سے پیار بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے ملنے والے سنّت وعمل سے جاری ہوا ہے۔ صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے ذریعے یہ خُلق ومحبت کی خوشبو کائنات میں پھیل گئی۔ اولیائے کاملین نے دیگر سنن کی طرح اس سنّت وطریقہ کو بھی اپنے ہاں نافذ رکھا۔ حضور قاسم ولایت بابا جیؒ چونکہ اُسی مقدس جماعت کے فرد الافراد ہیں جنہوں نے خُلق نبی ﷺ کی مہکار سے اک جہاں آباد کیے رکھا۔ آپؒ کے دستر خوانِ محبت سے مختلف طبقہ زندگی اور مختلف نسل و علاقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ فیض یاب ہوتے رہے اور بے شمار دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے آپؒ کی صورت کے جمال اور سیرتِ بے مثال سے متاثر ہو کر اسلام کے دامنِ حسن وخوبی میں داخل ہو کر ہمیشہ کے لیے آپؒ کے دامنِ نسبت کے مکین ہو گئے۔

ایک دفعہ حسبِ معمول دربارِ قاسمیہ میں مجلس جاری تھی۔ علمائے کرام اور خلفائے عظام بھی خاصی تعداد میں موجود تھے۔ دربار میں تِل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ مرشد کاملؒ پوری طرح حاضرین کی طرف متوجہ تھے کہ دروازے پر ایک مسکین شخص حاضر ہوا۔ ہاتھ باندھے مؤدب انداز میں جھانکا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ دوسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ شاید احساس کمتری کی وجہ سے اندر آنے کی جرات نہ کر سکا۔ جب تیسری بار بھی ایسا ہی کیا تو تاجدارِ موہڑہ شریف کی اُس مسکین پر نظر پڑ گئی اور اُس غریب سائل کا کام کر گئی۔ ساتھ ہی اشارے کے ساتھ اندر آنے کی دعوت بھی دے دی۔ وہ نہایت مسکینی انداز میں گھبرائے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ بابا جیؒ کے

قدمین مبارک کا بوسہ لے لیا۔ حسبِ معمول حضور بابا جیؒ نے نہایت مشفقانہ انداز میں پوچھا آپ کون ہیں؟ اُس نے جواب دیا: مہتر ہوں۔ آپؒ نے فرمایا: تُو سب سے بہتر ہے۔ اُسے آپ نے پاس بٹھا لیا۔ خاص توجہ سے اُس کے باطن کی تطہیر کرتے ہوئے اُسے کلمہ پڑھایا وہ مسلمان ہو گیا۔

ضروریاتِ دین اور فرائض علوم بھی سکھائے گئے اور چند ہی دنوں میں اسے اپنا رومال مبارک دے کر خلافت کے نور سے نواز دیا اور فرمایا: اب جاؤ! اپنے علاقے کے مہتروں کو خدا کی طرف بلاؤ۔ چنانچہ وہ خوش نصیب جو بابا جیؒ کی نگاہ و دُعا سے مہتر سے بہتر ہوا پھر بہتر سے بہترین ہو کر اسلام کا سچّا مبلّغ بن کر فیلڈ میں اُترا تو خدا کے فضل و کرم سے سینکڑوں مہتروں کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

یاد رہے! سچا اور بافیض وہ ہی مبلغ ہوتا ہے جو علم کے ساتھ ساتھ کسی کامل کی دُعا و نگاہ بھی رکھتا ہو ورنہ بدعقیدگی کی نحوست لیے بے شمار لوگ تبلیغ کے بہانے نماز، روزے کے عنوان سے بے یقینی اور بے ادبی پھیلانے میں مصروف رہتے ہیں۔ فتنہ پرستی اور فرقہ پرستی کا سبب بنتے ہیں۔

مری کے دھوبی دربارِ خواجہ میں

خواجہ خواجگان قبلہ بابا جیؒ کی غریب پروری اور انسان دوستی کا ایک عظیم واقعہ جو دربارِ عالیہ میں رُونما ہوا اُس کے عینی گواہ والیء نیریاں شریف حضور قبلہ عالم خواجہ غزنویؒ ہیں۔ خاکسار نے بھر دربار برنگھم آستانہ پر مرشد و مربّی سیدنا خواجہ پیر علاؤالدین صدیقیؒ سے سماعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کے خلفاء بھی آگے اسے اپنی محافل میں بیان کرتے رہتے ہیں۔

مرشد کریمؒ نے فرمایا: ایک بار بابا جیؒ دربار میں جلوہ فرما تھے، خلفاء و دیگر معززین و حاضرین کے جَلو میں آپ تشریف فرما تھے۔ اسی اثنا میں مری کے غریب دھوبی جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے آئے اور پیچھے دروازے میں ہی بیٹھ گئے۔ دورانِ محفل جیسے ہی حضور بابا جیؒ کی نظر اُن غریب دھوبیوں پہ پڑی تو بڑے محبت کے انداز میں فرمایا: آپ میرے پاس آ جائیں۔ ساتھ ہی فرمایا: یہ میرے رشتہ دار ہیں اور ہم پیشہ ہیں۔ اُن کو بڑے پروٹوکول کے ساتھ اپنے پاس بٹھا لیا۔ اب حاضرین سوچ میں پڑ گئے۔ بابا جی کا خاندان تو سب جانتے تھے اور یہ فرمانا کہ ہم پیشہ بھی ہیں۔ اُن پہ شفقت و محبت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ حضور بابا جی گویا ہوئے کہ: میرا اور ان کا پیشہ ایک ہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہ لوگوں کے میلے و گندے کپڑے دھوتے ہیں اور میں لوگوں کے میلے، گندے دل دھوتا ہوں۔

ویسے تو مادّی دنیا نے بنائے ہیں ہزاروں کارخانے
جہاں دلوں والوں دل دُھلیں وہ روحانی کارخانہ تیرا ہے

صاحبانِ نسبت! یہ قلب و روح کا صاف ستھرا کرنا بھی وَيُزَكِّيهِمْ ''وہ اُن کا تزکیہ فرماتے ہیں،، کی عملی تفسیر ہے جو ان نائبین بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے ہاں جاری رہتی ہے۔ حضور خواجہ قاسم صادقؒ تو قاسم فیضان نبوت ہیں۔ جس طرح دھوبی میلے کچیلے کپڑوں کو پاک صاف کر کے دوبارہ پہننے کے قابل بناتے ہیں بابا جیؒ نے حقیقت سے پردہ اُٹھایا کہ میں بھی سیدنا مذکّی علیہ الصلاۃ والسلام کا نائب ہوں۔ گندے اور میلے کچیلے دل دھوتا ہوں اور پھر عشق نبی ﷺ کی گرمی سے استری کرتا ہوں اور دل کو دوبارہ اللہ تعالیٰ کے جلوؤں اور بندے کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں

حاضر ہونے کے قابل بنا دیتا ہوں۔

شریعت وطریقت کی پاسداری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۞

() آل عمران، ۳/۱۰۴
اورتم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور وہی لوگ بامراد ہیں○

یقیناً تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کی امّت میں یہی وہ انعام یافتہ و ہدایت یافتہ جماعت ہے جو صحیح معنوں میں عوام النّاس کو برائیوں سے روکنے اور نیکیوں اور بھلائیوں کی طرف بلانے کا فریضہ ادا کرتی ہے۔ صدیوں سے یہی جماعت ہے جو صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقائد و معمولات کی تسلسل کے ساتھ اپنے اپنے وقت اور اپنے اپنے علاقوں میں ترویج و اشاعت میں مشغول رہتی ہے۔ خداوند تعالیٰ کی بے پناہ حکمتوں اور قدرتوں سے سچائی اور صداقت کے یہ مینار پورے ظاہری و باطنی انوار کے ساتھ جلوہ فگن ہوتے رہتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی ہدایت و رہنمائی کا سبب بنتے رہتے ہیں۔

اور ان شاء اللہ قرب قیامت تک یہ وارثین نبوت موجود رہیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت اور مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب و عشق اور

اتباع کے نور میں اسوۂ حسنہ پہ خود بھی عمل کریں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی اسی راہِ حق کی طرف بلائیں گے۔ قرآن حکیم انہیں اولیاء اللہ اور اولیاء الرحمٰن کے لقب سے یاد کرتا ہے۔ اسی جماعت کا وہ خوش نصیب عالم ربّانی جو شریعت کے رہبر اور طریقت کے پیر کی حیثیت سے اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کا نائب ہو کر فریضہ تبلیغ و ارشاد کو جاری رکھتا ہے۔

حضور فخر الاولیاء قبلہ بابا جیؒ اُن ہی باخدا نفوس قدسیہ میں سے تھے جن کے بارے میں نمازوں میں دعائیں مانگی جاتی ہیں کہ اُن کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائی جائے۔ آپؒ مروّجہ ظاہری علوم کے جیّد و مستند عالم ہونے کے ساتھ ساتھ باطنی و روحانی علوم سے بھی پُرنور تھے۔ یہ اُسی صادقین و صالحین کی جماعت کے نمائندہ تھے جس کی سنگت وصحبت اور پیروی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

() التوبة، ۱۱۹/۹

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو○

کیونکہ سچّے کی سنگت وصحبت سے بندہ شیطان کے وار سے محفوظ رہتا ہے اور منزل تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔ حضور خواجہ قاسم صادق موہڑویؒ کے ذریعے قرآن و حدیث کے ارشادات کی سچّائی و حقّانیّت ظاہر ہوتی رہی اور جس کو ایک عرصہ تک ایک زمانہ ملاحظہ کرتا رہا اور فیض پاتا رہا۔ مردِ حق کون ہوتا ہے؟ کیا دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے؟ جی ہاں! موہڑہ شریف والے کی زیارت کرو خدا یاد بھی آئے گا اور

اگر اُنہوں نے دیکھ لیا تو خدا ہمیشہ یاد بھی رہے گا۔ اور اگر مزید خاص نظر کرم ہو گئی تو پھر خدا کے فضل سے تم بھی خدا والے اور مصطفیٰ ﷺ والے بن جاؤ گے۔ جی ہاں! لاکھوں مرید اور سینکڑوں خلفائے کرام اس دعوے کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

آپؒ کے عقیدہ وعمل میں پیروی کر کے اور صحبت ومعیّت میں اپنے رہنے والوں کے دلوں میں خوف الٰہی پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا عشق و ادب بھی بیدار ہوا۔ غفلتیں دُور ہوئیں اور آخرت بنانے کا جذبہ بھی نصیب ہوا۔ اپنے وقت کے مشہور ومعروف عالم ربّانی قبلہ بابا جیؒ آپ شریعت وطریقت کو لازم وملزوم سمجھنے والا وجود تھے۔ آپ شریعت کے ارکان کی طرح طریقت کے ارکان و اُصول پر بھی پوری طرح عمل پیرا رہتے اور آنے والوں اور سنگت وصحبت میں رہنے والوں کو بھی عمل کرنے کی تلقین کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ ایسی فکر ونظر رکھنے والی ایک بڑی جماعت تیار کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ما شاء اللہ!

آپ چاروں مشہور سلاسل کے ماذُون ومقبول مرشد کامل تھے لیکن خصوصی طور پہ سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اُصول وآداب اور ارکان ومعمولات پہ خود بھی عامل رہے اور اسی کی ترغیب وتلقین فرماتے رہے۔ آپ نے اپنے قول وعمل سے ہمہ وقت اسی نظریہ کی تلقین وتبلیغ فرمائی کہ عالم کے لیے آداب طریقت سے آگاہی اور عمل پیرائی اُسی طرح ہے جس طرح ایک صوفی کے لیے شریعت کے احکام وفرائض اور نواہی ومنکرات کا جاننا ضروری ہے۔ کیونکہ بارگاہ رب العزت تک رسائی کے دونوں راستے یعنی شریعت وطریقت بالکل برحق ہیں اور حقیقی ہیں اور طالبانِ راہِ حقیقت ومعرفت کے لیے دونوں اَز بَس ضروری ہیں۔ بغیر ان کے چارہ ہے، نہ

سہارا ہے اور نہ ہی کنارہ ہے۔ سالکین راہِ طریقت کا ہمیشہ سے یہی دُستور بھی رہا ہے اور یہی منشور بھی رہا ہے۔

نقشبندی طریق کے بنیادی ارکان

علماء تصوّف نقشبندیہ کے نزدیک جس طرح شریعت کے پانچ ارکان ہیں اسی طرح طریقت کی بنیاد بھی پانچ ارکان پر ہے اور وہ ارکان یہ ہیں: **ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ اور رابطہ**۔ جس طرح شریعت کا سب سے اہم رکن نماز ہے اسی طرح طریقت کا اہم رکن رابطہ ہے۔ نماز دُرست ہوتو شریعت دُرست ہوتی ہے اور رابطہ دُرست ہوتو طریقت دُرست ہوتی بھی ہے اور رہتی بھی ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بنیادی اُصول وضوابط

سلسلہ عالیہ کے بنیادی اُصول وضوابط بھی بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں اختصار کوملحوظ رکھتے ہوئے، ان شاء اللہ اُن کی وضاحت بھی اُن مقدّس الفاظ میں پیش کی جا رہی ہے جوحضور والئی موہڑہ شریف کے خلیفہ خاص عالم ربّانی حضور قبلہ عالم خواجہ غزنویؒ کے مبارک ملفوظات میں مرقوم ہیں جنہیں بارگاہِ قاسمیہ میں خاص مقام عطا ہوا اور صحبت، سنگت اور خدمت کا اِک جہاں نصیب ہوا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور اُصولوں کے تذکرہ میں حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ فرماتے ہیں کہ نقشبندی سلسلہ کے چار اُصول ہیں:

۱۔ ہوش دَرذَم ۲۔نظر بَر قدم ۳۔سفر دَر وَطن

۴۔خلوَت دَر اَنجمن

ا۔ ہوش دَر دَم

ہوش دَر دَم یہ ہے کہ طالب و سالک ہر دَم یعنی ہر سانس کے ساتھ ہوشیار اور بیدار رہے اور ہر سانس کے ساتھ ذکرِ الٰہی پوری توجہ سے جاری رکھے تاکہ کوئی سانس اللہ تعالیٰ کے ذِکر کے بغیر نہ نکلے اور ہر حالت میں خدا تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی یاد میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں فرمایا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰـمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ.

() آل عمران، ۳/۱۹۱

یہ وہ لوگ ہیں جو (سراپا نیاز بن کر) کھڑے اور (سراپا ادب بن کر) بیٹھے اور (ہجر میں تڑپتے ہوئے) اپنی کروٹوں پر (بھی) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

یعنی ہر وقت اور ہر حال میں ذکر الٰہی کرتے رہتے ہیں کیونکہ ذکر الٰہی سے اللہ تعالیٰ کا ذاتی تجلّی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ۔

() البقرۃ، ۲/۱۵۲

سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کروo

اللہ تعالیٰ کی ذات کا ذکر کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ رُوح، دِل، سانس اور رَگ رَگ سے اللہ کو یاد کرو اور اللہ کی ذات کا ذکر کرو تو پھر اللہ کی ذات تمہیں یاد

کرے گی۔ حدیث قدسی میں آتا ہے:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِي.

() مسلم، الصحيح، كتاب: الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: الحث على ذكر الله تعالى، ۲۰۶۱/۴، رقم: ۲۶۷۵
ترمذی، السنن، كتاب: الدعوات عن رسول الله ﷺ، باب: فی حسن الظن بالله ﷻ، ۵۸۱/۵، رقم: ۳۶۰۳
میں اپنے بندے کے اُس گمان کے مطابق ہوتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے اور میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔

۲۔ نظر بَر قدم

پہلا معنیٰ: اس سے مراد یہ ہے کہ چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے میں اپنی نظر قدم پر رکھے۔ قدم بھی لَغو اور بے فائدہ نہ اٹھائے۔ جب بایاں پاؤں اٹھائے تو دل کی حرکت سے **اللہ ﷻ** کہے اور دایاں پاؤں اٹھاتے وقت دل کی حرکت کو **ھو** کا اشارہ دے۔

دوسرا معنیٰ: نظر بَر قدم کا دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ سالک اپنا قدم دنیا کی تلاش و اَدب سے ہٹا لے اور دنیا کی تلاش و طلب بالکل نہ کرے۔ نہ دل کی حرکت سے دنیا تلاش کرے اور نہ ہی دنیا کی تلاش کے لیے دل کے قدم اٹھائے۔

تیسرا معنیٰ: نظر بَر قدم کا معنیٰ یہ ہے کہ اپنا قدم دنیا اور آخرت دونوں کی طلب سے اُٹھا کر مقام لاہُوت میں رکھے اور دل کے تصوّر کے ساتھ اپنے خالق و مالک رب العالمین کے دربار کی طرف رفتار و پرواز جاری رکھے اور دل و رُوح کی ساری توجہ اور ساری رفتار اللہ تعالیٰ کے ذاتی دربار کی طرف مائل رکھے اور فرشِ زمین

سے عرشِ بریں کی طرف قدم بڑھائے۔ فرمانِ بابا قاسم موہڑویؒ:

ان أولیاء اللہ یمشون علی العرش بدون القدم.

اولیاء اللہ عرش الٰہی پر بغیر قدموں کے چلتے ہیں۔

کا یہی معنیٰ ہے اور خواجگانِ نقشبندیہ نے نظر برقدم کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔

۳۔ سفر دَر وطن

سفر دَر وطن کا یہ معنیٰ ہے کہ مرید اور راہِ طریقت کا راہی اپنے جسم و رُوح سے ہمیشہ وَلیوں، اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور بزرگوں کی مجلس میں حاضری کے لیے سفر جاری رکھے۔ **دوسرا معنیٰ** یہ ہے کہ (سالک و طالبِ حق) اپنے پیر و مرشد کے تصور میں فناء فی الشیخ کی منزل و مقام حاصل کرے اور فناء فی الشیخ کی منزل سے فناء فی الرسول ﷺ کی منزل و مقام حاصل کرے۔ یعنی ایک منزل سے اوپر اور اعلیٰ منزل و مقام کی طرف سفر کرتا رہے اور مقام ناسُوت سے گزر کر مقام جبروت کی سیر حاصل کرے اور سالک ہمیشہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف سفر جاری رکھے اور منزل سلوک طے کرنے میں ترقی کرتا چلا جائے۔

۴۔ خَلوَت دَر اَنجمن

خلوت دَر اَنجمن یہ ہے کہ سالک ظاہر بخلق مشغول اور باطن بحق مشغول ہو۔ ظاہر مشغول بخلق سے یہ مراد ہے کہ لوگوں کے مُردہ دِلوں کو زندہ کرے اور اُن کو نفس و شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رکھے اور مخلوقات کو طالبِ خدا بنائے پھر طالبِ خدا کے مقام سے واصلِ خدا بنائے اور جو کام کرے خدا کے حکم کے مطابق

کرے اور باطن مشغول بحق کا مطلب یہ ہے کہ سالک ہمیشہ نورِ وحدانیت میں غرق رہے یعنی کسی حال میں دل ذکر الٰہی سے غافل نہ رہے۔ جلوت و خلوت دونوں حالتوں میں دل ذاکر رہے خواہ کمرے میں بالکل تنہا بیٹھا ہو یا بھری مجلس میں لوگوں کے ہجوم میں ہو۔ دل دونوں حالتوں میں یکساں ذکر الٰہی میں مشغول و مصروف رہے۔ اسی حقیقت کی طرف حضرت خواجہ خواجگانِ نقشبند عزیزاں علی رامیتنیؒ نے اشارہ فرمایا:

اَز دُرون شو آشنا وز برون بیگانه وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

دل سے آشنا اور باہر سے بیگانوں کی طرح رہو۔ ایسی خوبصورت چال چلنے والے دنیا میں کم نظر آتے ہیں۔

حضرت خواجہ غزنویؒ اپنی تعلیمات میں زیادہ تر اِنہی چار اُصولوں کو بیان کرتے تھے، کیونکہ مذکورہ بالا چار اُصول باقی سات اُصولوں کو جامع و شامل ہیں۔ البتہ موقع کی مناسبت سے خواجگان نقشبندؒ کے باقی اُصول بھی اختصار سے بیان کر رہے ہیں۔

یادکرد

مراد یہ ہے کہ سالک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رہے اور اپنے پیر و مرشد کا بتایا ہوا ذکر بلا ناغہ مسلسل جاری رکھے۔

بازگشت

بازگشت سے مراد یہ ہے کہ چند بار ذکر کرنے کے بعد بڑی عاجزی و

انکساری سے یہ دُعا کرے الٰہی! مقصود میرا تُو اور تیری رِضا اورخوشنودی ہے مجھے اپنی محبت ومعرفت عطا کر۔

نگہداشت

نگہداشت سے مراد یہ ہے کہ سالک ذکر کے دوران دل کونفس کے وسوسوں اور برے خیال سے محفوظ رکھے۔ جب دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہوتو فورًا اُس کو دَفع کرے اور دل میں اُس کوٹھہرنے نہ دے۔

یاد داشت

یاد داشت سے مراد یہ ہے کہ سالک ذکر کے دوران اپنی توجہ بلا الفاظ و خیال کے اللہ تعالیٰ کی بےمثل ذات کی طرف رکھے۔یعنی ذکر کرتے ہوئے دل کی پوری توجہ مذکور اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول رکھے۔

یہ آٹھ اُصول امام خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سےمنقول ہیں۔ باقی تین اُصول امام الطریقہ شاہِ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدّین نقشبندؒ سےمنقول ہیں جن کی تشریح درج ذیل ہے۔

وُقوفِ زمانی

ہوش دَر دَم اور وُقوف زمانی تقریباً ایک ہی چیز ہے۔ سالک زمانے سے بےخبر نہ رہے بلکہ معلوم کرے کہ کوئی گھڑی خدا تعالیٰ کے ذکر سے غفلت میں تو نہیں گزری۔ اگرمعلوم ہو جائے کہ کوئی زمانہ اور مدّت غفلت میں گزری ہےتو فورًا استغفارکرے اورآئندہ اس غفلت سے بچنے اور اس کو چھوڑنے کا پکّا ارادہ کرے۔

وُقوفِ عددی

وقوف عددی سے مراد یہ ہے کہ ذکر کرتے وقت طاق عدد کا خیال رکھے۔ جب لینے کے لیے ذکر چھوڑے تو طاق عدد پر چھوڑے کیونکہ حدیث شریف میں ہے

اِنَّ اللّٰہَ وِتر یُحبُّ الوِتر.

() ابوداؤد، السنن، باب تفریع ابواب الوتر، باب استحباب الوتر، ۲/۶۱، رقم: ۱۴۱۶
ترمذی، السنن، باب ما جاء أن الوتر لیس بحتم، ۲/۳۱۶، رقم: ۴۵۳

وُقوفِ قلبی

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کی توجہ ہر وقت دل کی طرف رہے تا کہ بیرونی خطرات اور خیالات دل میں داخل نہ ہوں اور کوئی چیز دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہ روک سکے۔ دل گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جو بائیں پستان سے دو اُنگلی نیچے ذرا پہلو کی طرف مائل واقع ہے۔ ذکر کے دوران بائیں طرف سر کو جھکا کر ضرب لگانے میں یہی حکمت ہے کہ دل کی حفاظت رہے اور اس میں نفسانی خیالات راہ نہ پاسکیں۔

() ماخوذ از گنج نورانی، مرتّب: حضرت خلیفہ منشی فقیر محمد تتاپانویؒ

حضور قاسم ولایت قبلہ بابا جیؒ نے ہمیشہ ارکانِ شریعت و طریقت کے مطابق زندگی گزاری اور اپنے اِرادت مندوں کو طریقت کے اُصول و ضوابط کے مطابق تربیت فرمائی۔ اُن تربیت یافتہ اور فیض یافتہ لوگوں نے اسی سلسلہ فیض کو اپنایا

اور کائنات میں پھیل گئے۔ اب بھی بابا جیؒ کا فیضانِ عالی شان نسل دَر نسل منتقل ہو رہا ہے۔ الغرض بابا جیؒ اُن اولیائے کاملین میں شامل ہیں جنہیں دائمی شہرت کا تاج بھی عطا ہوا۔ بعد از وصال بھی روحانی تصرّفات کا اک جہاں نصیب ہوا۔

حضور شیخ العالمؒ اپنے ایسے مشاہدات اور بابا جیؒ کی نوازشات کا برملا تذکرہ فرمایا کرتے کہ وہ کس طرح اپنی روحانی اولاد کی طرف روحانی طور پر متوجہ رہتے ہیں اور خداداد طاقت سے اُن کی مدد اور رہنمائی فرماتے ہیں۔ بعض دفعہ کرم کرتے ہوئے اپنے پیاروں کی محافل میں تشریف لاتے ہیں۔ ویسے تو بہت سارے واقعات ہیں جو خاکسار نے مرشد گرامیؒ سے سن رکھے ہیں صرف برکت کے لیے ایک بیان کر دیتا ہوں۔

میرے برطانیہ میں ابتدائی دن تھے، حضرت صاحبؒ بیڈفورڈ ٹاؤن میں تشریف لائے۔ جب پیڑبرہ کی جماعت پہنچی تو ذکر کی محفل عروج پہ تھی۔ مجھے اشارہ فرمایا کہ ذکر کراؤ۔ ذکر کرتے کرتے کافی وقت گزر گیا۔ گلے خشک ہو گئے سب پسینے میں شرابور ہو گئے۔ جب آپؒ نے دیکھا کہ اب میں ذکر کرانے میں مشکل محسوس کر رہا ہوں تو آپ نے خود دوبارہ ذکر شروع کروا دیا۔ یوں کافی دیر یہ محفل جاری رہی۔ اتنی طویل محفل ذکر شاید مجھے پہلی بار نصیب ہوئی تھی۔ دعا سے پہلے آپؒ نے فرمایا: شاید آج آپ تھک گئے ہوں گے۔ ہوا ایسا جیسے ہی محفل میں ذکر شروع ہوا حضور باوا جی موہڑویؒ اور قبلہ عالمؒ دونوں تشریف لائے اور روحانی چادر پوری محفل پہ آپ نے تان دی۔ دونوں نے چادر کے کونوں کو تھاما ہوا ہے۔ اب میں نے گوارہ نہیں کیا کہ ذکر کی محفل کو ختم کروں۔ جب وہ تشریف لے گئے تو پھر ذکر کا اختتام کیا۔ آپ حضور بابا جیؒ کے ایسے بہت سے تصرّفات اور بروقت مدد و دستگیری کے واقعات بیان فرمایا کرتے۔

ازدواجی زندگی

سنّتِ نکاح بھی سرورِ عالم ﷺ کی عظیم سنّتوں میں سے ایک عظیم سنّت ہے جو فطرت کے عین مطابق ہے اور اسلامی شعار میں شامل ہے۔ پاکانِ امّت کے ہاں تو ہر طرف سنّتوں کی بہاریں دکھائی دیتی ہیں۔ بلکہ اُنہیں جو بھی روحانی و ایمانی قرب و درجات نصیب ہوئے وہ اتبّاعِ سیّد عالم ﷺ سے ہی نصیب ہوئے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے احکام و فرامین کی اطاعت و تابعداری اُس وقت تک کامل طریقے سے ادا نہیں ہوتی جب تک آقائے دو عالم ﷺ کی محبت وعقیدت سے قلب و روح کو روشن نہ کرلیا جائے۔

حضرت پیر بابا جی قاسم موہڑویؒ نے بھی مختلف اوقات میں چار شادیاں کی ہیں اور اُن ازدواج سے حضرت بابا جیؒ کو اللہ تعالیٰ نے سات بیٹے اور سولہ بیٹیاں عطا فرمائی ہیں۔ **حضرت پیر خواجہ نظیر احمدؒ، حضرت پیر نصیر الدّینؒ، حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خانؒ (المعروف پیر خانؒ)، خواجہ شاہ بادشاہؒ (جو دس سال کی عمر میں وفات پا گئے)، پیر محمد محراب خانؒ، پیر محمد مہراسب خانؒ، پیر محمد درّاب خانؒ۔**

حضور بابا جیؒ کی اولاد امجاد وراثت میں بزرگی و شرافت کا نور لے کر دنیا میں تشریف لائی ہے۔ ویسے نسبی اولاد کے بارے میں حقیقت یہی ہے کہ عالم ارواح کے مقام قرب سے والدین زمین پر لانے کا سبب بنتے ہیں اور پھر روح جسم میں رہتے ہوئے بہت سے بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ قرب الٰہی کی سعادت سے محروم ہو جاتی ہے۔

پھر اگر قسمت سے کسی رُوحانی مرشد کی صحبت ونظر نصیب ہو جائے جو اُس

کی رُوح کو دوبارہ ذکر وفکر اور رابطہ ونظر سے اتنا پاکیزہ کر دے کہ وہ دوبارہ انوارِ الٰہیہ کی جلوہ گاہ بن جائے اور دُور رہ کے بھی قرب کے مزے لُوٹے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ والدین ہی مرشد و مربی بن جائیں۔ تعلیم وتربیت اور صحبت ونظر سے اپنی ہی نسبی اولاد کی روحانی تربیت کر کے اُنہیں دوبارہ روحانی درجات کے قابل کر دیں۔ حضور بابا جیؒ کا گھرانہ نسلوں سے اِس رُوحانی صلاحیت سے پُرنور ہے۔ آپؒ کے والدِ گرامی اور پھر والدہ ماجدہ، پھر آگے چل کر حضرت خواجہ نظام الدّین کیانویؒ نے جس رنگ میں رنگ دیا اب آپؒ کی اولاد ذی شان کے روحانی مرشد بھی حضور بابا جی سرکارؒ ہیں۔

صاحبزادگان کی تعلیم وتربیت

تاجدارِ موہڑہ شریف چونکہ خود ظاہری علوم وفنون کے لیے متعدد مدارس میں وقت کے جیّد علمائے کرام و اساتذہ کے ہاں زانوئے تلمّذ طے کرتے رہے ہیں۔ غربت ویتیمی کے باوجود دہلی تک آپؒ نے دینی تعلیم کے حصول کے لیے سفر کیا۔ اس لیے روحانی تعلیم وتربیت تو خود فرمائی لیکن ظاہری علوم کے لیے آپ نے اپنی اولاد کو انگریز کے بنائے ہوئے سکول کی تعلیم سے دُور رکھا۔ بلکہ اپنے وقت کی جیّد شخصیات کی خدمات حاصل کر کے اُنہیں دربارِ عالیہ میں بلا لیا جو اپنے وقت میں خاص علم وفن کی تدریسی خدمات پیش کرتے رہے۔ ذیل میں چند اتالیق کے نام برکت کے لیے پیش کر دیتے ہیں۔

اساتذہ کرام

مولانا فضل داد خان صاحبؒ، حافظ غلام محمد صاحبؒ، مولانا غلام رسول صاحبؒ (ضلع ہزارہ)، شمس العلماء مولانا غلام کبریا بہاری صاحبؒ، مولانا گل احمد صاحبؒ (مردان)، وحید العصر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ، حضرت مولانا سیّد محمد ہاشم قادریؒ صاحب (مسجد نبوی شریف)۔

یہ تمام وہ صاحبانِ علم و دانش اساتذہ کرام ہیں جنہوں نے صاحبزادگان ذی شان کو گلستانِ فارسی سے لے کر مروّجہ درس نظامی کی فقہی کتب تک پڑھایا۔ اس کے ساتھ ساتھ قرات، کتابت، اُردو ادب، قصیدہ بردہ اور مثنوی شریف بھی باقاعدہ سبقاً پڑھائے گئے۔ اور اُس وقت کے دنیاوی علوم طب، ریاضی اور معیشت بھی سکھائے گئے۔ قاسمی دربار کا ماحول ہمیشہ سے علمی و عملی رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور بابا جیؒ کی ساری اولاد علمی لحاظ سے بھی مضبوط و توانا تھی، روحانیت اور اسباقِ طریقت تو اُنہیں گھٹی میں نصیب ہو رہے تھے۔

قابلِ تقلید عمل

موجودہ خانقاہی نظام میں زیادہ تر ایسے صاحبزادگان بھی ہیں جو تعلیم و تعلّم اور درس و تدریس کی مشقّتوں سے بیزار و بے نیاز دکھائی دیتے ہیں بلکہ بعض تو ایسے بھی ہیں جو اپنی ہتک اور مقام کے خلاف سمجھتے ہیں کہ وہ کسی عالم کے پاس زانوئے تلمّذ طے کریں۔ بلکہ علمِ لدنّی کے انتظار میں رہتے ہیں اور پھر اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کے لیے جہالت پہ مبنی گفتگو کرتے رہتے ہیں اور صالحین کے عقیدہ سے انحراف کر جاتے

ہیں۔خود بھی اہل نسبت کے عقائد و معمولات سے دُور ہو جاتے ہیں اور اپنے مریدوں کی محرومی کا سبب بھی بن جاتے ہیں۔اس کی وجہ یہی ہے کہ کچھ تو صرف دنیاوی تعلیم میں ہی کامیابی کو تلاش کرتے ہیں،کل جب وہ سجّادہ نشینی پہ آتے ہیں دینی تعلیم اور تربیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ بدعقیدگی اور بدعملی کی نظر ہو جاتے ہیں۔العیاذ باللہ

حضور قدوۃ الاولیاء قبلہ بابا جیؒ نے آستانے کی چاردیواری کے اندر اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے کیا عالی شان ماحول قائم کیے رکھا اور پوری خانقاہ کو ہی درسگاہ میں تبدیل کر دیا۔ انہوں نے عمل سے بتایا کہ عقائد کی پختگی اور اعمال کی دُرستگی کے لیے خدا کے فضل وکرم کے ساتھ ساتھ دینی و دنیاوی علوم کا حصول اَز حد ضروری ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ آپؒ کی ساری اولاد شریعت وطریقت کے اُصول وقواعد سے آگاہ تھی اور خاندانِ قاسمیہ سے نسبی تعلق کی برکت کے ساتھ ساتھ روحانیت سے بھی روشن ومنوّر تھی۔ البتہ دنیائے طریقت میں بابا جیؒ کے وصال کے بعد شہرت کے آسمان پہ راج کرنے والے آپؒ کے دو شہزادے حضرت خواجہ پیر نظر احمدؒ اور حضرت خواجہ پیر زاہد خانؒ ہیں جن سے ایک جہاں آباد ہوا اور اُنہوں نے جی بھر کے جدّ الاولیاء کے فیضان کو کائنات میں تقسیم کیے رکھا اور آج بھی ہر دو آستانوں پہ جاری وساری ہے۔

اب اِن دو حضرات کے مختصر اَحوالِ زندگی میسّر معلومات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی بساط کے مطابق الفاظ کا روپ دینے کی کوشش کرتا ہوں تا کہ کچھ نہ کچھ واضح ہو جائے کہ جدّ الاولیاء بابا جی سرکارؒ نے کس قدر علمی ،عملی اور روحانی طور پر اپنے شہزادگان کو تیار کر کے آنے والے لوگوں کی رُشد و ہدایت کا ساماں کیا ہے۔

حضرت خواجہ پیر نظیر احمدؒ

حضرت قبلہ پیر نظیر احمد والئی موہڑہ شریف کے ہاں ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ ہی فرزندِ اکبر ہیں۔ پانچ سال کی عمر سے آپ کے لیے تعلیمی و تربیتی سلسلہ شروع کر دیا گیا تھا۔ آپ کو اُردو اَدب، فارسی اَدب اور عربی اَدب کے لیے جیّد شخصیات سیکھنے کے لیے آستانہ پہ ہی انتظام کر دیا گیا۔ قرآن و سنّت اور فقہ کے علوم کے ساتھ ساتھ آپ کو مجاہدانہ فنون کی بھی باقاعدہ تربیت دی گئی۔ یہ سہولت آپؒ کے ساتھ ساتھ آپ کے دوسرے بھائیوں کو میسر رہی کیونکہ حضور بابا جیؒ اپنی اولاد کو مجاوَر نہیں بنانا چاہتے تھے بلکہ ایک مجاہد کی حیثیت سے تربیت کرتے رہے۔ اسی لیے آپ نے نیزہ بازی اور فن شہسواری میں بھی اعلیٰ مہارت حاصل کر رکھی تھی۔

بابا جیؒ کے فرزند اکبر آپ کی توجہ و تربیت کی بدولت بیک وقت شریعت و طریقت کے عالم بے بدل راہِ عزیمت کے عظیم رہنما اور صاحبِ مقام ولی تھے۔ حضور بابا جیؒ کی تربیت و کردار کی جھلک آپ کے وجود میں نظر آتی تھی۔ جس دوقومی نظریے کی پاسداری ساری زندگی حضور قاسم صادق موہڑویؒ کرتے رہے اور پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کی خوشخبری تقریباً وصال شریف کے تین سال پہلے دے چکے تھے۔ حضرت قبلہ پیر نظیر احمدؒ نے باضابطہ تحریک آزادی میں اسلحہ سمیت جہاد میں حصہ لیا اور گرفتار بھی ہوئے۔

قائداعظمؒ سے ملاقات

رہبرِ اعظم نسبتِ رسولی حضرت خواجہؒ نے باضابطہ عوام النّاس کو تحریک

پاکستان کی طرف راغب کرنے کے لیے جولائی ۱۹۳۹ء سے مارچ ۱۹۴۰ء تک ہندوستان کے مختلف مقامات اور مسلم ریاست بھوپال اور حیدر آباد کا دورہ فرمایا اور سرہند شریف بھی حاضری دی اور کئی دن قیام فرمایا اور واپسی پہ دہلی تشریف لے گئے اور قیام کے دوران فروری ۱۹۴۰ء میں اُن کی رہائش گاہ پہ ملاقات فرمائی۔ یہ وہی دن تھے کہ حضرت قائداعظمؒ کی شدید مخالفت ہو رہی تھی۔ آپ نے قائد اعظمؒ سے چند سوالات کیے، اُنھوں نے تسلّی بخش جوابات پیش کیے۔ جوابات پاتے ہیں پُر جوش طریقے سے آپؒ نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کے عظیم لیڈر کے ساتھ مصافحہ فرماتے ہوئے فرمایا: ''میں آپ کو اپنے خیال کی اس مضبوطی پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ اس ارادے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔'' ما شاء اللہ!

دیگر اُس وقت کے صالحین اُمّت کی طرح قبلہ بابا جیؒ نے دو قومی نظریے کا پرچار کیے رکھا اور پھر پاکستان کی بشارت دے کر تشریف لے گئے۔ آپ کے بعد آپ کے مسندِ ارشاد کے دونوں مشہور و معروف سجّادہ نشین حضرات نے بھی تحریک پاکستان میں باقاعدہ حصہ لیا اور اپنے ارادت مندوں کو بھی اس عظیم جہاد میں شامل رکھا۔ اس کے علاوہ بھی مذہبی تحاریک میں بالخصوص تحریک ختم نبوت میں بھی صوفیانہ وقار کے ساتھ اُنھوں نے اہم کردار جاری رکھا۔

علمی وجاہت کا عملی مظاہرہ

حضرت خواجہ پیر نظیر احمدؒ ایک رہبرِ کامل کی حیثیت سے اپنی علمی عظمت کا مظاہرہ ہر مقام پہ جاری رکھتے۔ علمائے کرام کی محافل سجتیں، وہ آپ کی خدمت میں علمی سوالات پیش کرتے موقع کے مطابق جوابات بھی ارشاد فرماتے اور خصوصی طور

یہ عرس مقدس کی بڑی محفل میں دُعا سے پہلے شاندار طریقے سے علمائے کرام کے کیے گئے سوالات کا قرآن و حدیث کی روشنی میں پورا پورا خطاب ارشاد فرما دیتے۔

اس کے علاوہ انفرادی طور پر خط و کتابت کے ذریعے جو لوگ آپ سے اپنے روحانی مسائل کے بارے میں حل طلب کرتے۔ آپ اپنی مصروفیت سے وقت نکال کر اُنہیں تسلّی بخش جواب عطا کر کے اُن کی راہنمائی فرماتے رہتے۔ مکتوبات بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے جاری ہونے والا خصوصی عمل ہے جسے بعد میں صوفیائے کرام نے بھی اپنایا ہے۔ مکتوبات سبحانی حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے وہ خطوط ہیں جسن کے ذریعے وقتاً فوقتاً پند و نصائح کی غرض سے آپ مختلف لوگوں کی راہنمائی فرماتے رہے اور اُن کی دینی زندگی کو حیاتِ جاوداں بخشتے رہے۔ مکتوبات امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وہ خطوط ہیں جو ما شاء اللہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں۔ جن کی افادیت اپنی مثال آپ ہیں۔ جو آج بھی مسلمانوں میں شریعت و طریقت کا ذوق پیدا کر رہے ہیں۔

مکتوباتِ نظیریہ

رہبرِ اعظم طریقت نسبت رسولی ﷺ نے بھی دیگر جیّد اولیائے کاملین کے اس مبارک عمل کو جاری رکھا۔ جہاں سالکین راہِ طریقت کی مجالس میں ضروری اُمور کی راہنمائی میں ارشادات فرماتے رہتے وہاں طالبانِ حق کے خطوط میں پوچھے جانے والے رموزِ طریقت سے متعلق مسائل بھی عام فہم زبان میں تحریر فرماتے رہے۔ ما شاء اللہ! اُن کے دستیاب مکتوبات **مکتوباتِ نظیریہ** کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر مکتوب السّلام علیکم سے شروع فرماتے، دُعائیں دیتے ہوئے راہنمائی

فرماتے اور اختتام ہمیشہ اس جملے پر فرماتے: **دُعا گو: نظیر احمد خاک نشین**۔ اِس کے علاوہ آپؒ کے خطبات کی طرح آپ کے ملفوظات بھی علم و معرفت کے خزینے ہیں جن سے آج بھی مسافرانِ طریقت مستفید ہو رہے ہیں۔

کشف و کرامات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت بابا جیؒ کے فرزند اکبر خواجہ پیر نظیر احمدؒ سے بھی بے شمار کرامات کا صدور ہوا ہے۔ آپ ظاہری حسن و صورت کے ساتھ ساتھ باطنی کشف و کرامات سے بھی مزیّن و منوّر تھے۔ دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ جاتے۔تبلیغ و ارشاد سے گم کردہ راہ کو ہدایت نصیب ہوتی۔ کافر مسلمان ہوتے۔ بے شمار بدعقیدہ خوش عقیدہ بن کر راہِ طریقت پہ گامزن ہو جاتے۔ آپ کی کرامات اور روحانی تصرّفات کے وسیع و عریض سلسلے ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر سینکڑوں لوگ دربار شریف میں حاضری دیتے۔ مصیبتوں سے رہائی ملتی، دُعائیں اُن کے حق میں قبول ہوتیں اور لاتعداد سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے خلافت کے حقدار ٹھہرتے۔

والد گرامی موہڑہ شریف حاضر ہو گئے

خاکسار کے والد گرامی عالم ربّانی پیر عبدالغفور نقشبندی (المعروف استاد جیؒ) خود اس حقیقت کو بیان کرتے تھے کہ میرے اساتذہ جن سے میں دینی کتب پڑھتا رہا وہ اُس مکتبہ فکر سے تھے جو صالحین امّت کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے۔ اُن کے پاس جانے والوں پہ کفر و شرک اور بدعت وحرام کے فتوے لگاتے۔ جس کی وجہ سے میں بھی پوری طرح یہ فکر و سوچ رکھتا تھا۔

ایک مرتبہ ہری پور کے علاقے میں میلاد کے عنوان سے جلسہ ہو رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ ہے تو بدعت ہی چلو دیکھتے ہیں کہ یہ کرتے کیا ہیں۔ جب وہاں گیا تو اُس وقت ایک خطیب صاحب تقریر فرما رہے تھے۔ محفل پہ کیفیت طاری تھی۔ لوگ محبت رسول ﷺ میں جھوم رہے تھے۔ نعرے بلند ہو رہے تھے۔ جس کی تاثیر سے میرے دل پر اثر ہوا اور میں سوچنے لگا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہی لوگ سچّے ہوں۔ اُدھر ہر وقت طبیعت میں گھٹن سی رہتی ہے۔ یہ بندہ بدعتی اور مشرک دکھائی تو نہیں دیتا۔ اندر کی دنیا عبادت و ریاضت کے باوجود سکون سے محروم رہتی ہے۔ اُسی رات واپس میں نے مسجد میں آ کر نماز استخارہ ادا کی اور رب تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ! ان میں کون سچّا ہے، حق پر ہے میری راہنمائی فرما دے۔ فرمانے لگے: وہیں مسجد کے اندر رات سو گیا۔ رات کو کیا خواب دیکھتا ہوں کہ مجھے بہت سارے بندوں کے ذکر کی آواز آتی ہے۔ یوں لگتا ہے وہ جلوس ذکر کرتا ہوا مسجد کی طرف آ رہا ہے۔ میں نے مسجد کی کھڑکی کھولی باہر دیکھتا ہوں ایک بہت بڑا جلوس ہے۔ عوام ذکر لا الہ الا اللہ اور اللہ ھو میں مشغول ہے۔

اور اُن کے آگے ایک پُر وجاہت نورانی صورت والے بزرگ ہیں جن سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ میں وہاں سے نکل کر اُن کے پاس جاتا ہوں اور وہ مجھے بلا کر سینے سے لگاتے ہیں اور میری آنکھ کھُل جاتی ہے۔ فرماتے ہیں: اس خواب میں حقیقت واضح ہو گئی کہ جس جماعت میں اولیائے کاملین موجو ہیں وہ حق پر ہے۔ بہر حال میں نے اُس خواب میں نظر آنے والے بزرگ کی تلاش شروع کر دی۔ لیکن چھپ چھپا کر مختلف آستانوں کا سفر کیا اور پھر وہ پرانا سبق شرک و بدعت والا بھی کہیں رکاوٹ بن جاتا۔ بہر حال ایک دن کچھ لوگ موہڑہ شریف جا رہے تھے

تو میں بھی اُن کے ساتھ ہو گیا اور وہاں پہنچ گیا۔

حضور قاسم ولایت بابا جیؒ کے مزار کے باہر بیٹھ گیا۔ اب بھی پرانی سوچ باہر ہی سے دعا کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ حاضری کے بعد وہاں میں بیٹھ گیا۔ ابھی تک دربار میں حاضری نہیں دی۔ سردی کا موسم تھا چادر لپیٹ کر ذکر میں مشغول ہو گیا۔ اتنے میں لاؤڈ سپیکر پہ اعلان ہوتا ہے کہ پٹن خورد والے مولوی عبدالغفور صاحب کو پیر صاحب طلب فرما رہے ہیں وہ جلدی سے دربار شریف آ جائیں۔ آپ فرمانے لگے: اعلان تو سنا لیکن میں نے سوچا میری تو ملاقات بھی نہیں۔ مولوی عبدالغفور کوئی اور بھی ہوسکتا ہے اور پٹن خورد بھی کوئی علاقہ ہو گا۔ فرمایا: اسی طرح تھوڑی تھوڑی دیر بعد دو تین اعلانات ہوئے لیکن اسی شک میں رہا کہ میں کیسے ہو سکتا ہوں۔

اتنے میں دو بندے آئے مجھ سے پوچھتے ہیں: آپ کا نام کیا ہے اور کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے اپنا نام اور علاقے کا نام بتایا۔ وہ کہنے لگے: یہ اعلانات آپ نے نہیں سنے؟ آپ کو پیر صاحب یاد فرما رہے ہیں۔ آپ نہیں آئے تو انہوں نے فرمایا: جاؤ وہ مزار کے پاس بیٹھا ہوا ہے اُس کو لے کر آؤ۔ اب میں اُن کیساتھ دربار شریف کی طرف جانے لگا۔ سردی کی وجہ سے مجھے چائے کی بھی طلب ہو رہی تھی۔ جیسے ہی دربار شریف میں داخل ہوا اور پہلی نظر حضرت خواجہؒ کے پُر نور چہرۂ اقدس پہ پڑی تو فوراً خواب کا منظر میرے سامنے آ گیا کہ اپنی زیارت سے مشرّف کرانے والا یہی وجود مقدّس ہے۔ دست بوسی کی، بڑی شفقت سے نوازا اور ساتھ ہی بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے بیعت سے

مشرّف کیا اور فرمایا: اب نقشبندی ہو۔ اوراد و وظائف بھی عطا فرمائے۔ طلب صادق ، جہد مسلسل اور مجاہدہ و ریاضت میں استقامت دیکھ کر بھرے دربار میں خلافت کی سعادت عطا کرتے ہوئے ۴۱ روزہ جنگل میں چلّہ کے لیے نوسیری مظفرآباد آزاد کشمیر کی ایک ویران جگہ پہ بھیج دیا۔

مختصر سی کھانے پینے کی چیزیں ساتھ رکھنے کا حکم دیا۔ زبان سے گفتگو کی پابندی فرماتے۔ آپ کے فرمان کے مطابق اُس علاقہ میں پہنچ کر درخت کی شاخوں کا چھپر بنا کر بیٹھ گیا۔ رات جب ہوائی چیزیں ڈراؤنی شکلیں بنا کر قریب آنے لگتیں، جب بھی خوف و دہشت محسوس ہونے لگتی حضرت خواجہ پیر نظیر احمدؒ کو گھوڑے پر سوار سامنے پاتا۔ اردگرد آنے والی ہوائی چیزیں دور ہو جاتیں۔ مجھے مزید روحانی قوتیں نصیب ہوتیں۔ پھر تھوڑے عرصہ بعد اردگرد کی آبادی میں لوگوں کی آمد شروع ہوگئی۔ مجالس سجنے لگیں، بیماروں کو شفائیں ملنا شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ چلّہ کی تکمیل پر اُس علاقے سے اچھے خاصے لوگ میرے ساتھ موہڑہ شریف حاضر ہوئے۔ آپ نے خود بیعت کرنے کے بجائے اُن لوگوں کو اپنے مرشد لجپال کے دامن کرم میں دیا۔ اس پر حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور دُعائیں عطا فرمائیں۔

پوری زندگی آپ اپنے محسن و مرشد کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے۔ حضرت استاد جیؒ کو عطا ہونے والی دعائیں اور عطائیں آپ کی ذات اور آپ کی اولاد میں نظر آتی ہیں۔ صحیح العقیدہ اور عقیدت کا نور موجود ہے۔ اُستاد جیؒ کی خانقاہ کے زیر اہتمام تین دینی ادارے جاری ہیں جہاں صالحین امت کے عقائد و معمولات کے مطابق درس و تدریس کے سلسلے جاری ہیں۔ یہ قاسم ولایت حضور بابا جیؒ کا وہ

فیضان ہے جس سے ایک جہاں آباد ہے جو آپ کے نسبی و روحانی نائبین کے ذریعے مخلوقِ خدا میں تقسیم ہو رہا ہے۔

اولاد و احفاد

حضرت خواجہ پیر نظیر احمدؒ المعروف سرکار موہڑویؒ کے ہاں دو (۲) شہزادوں کا تولّد ہوا۔ بڑے صاحبزادے حضرت قبلہ پیر گل بادشاہؒ ہیں جنہوں نے راولپنڈی میں دربار عالیہ موہڑہ شریف کے نام پر آستانہ قائم فرمایا اور وہاں آپ کی اولاد احفاد آستانہ عالیہ کے انتظامات میں مصروف ہے۔ چھوٹے صاحبزادہ والا شان حضرت قبلہ پیر الحاج خواجہ ہارون الرشیدؒ جو اعلیٰ حضرت سرکار موہڑویؒ کی مسندِ مبارک موہڑہ شریف کے سجّادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ نے پچاس سے زائد حج کیے اور برطانیہ کا دورہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ اِسی سال دارالبقاء کی طرف کُوچ فرما گئے۔ اب ان کی اولاد بھی آستانہ عالیہ کے انتظامات میں مصروف ہے۔

حضرت خواجہ پیر زاہد خانؒ

غوث الوریٰ حضرت قاسم ولایت کے آنگن مین ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ اس سے بڑھ کر کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہے کہ وجود با جود آغوش ولایت میں پروان چڑھ رہا ہے۔ عالم ربّانی حضور بابا جیؒ شفقت پدری کے ساتھ ساتھ اپنے اس برگزیدہ نونہال کی رُوحانی تربیت کر کے اسے پھر ایک رُوحانی شہباز بنانے کا قصد رکھتے ہیں۔ جن کے دیدار و وعظ کے لیے دنیا تڑپتی تھی۔ آپ تو بچپن، لڑکپن اُن کی نظروں کے سامنے بسر کر رہے ہیں۔ آپ بھی ما شاء اللہ دیگر بھائیوں کے ساتھ اُن عظیم اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے جو آستانہ عالیہ کے ماحول میں موجود تھے۔

اس کے علاوہ حضرت پیر ایرانی شاہؒ جو بابا جیؒ کے جیّد خلفاء میں سے تھے ایرانی فوج کے ریٹائرڈ کمانڈر تھے۔ قرآن و حدیث کے علوم میں مہارت کے ساتھ وہ کئی زبانیں بولنے پر بھی قدرت رکھتے تھے۔ اُنہیں بابا جی سرکارؒ نے حضرت خان صاحبؒ کا اتالیق مقرر فرمایا۔ جس کی وجہ سے آپ ظاہری علوم میں بھی اور عربی، فارسی، پشتو، پنجابی اور دیگر علاقائی زبانوں پر بھی عبور رکھتے تھے۔

جب پوری طرح آپ دینی علوم اور تبلیغ و ارشاد کے منصب پہ فائز ہوئے تو پھر باذن مرشد آپ نے اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرتے ہوئے دور و نزدیک علاقوں کے دورے کرنے شروع فرمائے۔ مخلوقِ خدا کی راہنمائی کے سلسلے شروع کر دیے۔ ہر دیدار اور وعظ سننے والا آپ کی ذات میں حضور بابا جیؒ کی برکات محسوس کرتا۔ دیگر صوفیائے کرام کی طرح آپ بھی مخلوقِ خدا کی خدمت اور روحانی تربیت کے اہم مشن پر گامزن رہتے۔

مذہبی تحریک ہو یا آزادی پاکستان کی تحریک آپ صوفیانہ وقار کے ساتھ شامل رہے لیکن جہادِ کشمیر میں تو باقاعدہ اپنی رائفل کے ساتھ بنفس نفیس شامل ہوئے۔ جس کی وجہ سے آپ کا نورانی لقب **غازیِ کشمیر** ظاہر کرتا ہے کہ آپ مجاور نہیں تھے بلکہ بابا جیؒ کے تیار کردہ مجاہد تھے اور راہِ عزیمت اور راہِ سلوک کے باہمت صوفی کامل تھے۔ حضرت بابا جیؒ کی زندگی سرکار دو عالم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پہ عمل پیرا ہونے کی وجہ سے پُرنور بنی رہی۔ حلم، بُردباری، صبر و حوصلہ، عجز و انکساری اور عبادت و ریاضت میں کثرت تو گویا گھٹّی میں عطا ہوئے۔ حضرت بابا جیؒ کے وصال کے بعد آپ نے اپنے آپ کو موہڑہ شریف میں پابند کر لیا۔ دو چار دفعہ خاص الخاص کی عیادت اور ایک دو بار نماز جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ اُن میں ایک وہ یہ ہے کہ جب حضرت خواجہ نیرویؒ کا وصال ہوا تو نیریاں شریف تشریف لے گئے اور آپ کی نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔

حضرت پیر خانؒ کی خواجگان نیریاں پہ خاص عنایت

حضرت قبلہ پیر زاہد خانؒ اور حضرت قبلہ خواجہ غزنویؒ دونوں ہم عمر تھے۔ ایک بابا جیؒ کے نسبی بیٹے تھے اور دوسرے روحانی بیٹے تھے۔ ۱۲ سالہ قیام کے دوران دونوں میں ادب و پیار کا تعلق عروج پہ تھا۔ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ دونوں عظیم شخصیات طبیعت و ذوق و شوق کے لحاظ سے بھی ہم مزاج تھیں اور دونوں کے روحانی معاملات پر حضور بابا جیؒ کی خاص عنایت کا راج تھا۔

آج سے تقریباً ایک صدی پہلے جب خواجہ قاسم موہڑویؒ نے اپنے خلیفہ خاص خواجہ نیرویؒ کو اپنے فیضانِ ظاہری و باطنی کا امین بنا کر نیریاں کے جنگل کو منگل

اور ویرانے کو آستانے کے نور سے آباد کرنے کے لیے روانہ کیا تو بابا جیؒ نے اعلیٰ حضرت پیر زاہد خانؒ کو بھی آپ کے ساتھ بھیجا جنہوں نے اپنی نگرانی میں وہاں قیام کے لیے ایک سادہ سا جھونپڑا بنوایا اور اُس کے سامنے ایک سفید جھنڈا نصب کر کے عظیم روحانی خانقاہ کی بنیاد ڈالی۔ حضرت بابا جی نے سنت ابراہیمی پہ عمل کرتے ہوئے اپنے روحانی فرزند کو جس بے سرو ساماں وادی میں آباد کیا وہ ایسی آباد ہوئی کہ خانقاہی سلطنت میں جن کے علم و عرفاں کی ایک دھوم مچی ہوئی ہے۔

نیریاں کا ذرّہ ذرّہ نُور سے بھرپور ہے
آستاں خلد بریں ہے پیر محی الدّین کا

حضور شیخ العالمؒ پر کرم نوازی کی انتہا

والئی نیریاں شریف کے وصال کے بعد مسند مقدّسہ کی سجّادہ نشینی حضرت خواجہ پیر علاؤالدین صدیقیؒ کے حصہ میں آئی۔ حضور قدوۃ الزاہدین حضرت پیر صاحب کی خاص شفقتوں اور محبتوں نے صاحب سجّادہ کو اپنے حصار میں لے لیا۔ پہلے سے کہیں زیادہ عنایات ہونے لگیں۔ بارگاہِ محرمِ راز میں شامل کر لیا گیا۔ خلوت وجلوت میں قرب کے مزے نصیب ہونے لگے۔ حضرت صاحبؒ سنایا کرتے تھے کہ کئی راتیں میں نے موہڑہ شریف میں گزاریں۔ وہاں میں فرش پہ اپنا بستر بچھا لیتا اور نماز تہجد میں ہم نوائی بھی نصیب ہوتی رہتی۔

ایک مرتبہ ذکر کرتے ہوئے مرشد کریمؒ فرمانے لگے: ایک رات مربّی کی مقدس آرام گاہ میں آرام کر رہا تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی گفتگو کی آواز آنے لگی۔ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی چھوٹی چھوٹی مخلوق جو حضرت اعلیٰ کے جسم مقدس پہ پھیلی

ہوئی ہے اور آپ کو دَبا رہی ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ میں نے حضوری کے وقت عرض کیا: یہ کیا ماجرا تھا؟ جانشین درگاہِ قاسمیہ گویا ہوئے کہ کافی دِنوں سے جنّات کی ایک جماعت درخواست کر رہی تھی کہ آپ دن بھر کی مصروفیت اور عبادت و ریاضت کی مشقت سے تھک جاتے ہیں ہمیں جسم دبانے کی سعادت عطا کریں۔ آج میں نے اُنہیں موقع دے دیا ہے۔ واہ لجپال! جنّات جسم دبا رہے ہیں۔ آپ کی جسمانی و روحانی طاقت کا کیا عالم ہو گا۔ بہت عرصہ عرس شریف کے انتظامات میں اہم ڈیوٹی پر بھی آپ مامور رہے۔ حضرت والا کے تین صاحبزادے اور ایک شہزادی صاحبہ تھیں۔ آپ نے مرشد گرامیؒ کو جو روحانی بیٹے تو تھے ہی اُنہیں شرفِ دامادی عطا کر کے اپنا رشتے کے لحاظ سے بھی بیٹا ہونے کا شرف عطا کر دیا۔

حضرت مائی صاحبہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہا قاسم ولایت کی پوتی اور جانشین ذی شان کی صاحبزادی ہونے کے اعزاز کے ساتھ ساتھ درجہ ولایت کے عظیم درجہ پر فائز تھیں۔ آپ کی آمد سے نیریاں شریف کی بہاروں میں اضافہ ہوا۔ آپ مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات تھیں۔ حضرت صاحبؒ نے کئی مرتبہ بڑی عمدہ الفاظ میں آپ کے وصال کے بعد آپ کے مقامات اور آستانے کے لیے خدمات کا تذکرہ فرمایا۔ وصال کی خبر سنتے ہی آپ کی آنکھیں پُرنم دیکھی گئیں اور آپ کے مزار مقدسہ کے لیے درگاہ عالیہ کے اندر مخصوص جگہ مختص فرما کر آستانہ عالیہ موہڑہ شریف کے ساتھ احساس عظمت وعقیدت کا اظہار فرمایا۔

حضرت صاحبؒ حضور بابا جی سرکارؒ کی ایک تسبیح کا ذکر کرتے کہ کس قدر ذکر الٰہی میں وہ تسبیح چلائی کہ وہ موٹے موٹے دانوں والی لکڑی کی تسبیح کے دانے

آپ کے انگلیوں کے لَمس کی وجہ سے گِھس گئے تھے۔شنید یہی ہے کہ وہ تسبیح قبلہ مائی صاحبہ کے پاس بطور تبرک موجود رہی۔اُمّ المریدین کی دعاؤں سے بہت سارے سائلین کی حاجتیں پوری ہوئیں۔ بہت سارے اولاد سے محروم صاحب اولاد ہوئے۔ مستورات کے درمیان آپ کی کرامات کے تذکرے جاری رہتے ہیں۔قبلہ مائی صاحبہؒ کے پوتے جناب صاحبزادہ پیر زائد قاسم ہیں جنہیں مرشد گرامیؒ اور مائی صاحبہؒ کی خاص شفقتیں نصیب رہی ہیں۔اکثر مجلس کے آخر میں آپ سے نعت شریف سنی جاتی۔

حضور شیخ العالمؒ نے عرس شریف کی بڑی مجلس میں جب دیگر صاحبزادگان کو خلافت و جانشینی عطا کرتے ہوئے دستار بندی فرمائی اس موہڑوی نسبت رکھنے والے شہزادے پیر زاہد قاسم صاحب کی بھی دستار بندی کرتے ہوئے فرمایا: راولپنڈی آستانہ عالیہ پہ یہ میرا جانشین ہے۔لنگر شریف کی ایک خادمہ سے جب یہ معلوم ہوا کہ آپ کی منقبت مائی صاحبہؒ اکثر سنا کرتی تھیں۔

یا قاسم صادق موہڑویؒ کیا شان شہانہ تیرا ہے
جہاں غزنوی آ کے غوث بنیں وہ نوری آستانہ تیرا ہے

رُوحانی ماں کے خوش ہونے سے نہ ختم ہونے والی رُوحانی خوشی نصیب ہوئی۔

نسبتوں کا جہاں عظمتوں کا نشاں
مادرِ اہل نسبت پہ لاکھوں سلام

علمی وجاہت پہ عاجزی کے پہرے

عظیم الشّان عالم ربّانی ہونے کے باوجود علمی موشگافیوں اور طریقت کے اَسرار و رُموز کو بڑے سلیس اور سادہ زبان میں بیان کرنے میں حضرت خواجہ خواجگانؒ اپنی مثال آپ تھے۔ عرس مقدّس کے آخری دُعائیہ خطاب میں سادے جملوں سے رُوح و باطن کی تطہیر کے سارے ساماں مہیّا کر دیتے جس سے ہر فکر و نظر کے لوگ پوری طرح مستفید ہوتے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نفلی نمازیں تہجد اور اشراق وغیرہ بھی قضا نہیں ہونے دیں۔ سنن و مستحبات بھی فرائض کی طرح ادا کرتے۔ آنے والے ہر مرد و زَن کی دلجوئی کرتے، دُکھ درد سنتے، دُعاؤں سے نوازتے اور طالبانِ حق کی تعلیم و تلقین کے سلسلے بھی رکھتے۔ زائرین میں غریب و نادار ہوتے اُن کی ہر ممکن مالی مدد کرتے۔

اِن تمام مصروفیات کے باوجود گھر میں جو موجود جانور ہوتے اُن سے بھی پیار کرتے۔ چارا ڈالتے اور اُن پہ ہاتھ پھیرتے۔ ایک بِلّا جس کو آپ پیار سے شیرو فرمایا کرتے اُس کا آپ بڑا خیال رکھتے۔ وہ بھی ہمیشہ آپ کے قریب رہتا۔ چشمے کے پانی میں مصری ڈال کر پینے کو پسند فرماتے۔ کھانے پینے میں سادگی کا راج تھا۔ لباس بھی انتہائی سادہ اور درویشانہ تھا۔ زیادہ تر سفید لباس پہنتے، سفید ہی چادر اوڑھتے اور رومال بھی سفید ہی ہوتا جو سر پہ باندھا کرتے۔ نوری مکھڑے کی تابانیوں اور نورانیوں میں اُس وقت خوب اضافہ ہو جاتا جب سبز دستار پہن کر تشریف لاتے۔ پھر کون ہوتا جو تاب نظارہ کرتا۔ المختصر یہ کہ حضور خواجہ خواجگان طریقت کے ایسے راہنما پاسباں تھے جن کی صورت بھی تبلیغ کرتی اور سیرت بھی اپنے اَنوار بکھیرتی۔

یوں حضور بابا جیؒ کے لاڈلے اور فیضان قاسم کے امین ۹۱ سال کی عمر میں قرب خداوندی اور قرب مصطفوی کے مزید جلوے لُوٹنے کے لیے بروز جمعرات ۹ دسمبر ۱۹۹۳ء فرشتوں کے جَلو میں روانہ ہو گئے۔ موہڑہ شریف میں مزار مقدّس میں تخت ولایت پہ جلوہ فرما ہیں۔

زاہد بے ریا صبر کے بادشاہ
جن کی سب خُو و خَصلت پہ لاکھوں سلام

اولاد و احفاد

حضرت قبلہ خواجہ پیر زاہد خانؒ کے ۳ صاحبزادے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت پیر آفتاب قاسمیؒ ۲۔ حضرت پیر کیومرث بادشاہؒ

۳۔ حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق

حضرت خواجہؒ نے بھی اولاد کی تعلیم و تربیت کا وہی انداز آستانہ عالیہ میں جاری رکھا جو مورثِ اعلیٰ حضرت بابا جیؒ نے قائم فرما رکھا تھا۔ البتہ آپ نے باقاعدہ اپنی اولاد کو دیگر اداروں میں بھی جیّد شخصیات اور اچھے اداروں میں زیرِ تعلیم رہنے کا بھی اہتمام فرمائے رکھا۔

حضرت پیر آفتاب قاسمیؒ

آپ حضرت خواجہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ ما شاء اللہ! دینی و

دنیاوی علوم سے فیض یاب تھے۔ پھر حکماً انہیں بابا جیؒ کے مشن ذکر وفکر اور اعلائے کلمۃ الحق کی علمبرداری کا تاج سونپ کر میدان میں اُتارا۔ حضرت پیر قاسمی تھوڑے عرصہ میں دنیا کی وسعتوں میں پھیل گئے۔ کئی زبانوں پر عبور رکھنے کے علاوہ شہزادہ علمی و روحانی وجاہت کے ساتھ چھا گیا۔ پاکستان و کشمیر کے مختلف علاقوں میں خطاب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ یورپ، مڈل ایسٹ، امریکہ و افریقہ کے کونے کونے میں اسلام کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ انگلش لینگوئج پہ مکمل عبور تھا۔ بہت سارے غیر مسلموں کو کلمہ شہاد پڑھانے میں بھی کامیاب ہوئے۔ یو کے، برطانیہ میں آپ نے حلقہ قاسمیہ کو خوب وسعت دی۔

عوام النّاس میں آپ کی خدمات و کرامات کا تذکرہ رہتا ہے۔ کیونکہ آپ تقریر وتحریر دونوں میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ شومئی قسمت خاندان قاسمیہ کا یہ عظیم چشم و چراغ اسلام اور روحانیت کا عظیم مبلّغ حضرت پیر خانؒ کی ظاہری حیات میں ہی دارِ فانی سے کوُچ فرما گئے۔ آپ کے صاحبزادگان بھی ہیں جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں

۱۔ حضرت قبلہ جہانزیب بادشاہ قاسمی

۲۔ شہزادہ پیر اورنگزیب بادشاہ قاسمی

۳۔ حضرت جناب پیر ڈاکٹر فضیل عیاض قاسمی

۴۔ جناب شہزادہ رفعت محمود قاسمی

قبلہ پیر جہانزیب بادشاہ دامت برکاتہم العالیہ

آپ گزشتہ ۵۰ سال سے یو کے میں تشریف فرما ہیں۔ جب حضرت مبلّغ اسلام حضرت پیر آفتاب قاسمیؒ کا وصال باکمال ہوا تو آپ کے چالیسویں کی تقریب میں حضرت سندالواصلین خواجہ پیر خانؒ نے اپنے پڑپوتے حضرت پیر جہانزیب بادشاہ قاسمی کو فیضان عطا کرتے ہوئے جانشینی کا تاج اپنے سر سے اُتار کر پہنا دیا اور فرمایا: بیٹا! اس دستار کی لاج رکھنا۔

قبلہ پیر صاحب سادگی اور اخلاص کے پیکر ہیں۔ عقائد و معمولات اہل سنت پہ بڑی سختی سے پابند ہیں اور اپنی مجالس میں تلقین و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ برطانیہ کے طول و عرض میں آپ کے عقیدت مند موجود ہیں جو ختم خواجگان اور ذکر و فکر کی مجالس جاری رکھے ہوئے ہیں اور قاسم ولایت جدّ الاولیاء حضرت بابا قاسم صادق موہڑویؒ و دیگر خواجگانِ موہڑہ شریف کے اعراس بڑے تزک و احتشام سے منعقد کرتے ہیں۔

پیر اورنگزیب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ

آپ نہایت نفاست و سادگی کا پیکر ہیں۔ بناوٹ سے کوسوں دُور ہیں۔ حضرت والا حضور خان صاحبؒ کی ظاہری حیات کے ایام میں خوب خدمت کی سعادتیں حاصل کر چکے ہیں اور دُعائیں اور نگاہیں حاصل کر چکے ہیں آپ کے بارے میں حضرت خواجہؒ کا قول مشہور ہے کہ میرے پوتوں میں اورنگزیب بادشاہ قلندر ہے۔ آپ موہڑہ شریف میں ہی قیام پذیر ہیں۔ آستانے کے معاملات میں مصروف عمل ہیں۔ حضرت کے ساتھ حج کی سعادت خاکسار نے حاصل کر رکھی ہے۔

حضرت پیر ڈاکٹر فضیل عیاض قاسمی دامت برکاتہم العالیہ

ماشاء اللہ! با وقار شخصیت کے مالک ہیں۔ دینی و دنیاوی علوم سے بہرہ ور ہیں۔ ڈاکٹر بھی، عالم بھی اور شاندار خطیب بھی۔ جتنی مزیدار اُردو اتنی ہی رفتار سے انگلش بھی بولتے ہیں۔ اپنے والد گرامی آفتاب طریقتؒ کے مشن کو اُن ہی کے اَنگ ڈھنگ اور رنگ میں پھیلانے میں مصروف ہیں۔ ذکر وفکر کے خوبصورت سلسلے جاری رکھے ہوئے۔ موہڑہ شریف میں قیام پذیر ہیں اور زیادہ غالبًا دورہ جاتِ روحانیہ میں وقت گزرتا ہے۔ بڑے احسن طریقے سے طریقت کے انوار تقسیم کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

حضرت قبلہ پیر اولیاء بادشاہ فاروق دامت برکاتہم العالیہ

پیر اولیاء بادشاہ فاروق برکاتہم العالیہ بھی حضرت اعلیٰ خواجہ پیر زاہد خانؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ مبلّغ کی حیثیّت سے آپ بھی طویل عرصہ مختلف ممالک میں روحانی دورے کرتے رہے۔ حضور امام العارفین پیر زاہد خانؒ کے وصال کے بعد آپ موہڑہ شریف آپ کی مسند مبارکہ کے سجّادہ نشین ہیں۔ معاملات اور معمولاتِ آستانہ عالیہ نبھا رہے ہیں۔ آپ کی اولاد و احفاد بھی وہیں سکونت پذیر ہے۔

خلفائے کرام والا شان

حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کی ذات والا صفات پہ اسم گرامی محمد قاسم کے اثر کی جلوہ نمائی ہمیشہ قائم رہی۔ آپؒ کی پُرنور شخصیت اپنی تمام تر ظاہری و باطنی خوبیوں کے ساتھ قاسم فیضان نبوت و انوار ولایت تقسیم کرنے میں ہمہ تن مصروف رہی ہے۔ خلقِ خدا کی آمد لاکھوں میں رہی، دین و دنیا کی مرادیں پوری ہو رہی ہیں، دامنِ طلب بھرے جا رہے ہیں۔ فسق و فجور والے نور و شعور کے ساتھ واپس ہوتے اور سینکڑوں برگزیدہ وہ افراد بھی ہیں جو آئے ہی اس لیے تھے کہ اُنہیں خدا تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی منزل نصیب ہو جائے اور قُرب نبی ﷺ کی دولت میسر آ جائے۔

قارئین محترم! دو طرح کے رشتے ہوتے ہیں، ایک نسبی (خاندانی): وہ احوال آپ جان چکے ہیں کہ خاندان قاسم میں کیسے عظیم الشان جلیل القدر شہزادگان صاحبان گزرے ہیں جنہیں بابا جیؒ کے فیضان کے تقسیم کاری کی عظیم سلسلے نصیب رہے۔ اسی طرح روحانی اولاد کے لحاظ سے بھی بابا جیؒ اپنی مثال آپ ہیں۔ وہ خوش نصیب مرید جو بلا واسطہ آپؒ سے مرید ہونے کا شرف حاصل کر چکے ہیں وہ بھی لاکھوں میں ہیں اور وہ نفوس قدسیہ جنہیں حضور بابا جیؒ کے حضور صحبت و تربیت میں قرب و حضور کی منازل طے کر کے درجہ خلافت کا تاج نصیب ہوا وہ بھی بحمد اللہ سینکڑوں میں ہیں۔ دربار عالیہ موہڑہ شریف کی فیضانی وسعتوں کے چرچے چہار دانگ عالم میں گونجنے لگے۔

دُور و نزدیک سے قافلہ در قافلہ لوگ حاضر خدمت ہونے لگے اور بانصیب مرشد کامل کی توجہ و برکت سے سب سے بڑی نعمت منزل رضا کے مسافر بننے لگے اور تھوڑے عرصہ میں نگاہِ خاص کی برکت سے باطنی تطہیر کے مراحل سے گزرنے لگے اور خلافت کے تاجدار بن کر پاک و ہند کے گوشے گوشے میں دین اسلام کی تبلیغ اور طریقت کے فیض کی تقسیم کے لیے مامور بھی ہونے لگے اور مشہور بھی ہونے لگے۔ عجیب سماں قائم ہو گیا جسے کہیں بھی خیر نہیں ملتی وہ دربار قاسمیہ میں آ کر خیرات لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ہم عصر بعض علماء و مشائخ معترض بھی رہتے کہ حضرت خواجہ قاسمؒ خلافت عطا کرنے میں جلدی کیوں کرتے ہیں؟ کچھ تو ایسے بھی ہیں جنہیں بیعت کرنے کے ساتھ خلافت بھی دی جاتی ہے۔

ایک رات بر منگھم آستانہ عالیہ میں حسب معمول حضور شیخ العالمؒ کے اردگرد پروانوں کی طرح ارادت مند بیٹھے ہوئے تھے۔ مرشد کریمؒ گویا ہوئے کہ چکوال کے رہنے والے ایک مفتی صاحب موہڑہ شریف حاضر ہوئے۔ باوا جیؒ سے کہنے لگے: میں اس لیے آج آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ سے پوچھوں کہ آپ اتنی جلدی خلافت کیوں دیتے ہیں؟ حضرت صاحب فرمانے لگے: حضور قبلہ عالمؒ اتفاق سے اُس وقت دربار میں موجود تھے، اس واقعہ کے عینی گواہ تھے۔ حضرت بابا جیؒ لوگوں سے پوچھنے لگے: بتاؤ جس جانور کو نمک چاٹنے کی عادت نہ ہو اُس کی عادت بنانے کے لیے کیا کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگے: نمک کی پھکی بنا کر اُس کے ناک سے رگڑتے ہیں اس طرح وہ نمک چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔ مفتی صاحب سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے: میں کب خلافت دیتا ہوں، میں تو رومال باندھ کر ذکر کی لذّت اور عادت ڈالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت والی موہڑہ شریف فرماتے ہیں: میں

روحانیت کے سمندر کے کنارے بیٹھا ہوں جو کوئی میرے پاس آتا ہے ایک بار اسے سمندر میں ڈبو دیتا ہوں آگے اُس کی ہمت ہے چاہے تو ہمیشہ کے لیے حاصل کر لے اور چاہے تو راستہ میں ہی چھوڑ جائے۔

ایک مرتبہ بھرے دربار میں ایک شخص عرض کرنے لگا: آپ جلدی خلافت سے کیوں نوازتے ہیں؟ قاسم فیضان نبوت نے فرمایا: طالب کو محرومی دو ہی صورتوں میں ہوتی ہے کہ دینے والا دینے میں بخل کرے یا اس کے پاس مطلوبہ شے موجود ہی نہ ہو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے عرفان کا خزانہ عطا فرمایا ہے اور نہ میں بخیل ہوں مجھے خدا نے سخی اور کریم دل عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا میں ہر طالب کو پہلے مرحلے میں ہی اس کی استعداد کے مطابق سب کچھ دے دیتا ہوں۔ آگے اُس نورانی امانت کو سنبھالنا اُس کا اپنا مقدر ہے اور اُس کی اپنی محنت ہے۔ آفتاب ولایت کی نورانی کرنوں سے پُرنور اور روشن ہونے والے وجودوں میں حضور بابا جیؒ کے فیض و برکت کا ایسا ظہور ہوا کہ ہر ایک نے اپنا اپنا ایک جہان آباد کیا۔ اُنھوں نے بھی لاکھوں فرزندان توحید و رسالت کو طریقت و شریعت کے شعور سے فیض یاب کیا۔ آج اُن باخدا ہستیوں کے آستانے بھی روحانیت کے خزانے عشق و معرفت کے میخانے بنے ہوئے ہیں۔

حضرت بابا جیؒ کے خلیفہ مجاز عالم ربّانی قبلہ عالم حضرت خواجہ غزنویؒ تاجدارِ نیریاں شریف کی روایت کے مطابق حضرت والا کے سالک خلفائے کرام کی تعداد سات سو ہے جن میں چند مشہور خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ، نیریاں شریف، آزاد کشمیر

حضرت خواجہ محمد دراب خان المعروف پیر ثانیؒ، نیریاں شریف آزاد کشمیر

حضرت پیر مصطفیٰ صبغۃ اللہ شاہ ایرانیؒ، حیدرآباد سندھ

حضرت پیر سید امام علی شاہؒ، بھنگالی شریف گوجر خان

حضرت پیر عبدالرحیمؒ، باغدرہ شریف سالک آباد نزد حسن ابدال

حضرت پیر سید مقصود علی شاہؒ، کوٹ گلہ شریف ضلع چکوال

حضرت پیر اللہ بخشؒ، لکھن شریف لاہور

حضرت پیر فقیر محمدؒ، شجاع آباد ملتان

حضرت پیر سید اکبر شاہ بخاریؒ، پشاور

حضرت پیر عبدالمجید نقشبندیؒ، رام پور انڈیا

حضرت پیر عبدالرزاقؒ، بریلی شریف انڈیا

حضرت پیر سید حیدر شاہؒ، پناگ شریف آزاد کشمیر

حضرت پیر محمد اشرفؒ، دوھٹہ شریف حافظ آباد

حضرت پیر عنایت اللہؒ، رجوعیہ شریف

حضرت پیر ملنگ باباؒ، بمبئی مزار خانیوال انڈیا

حضرت پیر سید مزمل شاہؒ، چک غرسالہ سرگودھا

حضرت صوفی عبدالعزیزؒ، سمندری فیصل آباد

حضرت سائیں فتح دینؒ، دوواں شریف میر پور آزاد کشمیر

حضرت سائیں اللہ دتہؒ، تندر شریف ضلع میر پور آزاد کشمیر

حضرت بابا غلام یٰسینؒ، خانیوال

حضرت پیر سید محمد شاہ کاظمیؒ، طوری شریف ایبٹ آباد

حضرت پیر قائم الدینؒ، پھلکوٹ شریف ایبٹ آباد

حضرت پیر غلام محمدؒ، ملکانی شریف سندھ

و دیگر بہت سے اکابر مندرجہ بالا وہ نفوس ہیں جن کے ذریعے خاندانِ طریقت کے سلسلے جاری ہوئے۔ ابھی بے شمار ایسے وجود با جود بھی ہیں جن کے اسمائے مبارک تک رسائی نہ ہوسکی اور خانقاہ کے بارے معلومات حاصل نہ ہوسکیں کیونکہ اُس وقت باضابطہ کوئی تحریر میں لانے کا انتظام نہ تھا۔ اب بہت ساری ایسی خانقاہیں جو بظاہر موہڑہ شریف سے اپنی روحانی تعلق کا ذکر تو نہیں کرتیں لیکن بہت سے ایسے آستانے موجود ہیں جن کے ناموں کے بورڈز کے پیچھے حضور بابا جیؒ کی ہی فیضان نظر کا نور موجود ہے۔

دربار قاسمیہ میں ایسے مواقع کے گواہ موجود ہیں کہ جنہوں نے یہ مناظر بھی ملاحظہ کیے ایک غیر مسلم آتے ہیں ایمان کے نور سے اسلام میں آتا ہے، چند دنوں میں ہی مبلغ بن کر اپنی قوم کے افراد کو اسلام کی دعوت دیتا اور پھر ایک جماعت کے ساتھ خواجہ کے دربار حاضری دیتا ایسے بہت سارے افراد ہیں جنہیں خاص روحانی توجہ سے خلق خدا کا رہنما بنا کر پاک و ہند کے گوشہ گوشہ میں روانہ کر دیا جاتا۔ کتنے ایسے بھی شہسوار طریقت اُس بارگاہ سے فیض یاب ہوئے جنہیں فرما دیا گیا: اب آپ کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ بہت سارے ایسے خلفاء ہیں جنہوں نے جام بھر بھر کے معرفت و روحانیت کے پیئے ہیں۔ خوب منازل طے کیں لیکن

پس پردہ رہنا پسند فرمایا۔ اس لیے مندرجہ بالا جو اسمائے گرامی فقط یہی نہیں ہیں سات سو تو خواجہ غزنویؒ کی روایت کے مطابق ہیں ان میں بعض آستانوں کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور لاکھوں لوگ ان آستانوں کے مشائخ سے وابستہ ہیں اور بالواسطہ حضور تاجدار موہڑہ شریف کے فیضان سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

آیا جو بھی تیرے در نہ خالی گیا
تیری باباؒ سخاوت پہ لاکھوں سلام
جو بھی حضرتؒ کے در سے نوازے گئے
اُن سبھی کی خلافت پہ لاکھوں سلام

وصال شریف

حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کا وجود آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر موہڑہ شریف کے دربار گوہر بار سے اپنے نورانی و روحانی انوار سے لاکھوں دلوں کو پُر بہار بناتا رہا ہے۔ ظاہری حیات کا یہ عرصہ تقریباً ۱۲۰ سال سے زائد بنتا ہے۔ ظاہری اور باطنی وجاہتوں اور کرامتوں کا یہ مینارۂ نور پہاڑوں کی جلو میں جلوہ فرما ہو کر دُور و نزدیک کے انسانوں کے جمّ غفیر کو اپنے فیضان سے مستفیض کرتے ہوئے قضائے الٰہی کے اَزلی دُستور کے مطابق عالم دنیا سے رخصت ہونے کا اور عالم بالا میں مزید قرب وحضور کے لیے مزار اقدس میں ہمیشہ کے لیے تخت ولایت پہ جلوہ فرمانے کا وقت قریب آ گیا۔

آپ بیمار ہو گئے تو آپؒ نے صاحبزادگان کو بلا کر آخری وصیتوں سے

انہیں نوازا کہ باہم مہربانی سے پیش آنا۔ ذکر الٰہی کا یہ سلسلہ قائم رکھنا۔غریب لوگوں کی روٹی بند نہ کرنا۔غریب اور امیر سب لوگ آپ کے پاس آئیں گے اگرغریبوں کو باہر نکال دو اور امیروں کو پاس بٹھاؤ تو میرا دل ناراض ہو گا۔ جو میں امانت آپ کے سپرد کی ہے اس کی حفاظت رکھنا۔

قاسم فیضان نبوت قبلہ بابا جیؒ کی ظاہری حیات کے آخری چند گھنٹے پہلے ایک نورانی شکل وصورت والے بزرگ موہڑہ شریف تشریف لائے۔ ہاتھ میں عصا لیے ہوئے تھے۔ دربار شریف کے باہر لوگوں سے کہا: بابا جیؒ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔لوگوں نے انکار کیا لیکن وہ مزاحمت کرتے ہوئے حضرت بابا جی سرکارؒ کی قیام گاہ کی طرف بڑھے۔ وہ لوگوں سے تکرار اور اصرار کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے، کچھ آوازیں بلند ہوئیں تو حضرت نے خود ہی بلند آواز سے فرمایا: اس بزرگ کو اندر آنے دو۔ جب وہ اجنبی بزرگ بابا جیؒ سے گویا ہوئے کہ وہ حضور غوث الاعظمؒ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اُن کا آپ کے لیے یہ پیغام ہے کہ آج رات دس بجے اُن کے پاس پہنچ جائیں اور وہ بزرگ قبر شریف کی جگہ بھی بتاتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ دربار میں موجود لوگ اُن کے پیچھے ہو گئے لیکن وہ درویش خدا مست دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا اور وہ ہی ہوا جو اُس نے فرمایا دیا۔۱۳ ذی القعدہ ۱۳۶۲ ہجری بمطابق ۲۰ نومبر ۱۹۴۳ء بروز جمعۃ المبارک رات ۱۰ بجے اللہ ھو کا ورد کرتے ہوئے خالق حقیقی کے جلوؤں میں آسمان ولایت کا یہ آفتاب روپوش ہو گیا۔مگر روشن ستاروں کے ذریعے اپنے انوار کے فیضان کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

آفتاب چھپ گیا مگر اُس کی ضیاء باقی ہے

اِس بزمِ عشّاق کا اب بھی وہی ساقی ہے

آپؒ نے تقریباً پچاس برس پہلے سے سالانہ دو عرس منعقد کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ماہ جون میں اپنے مرشد کریم حضرت خواجہ نظام الدین کیانویؒ کا اور ۲۰ نومبر کو دوسرا عرس منانا شروع کیا۔ پوچھا گیا تو فرمایا: یہ میرا اپنا عرس ہے۔ پھر ایسا ہی ہوا مختصر علالت کے بعد اُسی تاریخ کو اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اللہ اللہ لب پہ جاری رہا
خواجہ قاسمؒ کی رِحلت پہ لاکھوں سلام

تقریباً ۸۰ سال موہڑہ شریف کے روحانی آسمان پر رُشد و ہدایت، علم و حکمت کا یہ آفتاب و ماہتاب اپنی نورانی کرنوں سے تقریباً ۱۴ لاکھ سے زائد انسانوں کے قلب و روح کو منوّر و معطّر کرنے کے بعد

ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ.

تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ۔

کا مژدۂ جانفزاء پہ لبّیک کہتے ہوئے وصال باکمال کا جام نوش فرماتا ہے تو عشّاق کی صفوں میں کہرام مچ جاتا ہے۔ لاکھوں اِرادت مند روحانی باپ کی جدائی کے صدمے میں دم بخود ہو جاتے ہیں اور قافلہ در قافلہ ہزار ہا لوگ اپنے محبوب مرشد کے آخری دیدار اور نماز جنازہ میں شرکت کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ موہڑہ شریف کی وادی عقیدت مندوں سے بھر جاتی ہے۔ نماز جنازہ آپ کے خلیفہ سید پیر امام علی شاہ بخاریؒ بھنگالی نے پڑھائی اور موہڑہ شریف کا وہ مقام جو رجل غیب بارگاہ غوثیہ نے

مختص کیا تھا اُسی جگہ آپ کا مدفن ومسکن بنایا گیا۔ مزار پُرانوار آج بھی روحانی فیضان کا ایک عظیم نشان ہے جہاں جدّ الاولیاء امام الفقراء تختِ ولایت پہ تشریف فرما ہو کر تصرّ فاتِ باطنی کے جلوئے تقسیم فرمانے میں مصروف ہیں اور آپؒ کی روحانی اولادیں روحانی خیرات لینے میں مشغول رہتی ہیں۔

جدّ الاولیاء سے تُو عرض کر کے دیکھ
قسمت یوں بدلتی ہے موہڑہ شریف میں
سالکؔ تُو اپنے شیخ کے تصوّر میں جا کے بیٹھ
مزے کی حاضری لگتی ہے موہڑہ شریف میں

تبرّکات باعثِ برکات

بارگاہِ خداوندی کے مقبول بندے اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے محبوب نائبین جس زمین کے ٹکڑے پہ بسیرا کرتے ہیں وہ عام نہیں رہتا وہ خاص بن جاتا ہے کیونکہ وہاں کے نورانی باسیوں کی وجہ سے انوار وتجلّیات کے نزول کی جلوہ گاہ بن جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام و اولیاء علیہم السلام کی بستیاں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ قرآن مجید میں الارض المقدسہ (مقدّس زمین) کا ٹائیٹل دے کر اُن خدا رسیدہ نفوس قدسیہ کے مسکن و مدفن کی امتیازی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔

اس لیے بندگانِ خدا جس جس بستی کو مسکن و مدفن بناتے ہیں عوام النّاس اہل محبت اُسی بستی کے نام کے ساتھ احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے 'شریف' کہہ دیتے ہیں۔ اجمیر شریف، علی پور شریف۔ اسی طرح قاسم ولایت حضرت باوا جی

سرکارؒ کے مزار اور دیگر اولیاء و صالحین کے قرار گاہ کی وجہ سے احتراماً بابا جیؒ کی بستی کو موہڑہ شریف سے موسوم کرتے ہیں۔

کیف و سرور مستی ہے موہڑہ شریف میں
ولیوں کی پیاری بستی ہے موہڑہ شریف میں
ضربیں الا اللہ کی کچھ لگتی ہیں اس قدر
ساری زمین ہلتی ہے موہڑہ شریف میں

انبیاء و رُسل علیہم السلام اور اولیاء وصلحاء سے منسوب مقامات، اشیاء، لباس، عصاء وغیرہ کو تبرک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اُس صندوق کو سکینہ اور اطمینان کا سبب قرار دیا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اُن متروکہ چیزوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء مبارک، تورات کی الواح، حضرت ہارون علیہ السلام کے کپڑے، نعلین، دستار مبارک اور انگوٹھی وغیرہ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک کا آنکھیں روشن کرنے پر تو قرآن کی گواہی موجود ہے۔

() تبیان القرآن

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے پاس سرورِ کائنات ﷺ کا جبّہ مبارک تھا جسے وہ دھوکر پانی بیماروں کو پلاتیں اُنہیں شفاء نصیب ہو جاتی۔

() مسلم، الصحیح، کتاب: اللباس والزینة، باب: تحریم استعمال إناء الذهب والفضة علی الرجال، ۳: ۱۶۴۱، رقم: ۲۰۶۹

اسی طرح حضرت اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ کے پاس ایک پیالہ میں

سرکار دو عالم ﷺ کا موئے مبارک تھا اُس کے ذریعے بھی شفائیں تقسیم ہوا کرتی تھیں۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ازل سے امت آقائے دو جہاں ﷺ سے منسوب تبرکات سے برکتیں حاصل کرتی آئی ہے اور دوسرے پاکانِ امت سے منسوب اشیاء، لباس کا احترام، دیدار و برکت حاصل کرنے کا بھی رجحان رکھتی ہے۔

موہڑہ شریف مزید نورٌ علیٰ نور

دربار عالیہ میں جو تبرکات مقدسہ اعزازی طور پہ موجود ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

ا۔سرکار دو جہاں ﷺ کا جبّہ مبارک

اورنگ زیب عالمگیرؒ کے ہاں شیخ احمد عرف ملا جیونؒ امیٹھوی جو صدیقی نسل سے تعلق رکھتے تھے بادشاہ اورنگ زیب کے اساتذہ میں سے تھے۔ وہ آپ کے علم وفضل اورتقویٰ وطہارت اور بزرگی کا بہت بڑا قائل تھا۔ اُس نے وہ تبرکات مقدسہ جو مغل بادشاہوں میں یکے بعد دیگرے وراثت میں چلے آرہے تھے اعزاز و اکرام کے طور پہ حضرت ملا جیونؒ کو عنایت کر دیے۔ خدا کا کرنا کہ ملا جیونؒ کی نرینہ اولاد نہ تھی، وہ تبرکات مقدسہ اُن کے قریبی خاندان کے شرعی ورثاء میں تقسیم ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ جبّہ مبارک جناب قاضی سراج الدین صاحب کے حصہ میں آیا یہ ڈڈیال آزاد کشمیر کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ اتفاق سے یہ بھی نرینہ اولاد سے محروم تھے چنانچہ محترم قاضی سراج الدین صاحب نے اپنی آخری عمر

میں جبّہ مبارک اپنی زندگی میں کسی خاص شخصیت کے حوالے کرنے کے لیے استخارہ فرمایا تو خواب میں جبّہ مبارک حضرت والی موہڑہ شریف خواجہ خواجگان حضرت پیر محمد قاسم موہڑویؒ کے حوالے کرنے کا حکم صادر ہوا۔

جناب قاضی صاحب قدس سرہ نے حضور باباجیؒ کی خدمت عالیہ میں یہ جبّہ مبارک لے جانے کے لیے پیغام بھیجا تو حضرت والاؒ نے دربار عالیہ سے معزز و محترم شخصیات پہ مشتمل ایک وفد جبّہ مقدسہ لانے کے لیے روانہ کیا جو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اس عظیم الشان سعادت کو دربار شریف لے کر آئے۔ درحقیقت یہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے حضرت باباجیؒ کے لیے بہت بڑا اعزاز و عطا ہے جو فیوض و برکات کا خزینہ ہے۔ سرور قلب و سینہ ہے۔ کیونکہ یہ جبّہ سرکار مدینہ ﷺ ہے۔

۲۔ نقش مہر نبوت

یہ نقش مہر نبوت ہے جو سرکار دو جہاں ﷺ کے دو شانوں مبارکہ کے درمیان خدا تعالیٰ کی طرف سے ثبت تھی۔ مسجد نبوی میں خدمت پہ مامور جناب محترم ہاشم شاہؒ کے پاس نقش مبارک تھا انہیں بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے خواب میں حکم عطا ہوا کہ نقش مبارک موہڑہ شریف پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل میں وہ خود ہی تشریف لائے اور امانت حضور باباجیؒ کے حوالے کر کے واپس تشریف لے گئے۔

۳۔ نعلین مبارک

حضرت مولانا جیونؒ کو ملنے والے تبرکات خاندان میں تقسیم ہوتے ہوتے جناب قاضی چراغ دین جو موضع ناون شریف آزاد کشمیر کے باسی تھے اُن کے پاس

بھی سرکار دو عالم ﷺ کے نعلین مبارک تھے۔ اُن کی اولاد نے خود ہی نعلین مبارک کے تبرک کو بڑے ادب و احترام کے ساتھ آج سے تقریباً ۸۰ سال سے زائد عرصہ پہلے سجادہ نشین دربار عالیہ موہڑہ شریف حضرت اعلیٰ پیر زاہد خانؒ المعروف جناب پیر خان صاحبؒ کے پاس لیے آئے۔ اب بھی نعلین مبارک بطور تبرک دربار عالیہ موہڑہ شریف میں موجود ہیں۔ تمام تبرکات کے فیوض و برکات سے حاضرین و زائرین مستفیض ہو رہے ہیں۔ البتہ آستانے کی روایت کے مطابق سالانہ عرس مبارک کے موقع پر عوام الناس کو دیدار کی سعادتیں نصیب ہوتی ہیں۔

سدا وسدا رہوے مولا میخانہ بابا قاسمؒ دا
جتھے جھومے مستی وچ مستانہ بابا قاسمؒ دا
روحانی مرض دا جتھے شافی علاج ہوندا اے
کھلا اے موہڑے دے اندر دواخانہ بابا قاسمؒ دا
مرشد فیض ونڈدے نیں زمانے بھر نوں اے سالکؒ
سرشد نوں ملیا اے خزانہ بابا قاسمؒ دا

ملفوظاتِ قاسمیہ

داستان دعوت وعزیمت کے تذکرے جس لحاظ سے بھی کیے جائیں اسلام کی ترویج و اشاعت میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد جن نفوس قدسیہ کا ذکر کیا جاتا ہے وہ علمائے ربّانیین اولیائے کاملین کے وجود مقدسہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت و اطاعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر اخلاص و اخلاق کے اسلحہ سے لیس ہو کر میدانِ رُشد و ہدایت میں اُترے اور پوری دنیا میں پھیل گئے اور اپنے نورانی افکار ونظریات اور روحانی کمالات وتصرّفات سے جہاں آباد کرتے گئے۔ یہاں تک کہ کائنات میں سب سے زیادہ جو دین قبول کیا گیا اور قبول کیا جا رہا ہے وہ محمد عربی ﷺ کا لایا ہوا دین دینِ اسلام ہی ہے۔

اِن با خدا لوگوں نے لا الہ الا اللہ کا نُور محمد رسول اللہ ﷺ کے دُستور سے بے خبر لوگوں کو حقیقت کا فہم اور شعور دیا ہے۔علم وعمل،عشق ومحبت رسول ﷺ کے دیپ جلائے اور خود مینارۂ نور کی حیثیت سے اپنے اپنے وقتوں اور اپنے علاقہ میں موجود رہے۔ اسلامی افکار اور ان کی تعمیل میں اپنے آپ کو مثال بنایا اور اسلامی فکر و نظر،تہذیب وثقافت کی جاندار اور شاندار روایات کا ایک ایمانی اور روحانی ورثہ آنے والی نسل کے لیے چھوڑا ہے۔

اِن پاکانِ اُمت نے اسلامی تعلیمات، عقائد اسلامیہ کو نہایت آسان سلیس طریقے سے مقامی زبانوں میں سادہ اور آسان جملوں میں بندگانِ خدا کے

سامنے پیش کیا جو اُن کی نورانی صورتوں اور نکھری سیرتوں کی بدولت اتنے پُرتاثیر ہوئے کہ سماعتوں سے گزر کر اُن کے رُوح و دل میں نقش ہو گئے۔ بے شمار لوگ کفر کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کے اُجالے میں آئے اور غافل توبہ کے دروازے سے گزر کر زہد و تقویٰ، طریقت و شریعت کی راہ پہ گامزن ہو گئے۔ بعض صوفیائے کرام نے وعظ و ارشاد کے ساتھ ساتھ شاعری کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی محبت کا نور تقسیم کیا۔ طریقت و معرفت کے رُموز و اَسرار کو بیان کیا۔ تاریخ کے صفحات میں سلف صالحین کی گفتار، کردار اور عملی زندگی کے نمونے دیکھ کر رَشک آتا ہے کہ کس طرح اُن محمدی درویشوں نے زمانے میں علمی، فکری اور روحانی انقلاب برپا کیے رکھا۔

قارئین! آپ جانتے ہیں کہ موجودہ دور زوال، خواب غفلت کا شکار دور ہے۔ اس کے خزاں کو بہار میں بدلنے کے لیے اُن ہی باخدا نفوس کے فکر و افکار، ذکر و اذکار اور اخلاق و کردار کی ضرورت ہے۔ حضور قاسم ولایت، جدّ الاولیاء حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ بھی اُن مردانِ باخدا میں سے ایک مرد ہیں، ایک فرد نہیں بلکہ فرد الافراد ہیں جو باقاعدہ یتیمی کے باوجود مروجہ علوم پہ سترہ سال سے زائد عرصہ صرف کرتے ہیں۔ پھر وقت کے جیّد علماء و مشائخ ذی جاہ آپ کی علمی فقاہت اور روحانی وجاہت کے معترف نظر آتے ہیں۔

حضرت والی موہڑہ شریف کا ساری زندگی کا معمول رہا کہ موہڑہ شریف سے باہر صرف اور صرف اپنے مرشد خانہ کیّاں شریف حضور بابا جی خواجہ نظام الدین کیانویؒ کی بارگاہ میں حاضری کا سفر کرتے رہے ہیں۔ کسی اور جانب کبھی بھی تشریف

نہیں لے گئے۔ حضرت بابا جیؒ کا یہ بھی ایک منفرد اعزاز ہے کہ آپؒ کے دربار گوہر بار میں آپ کے ہم عصر وقت کے بڑے بڑے اغیاث و اقطاب نے حاضر ہو کر آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جن میں تاجدارِ گولڑہ، فاتح قادیانیت حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ، صاحب علم لدنّی حضرت خواجہ خواجگان پیر عبدالرحمٰن قادری چھوہرویؒ، شہسوارِ طریقت حضرت خواجہ پیر حافظ عبدالکریمؒ عید گاہ شریف، رہبرِ طریقت حضرت خواجہ پیر عبدالوہاب روپڑیؒ اور حضرت پیر فضل شاہ جلال پوریؒ کے نام سرفہرست ہیں۔

() خلیفه صوفی باغ علی زاہدی، فخر الفقراء موہڑویؒ

مندرجہ بالا حقیقت کے بیان سے جہاں ہم عصر سجادہ نشینان ذی شان کی باہم محبت و یگانگت، ادب و احترام کے تعلق و روابط کا اظہار ہو رہا ہے وہاں حضور باوا جیؒ کے روحانی اور علمی مقام بھی واضح ہوتا ہے جو اُس وقت کے روحانی تاجداروں کی نظر میں تھا۔ امام الفقراء حضرت قاسم موہڑویؒ اُن باکمال صوفیائے کرام میں سے ہیں جن کے فیض اور افکار و نظریات کو دوام حاصل ہے۔ اس لیے اُن کی زبان ولایت سے جاری ہونے والے ملفوظات بابرکات جو میسر آ سکے پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ ہماری آنے والی نسلیں بھی آسانی سے ملفوظات قاسمیہ سے مستفیض ہو سکیں۔

نماز

☆ حضرت غوث زماں خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ نے فرمایا: فجر کی نماز محشر کے لیے پڑھو کہ جیسے تم فجر کی نماز کے لیے اُٹھتے ہو ویسے ہی محشر کے دن صبح

صادق کے وقت لوگ گروہوں کی صورت میں بھاگیں گے۔ گروہوں میں اس لیے کہ نماز کے متعلق فرداً فرداً سوال نہیں ہو گا۔ صبح کے وقت فجر کی نماز پڑھنے والا قیامت کے روز اسی طرح اُٹھے گا جیسے سویا ہوا فجر کی نماز کے لیے اُٹھتا ہے۔ پھر تمام لوگ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوں گے۔

☆ ظہر اور عصر کی نمازیں دنیا کے لیے پڑھو۔ ان نمازوں کو دنیا کے لیے اس لیے پڑھنا چاہیے کہ جاں کنی کے وقت یعنی جب روح جسم سے نکل رہی ہوتی ہے تو یہی دو اوقات مرنے والے کو نظر آتے ہیں۔ چاہے ملک الموت ۲۴ گھنٹے میں کسی بھی وقت جان قبض کر رہا ہوں۔

☆ نماز مغرب اور عشاء قبر کے لیے پڑھو۔ جب انسان کو قبر میں لے جایا جاتا ہے تو اسے مغرب اور عشاء کا وقت محسوس ہوتا ہے۔ اس لیے مغرب اور عشاء کی نماز قبر سے بچنے کیے لیے پڑھنی چاہیے۔ نماز پڑھنے والے افراد ان اوقات میں جب ذکر الٰہی میں مصروف ہوں گے تو ان پر کسی قسم کی سختی یا اضطرار نہیں ہو گا بلکہ آسانی ہو گی اور وہ جنتی ہوں گے۔

صبح تین قسم کی ہوتی ہے

☆ فرماتے ہیں: صبح کاذب اور صبح صادق ان کو تو عوام جانتے ہیں اور مانوس ہیں مگر ایک صبح عشّاق کی بھی ہوتی ہے جسے صبح عشّاق کہا جاتا ہے۔ یہ غروب آفتاب سے صبح صادق تک ہے۔ یہ دورانیہ خالص عمل اور عبادت کا ہے اور دعویٰ عشق رکھنے والے ان لمحات کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

دائمی ذکر

☆ فرماتے ہیں: جس کا دائمی ذکر جاری ہو جائے وقت وصال اُس کا لسانی ذکر بند ہو جاتا ہے اور قلبی ذکر جاری رہتا ہے۔ اس لیے اولیائے کرامؒ کے مزارات کے فیوض و برکات جاری و ساری رہتے ہیں۔

پیر و مرشد کا تعلق

☆ فرماتے ہیں: پیر مرید کی محبت کا تعلق روح، دل اور باطن سے ہے اور ظاہری تعلق اطاعت سے ہے اور اطاعت صرف شریعت سکھاتی ہے۔ جو شریعت کی کسی بات کو ہلکا جانے اُس کا معرفت میں کوئی حصہ نہیں۔

دو قدم

☆ فرماتے ہیں: قربِ الٰہی دو قدم پر ہے۔ ایک قدم دنیا سے اٹھانا اور دوسرا قدم عقبیٰ سے اٹھا لینا۔ نہ دنیا کی تمنا رہے اور نہ عقبیٰ کی طلب و خبر۔

☆ فرماتے ہیں: اسلام، ایمان، انصاف و احسان اور رحم و شفقت طریقت والوں کے اصل الاصول اور رکن رکین ہے۔

☆ فرماتے ہیں: درویش کو چاہیے کہ وہ دنیا سے منہ موڑ لے، جس نے دنیا سے منہ موڑ لیا دنیا اُس کی باندی بن گئی۔ اہل طلب و ارباب طریقت صرف حق تعالیٰ کے طلبگار ہوتے ہیں۔

☆ فرماتے ہیں: حسد، بغض، کینہ، جھوٹ اور تکبر یہ سب غیریات ہیں، اگر عین حق کا مظہر بننا چاہتے ہو تو آنکھ، دل اور لطائف کی طرف توجہ کرو اور یہ کہ

توجہ بلا ذکر درست نہیں۔

☆ فرماتے ہیں: کوئی شخص خواہ وہ غریب ہو یا امیر کم فہم ہو یا عقل مند اگر تمہارے پاس آئے تو اُس سے نہایت ہی مشفقانہ برتاؤ کر کے اُسے گلے لگائیں اور اسے تعلیم (مذہبی و روحانی) سے آراستہ کریں۔ حسد، کینہ اور بغض سے پاک رہیں۔

☆ فرماتے ہیں: راہِ سلوک کے متوکلین ہرگز غمِ رزق میں گرفتار نہیں ہوتے کیونکہ روزِ اوّل جو مقسوم ہو چکا ہے بہر حال ملے گا۔ درویش کو شغل خدا میں مشغول رہنا چاہیے اور اطمینان قلب کے ساتھ اطاعت الٰہی کرنی چاہیے پھر دیکھیں کہ کتنی نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جاتی ہیں۔

معمولاتِ زندگی کے نوادرات

☆ حضور بابا جی محمد قاسم صادق موہڑویؒ ایک روایت کے مطابق روزانہ پانچ نمازوں کے علاوہ تقریباً ایک ہزار نوافل باقاعدگی سے ادا فرمایا کرتے تھے اور اِس کے ساتھ ساتھ حاضرین و زائرین کو بھی اپنے درس و تدریس سے نوازتے اور سائلین کی حاجت روائی بھی فرماتے۔ سب سے زیادہ توحید و رسالت، اسلام کے بنیادی ارکان اور اخلاق و اخلاص، حقوق اللہ و حقوق العباد کو موضوع سخن بناتے۔ بالخصوص نماز پنجگانہ کی پابندی پر بہت زور دیتے اور خود بھی اس کا خاص اہتمام فرماتے۔ آپؒ نے بیماری و سفر میں بھی کبھی نماز قضا نہیں کی۔

☆ حضرت قاسم ولایتؒ فرمایا کرتے کہ: میں تین چیزیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں لے کر جاؤں گا

ا۔ میں نے خانہ کعبہ کی طرف نہ کبھی منہ کر کے تُھوکا اور نہ کبھی پشت کی ہے۔

۲۔ میں نے ہمیشہ اپنے پیر و مرشدؒ کا اَدب کیا اور اُن کے ارشادات پہ پوری طرح عمل کیا ہے۔

۳۔ اَسّی (۸۰) سالہ موہڑہ شریف قیام کے دوران ایک پَل بھی کبھی احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی نہیں کی۔

☆ یہ بھی روایات میں موجود ہے کہ کیّاں شریف کی حُدود سے پہلے ہی آپ اپنے نعلین اُتار کر ننگے پاؤں ہو جاتے اور اپنے پیر و مرشدؒ کے آستانے کی

طرف پشت بھی نہ کرتے اور قیام کے دوران باوضو رہتے اور دوبارہ وضو کی ضرورت ہوتی تو آستانہ مرشد کی حدود سے باہر تشریف لے جاتے۔

☆ حضرت خواجہ قاسم موہڑویؒ نے انتہائی سادہ زندگی بسر کی جو قرآن و سنّت کا عملی نمونہ تھی۔ ہر ایک سے بڑی شفقتوں سے پیش آتے۔ دربارِ عالیہ میں امیر وغریب، چھوٹے اور بڑے سب کے ساتھ برابر کا سلوک کیا جاتا۔ بابا جیؒ کا یہی حسن سلوک اور صداقت ایمانی کا مظاہرہ ہے جس سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے، غافل صالح ہوئے اور بے دین دین دار ہوئے۔

☆ حضرت قاسم پیاؒ جس بھینس کا دودھ استعمال فرماتے اُس کو گھر سے باہر نہیں جانے دیتے کہ ہوسکتا ہے کہیں چرتے چرتے کسی کے کھیت سے کچھ گھاس نہ کھا لے۔ رات کے وقت خادم خاص اُس بھینس کا ہی دودھ گرم کر کے پیش کیا کرتا تھا۔ ایک دن دودھ گرم کرتے ہوئے اُس سے گِر گیا تو اُس نے کسی دوسری بھینس کا دودھ گرم کر کے اُسی طرح پیالے میں ڈال کے پیش کیا تو آپؒ نے دیکھتے ہی فرمایا: یہ میری بھینس کا دودھ نہیں اسے لے جاؤ۔ تو پھر خادم خاص نے معافی مانگتے ہوئے سارا ماجرا سنایا۔

واہ بابا جیؒ! رزقِ حلال میں کتنی احتیاط ہے اور نورِ بصارت میں کس قدر کمال ہے۔

☆ حضرت قاسم انوارِ ولایتؒ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اُسی کی ذات حق پر توکّل اور صبر و تحمّل جن کی زندگی کا حاصل تھا۔

☆ حضور قبلہ باوا جیؒ نے شریعت و طریقت کے احکام و معمولات کے

مطابق زندگی گزاری، البتہ ملفوظات وخطابات میں نقشبندیت کا رنگ غالب رہا۔

☆ اسم ذات یعنی اللہ ھو کا ذکر خود بھی کرتے اور اُس کی تلقین بھی کرتے اور اپنے ساتھ ملا کر طالبین سے ہر سانس کے ساتھ ذکر کرواتے اور فرمایا کرتے: بغیر ذکر کے انسان جو سانس لیتا ہے اُس کے اور حیوان کے سانس لینے میں کوئی فرق نہیں۔

☆ امام الفقراء خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کے وقت بھی جُبّہ مبارک نہیں اتارا کرتے اور زیادہ اپنی مسند مقدسہ پہ حالت مراقبہ میں ہی جلوہ افروز رہتے۔ کسی نے پوچھ ہی لیا کہ حضورِ والا! آپ رات بھر بھی جُبّہ شریف کیوں پہنے رکھتے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا کہ: میں دیکھ رہا ہوں کہ میری نوکری اور خدمت دربارِ خداوندی میں لکھی جا رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ایک ملازم باوردی ڈیوٹی پر حاضر ہو تو اُس کی ڈیوٹی لکھی جاتی ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ چوبیس گھنٹے باوردی حاضری میں میری ڈیوٹی لکھی جائے اور قیامت کے دن میری زندگی کا ایک ایک منٹ مخلوقِ خدا کو خدا سے ملانے کیے حساب میں درج ہو۔

☆ اولیائے کاملین کی کرامات دو طرح کی ہوتی ہیں، ایک وہ جو جلد محسوس ہوتی ہیں اور دوسری عقلی یعنی دیر پا ہوتی ہیں۔ والئ موہڑہ شریف سے دونوں طرح کی کرامات کا صدور ہوتا رہا جن کا شمار ناممکن ہے۔ بہت سارے پھانسی کے سزاوار آپ کی دُعا سے بری ہوئے اور لا تعداد لا علاج مریض آپ کی نگاہ سے تندرست ہوئے اور اَن گنت وہ بھی خوش نصیب ہیں جنہیں خواب میں حاضری کا حکم ہوا تو آ کر شرفِ بیعت حاصل کر کے باخدا ہو گئے۔

☆ جب شاہانِ کابل کے خاندان کے شہزادگان حضرت غوث الامّتؒ کے ارادت مندوں میں شامل ہوئے تو اُنہوں نے پُرزور گزارش کی کہ آپؒ کسی میدانی علاقہ یا سڑک کے قریب کسی جگہ پہ تشریف لے جائیں تا کہ آنے والوں کے لیے بھی آسانی ہو، سب انتظامات ہو جائیں گے۔ لیکن والئی موہڑہ شریف نے موہڑہ شریف کے جنگل کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: جو خدا وہاں موجود ہے وہی خدا یہاں بھی موجود ہے۔

☆ باوا جی موہڑویؒ کا چہرہ مبارک حسن و جمال کا پیکر تھا۔ چہرہ پہ تبسّم اور خوشنما مسکراہٹ کے پہرے رہتے۔ شیریں کلامی اور طبیعت میں نرمی، اداؤں میں اخلاقِ رسول ﷺ کی جلوہ گری نے مخلوقِ خدا کو گرویدہ بنایا ہوا تھا اور دُور دراز سے آئے ہوئے طالبانِ حقیقت و معرفت کی ساری تھکاوٹ آپؒ کے دیدار اور ملاقات سے ختم ہو جایا کرتی تھی۔

☆ آپؒ نے خود یتیمی کی حالت میں دینی علوم حاصل کیے۔ آپؒ نے جو دینی ادارہ قائم کیا اُس میں یتیموں کی تعلیم و تربیت کے لیے خصوصی انتظام فرمایا اور وہاں ہی بذاتِ خود بڑی محنت سے علوم دینیہ کی تدریس فرماتے رہے۔

☆ غریب مریدوں کی بروقت مدد اور خبر گیری کرنے والے درویش

حضور بابا جیؒ کے دربارِ عالیہ میں آئے روز ضرورت مندوں کی داد رَسی اُن کی نوعیّت کے مطابق کی جاتی تھی، مالی، اخلاقی اور روحانی لحاظ سے۔

ایک ہندوستانی لانگری جو دہلی کے قریب کسی گاؤں کا رہائشی تھا اور عرصہ سے دربارِ عالیہ میں لنگر پکانے کی خدمات سرانجام دیتا رہا۔ کئی بار گھر جانے کی

اجازت مانگی لیکن اجازت نہ ملی۔ ایک روز دفعتاً بابا جی سرکارؒ نے نمازِ عصر کے بعد اُسے بلایا، اجازت دیتے ہوئے دو (۲) روپے دیے اور فرمایا: بچو! فورًا گھر چلے جاؤ۔ وہ حیران ہوا معاملہ کیا ہے؟ بہرحال مرشدی حکم کے مطابق روانگی ہو گئی۔ مغرب کی نماز سنی بینک کلڈنہ ادا کی۔ پریشان تھا کہ اس وقت راولپنڈی جانے والی سواری بھی کوئی نہیں ہے۔ اسی اثناء میں ایک ٹرک سے آواز آئی ہے کوئی پنڈی جانے والا؟

یہ فورًا دوڑ کے ٹرک پہ سوار ہو گیا۔ راستے میں چائے اور کھانا سے خدمت بھی کی گئی۔ راولپنڈی پہنچتے ہی ریلوے اسٹیشن پہ اُتار دیا گیا۔ سامنے دہلی جانے والی گاڑی بھی کھڑی ہے۔ گویا وہ اِسی کے انتظار میں ہے۔ کرایہ تو پاس تھا نہیں بغیر ٹکٹ ہی مسافر جانب دہلی روانہ ہو گیا اور نہ دوران سفر کسی نے ٹکٹ کے بارے میں اس سے پوچھا۔ اگلے روز عصر کے قریب دہلی اسٹیشن جا پہنچا۔ وہاں سے باہر نکلا تو اُس کے علاقے میں جانے والی سواری بھی تیار ملی اُس نے دو روپے کرایہ طلب کیا۔ اس نے کرایہ ادا کیا اور گاڑی میں جا بیٹھا اور اپنے گھر کے قریب جا اُترا۔ سورج غریب ہونے کو تھا اُس نے دیکھا کہ بہت سارے لوگ اُس کے گھر کی طرف جا رہے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ اُس کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا اور اب اُن کی تجہیز و تکفین کی تیاری ہو رہی ہے۔ چنانچہ لانگری صاحب اپنے والد گرامی کے جنازے میں شامل ہو گئے۔ اُسی وقت اُس قاسمی درویش کی ساری حیرانیاں دُور ہو گئیں کہ حضور بابا جی سرکارؒ نے اُسے اچانک اجازت کیوں فرمائی اور ۲ روپے ہی کرایہ کیوں عنایت کیا؟

کوئی جانے تو کیا جانے، کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
دو عالم کی خبر رکھتا ہے دیوانہ محمد ﷺ کا

☆ دنیائے رُوحانیّت میں شاید بابا جیؒ وہ واحد شخصیّت ہیں جو اپنا عُرس اُس دن خود ہی منعقد کرتے رہے جس دن آپؒ کا وصال ہونا تھا۔تقریباً ۵۰ سال ۲۰ نومبر اس کا انعقاد کرتے رہے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مختصر علالت کے بعد اُسی دن آپؒ نے اِس جہاں سے پردہ فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

❁❁❁

لا الٰہ الا اللہ

اللہ عزوجل مالک سب جہاناں دا
اللہ عزوجل خالق زمیں آسماناں دا
اللہ عزوجل رازق سب انساناں دا
لا الٰہ الا اللہ

سوہنے نبی ﷺ دی شان نرالی اے
سجدی مونڈھے کملی کالی اے
سوہنا دو جگ دا والی اے
لا الٰہ الا اللہ

کیا شاناں موہڑوی دربار دیاں
پئی رحمتاں واجاں ماردیاں
جھڑی ڈُبدی بیڑی تاردیاں
لا الٰہ الا اللہ

بابا قاسمؒ کرم کماوندے نیں
منگدیاں نوں سینے لاوندے نیں

ایہہ لگیاں توڑ نبھاوندے نیں
لَا الٰہ الا اللہ

اُٹھ چل موہڑے دربار دِلا
اللہ ھو دا ذکر پکار دِلا
جتھے لبھدی اے نوری بہار دِلا
لَا الٰہ الا اللہ

اوتھے غوثؒ و قطبؒ دے ڈیرے نیں
جتھے رہندے سدا سویرے نیں
اوتھے وسدے باباؒ میرے نیں
لَا الٰہ الا اللہ

سنگ مرشدؒ دے توں چل سالکؔ
در بابا جیؒ دا مَل سالکؔ
تائیوں ملسی تینوں پھل سالکؔ
لَا الٰہ الا اللہ

❁❁❁

نعت رسول مقبول ﷺ

کون ہے وہ کہ جس کا مقدر مصطفیٰ ﷺ نے سنوارا نہیں ہے
اُس کی بگڑی بھی بنتی وہاں ہے جس کا کوئی سہارا نہیں ہے
فَاتَّبِعُوْنِیْ کا اِرشاد دے کر حق تعالیٰ نے مژدہ سنایا
جو بھی تیرا نہیں یا محمد ﷺ وہ تو ہرگز ہمارا نہیں ہے
دیکھو دیکھو یہ نکتہ بڑا ہے کیوں بے نقطہ نامِ محمد ﷺ
نام پر بوجھ نقطے کا آئے رب کو یہ بھی گوارا نہیں ہے
جاں نثاروں نے سب کچھ لُٹایا دیں بچا کر یہ نعرہ لگایا
ہاتھ آئے نبی ﷺ کا جو دامن قسم رب کی خسارہ نہیں ہے
عشق و عرفاں کی بے مثل دولت جسے چاہے مولا نوازے
یہ سمندر رہے لوگو جہاں میں جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے
کامل مرشد بھی کرتے عیاں ہیں جھولی بھرتے آقا ﷺ وہاں ہیں
وہ ہی سالکؔ محروم ٹھہرا جس نے دامن پسارا نہیں ہے

❁❁❁

اب رات گزرنے والی ہے

ہو جائے کرم کی خاص نظر اب رات گزرنے والی ہے
اِک آس لگی ہے تیرے دَر اب رات گزرنے والی ہے
حسنینؓ کے صدقے عید ملے مجھ عاصی کو بھی دید ملے
خواہ دید عطا ہو لمحہ بھر اب رات گزرنے والی ہے
ماذون ہو کرم کماتے ہو جہاں چاہو آتے جاتے ہو
اس محفل سے ہو جائے گزر اب رات گزرنے والی ہے
اللہ ھو کی صدائیں دیتے ہیں سوہنا نام بھی دَم دَم لیتے ہیں
شب بھر ہی رہا ہے پیارا ذکر اب رات گزرنے والی ہے
کبھی نعرے کبھی نعتیں ہیں تیری شانیں تیری باتیں ہیں
یوں بیت گئے ہیں شام و سحر اب رات گزرنے والی ہے
جب رات جہاں میں آتی ہے ساتھ رحمت بخشش لاتی ہے
کہتے ہیں ستارے اور قمر اب رات گزرنے والی ہے
طیبہ سے ہوا جو آتی ہے پھر دل کی کلی کھِل جاتی ہے

مرشدؒ نے جگایا خود آ کر اب رات گزرنے والی ہے

جو بھی مانگو رب اب دیتا ہے اُن کے صدقے میں سب دیتا ہے

اُٹھ سالکؔ اب ہے پچھلا پہر اب رات گزرنے والی ہے

یا خدا عزوجل! اِلتجا ہے یہ میری

یا خدا عزوجل اِلتجا ہے یہ میری، تیری رَحمت سے یوں موت آئے
رُوح نکلے نام نبی ﷺ پر، اُن ﷺ کے صدقے بخشایا جائے

اہلِ نسبت کے ہیں یہ عقیدے، آقا ﷺ سنتے ہیں اپنے قصیدے
بہ طفیل بوصیریؒ، صدیقیؒ، میرے آقا ﷺ کو سُنوایا جائے

دیں فروشوں کی منڈی لگی ہے، دین و ایماں کے سودے لگے ہیں
جو بھی تیرے ہوں تیرے نبی ﷺ کے، ایسے بندوں سے ملوایا جائے

دُور ہیں جو مدینے سے مولا، دَین تیری کے وہ منتظر ہیں
جنہیں آنکھیں تُو نے جو دی ہیں، اُنہیں طیبہ بھی دِکھلایا جائے

اللہ ھو کی صدا سے رَچی ہو، بزم تیرے نبی ﷺ کی سجی ہو
ایسے ماحول میں میرے مولا، تیرے بندے کو دفنایا جائے

چار یارؓ ہوں سب پیارے پیارے، پنجتنؑ کے بھی روشن ستارے
ساتھ مرشدؒ کے ہوں پیچھے پیچھے، اُن کی چوکھٹ پہ یوں بندہ آئے

قبر میں ہوں گے جتنے اندھیرے، اُن ﷺ کی آمد سے ہوں گے سویرے
اُن کے آتے ہی سالکؔ سے مولا، سلام اس سے پڑھایا جائے

❁❁❁

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
اندھیرے میں چمکے وہ غاروں میں چمکے
نبی مصطفیٰ ﷺ تاجداروں میں چمکے
پوچھا جو رب نے میں رب ہوں تمہارا
وہ قالوا بلیٰ کی پکاروں میں چمکے
اُجڑی پڑی تھی دوعالم کی بستی
وہ آئے تو پھر سب بہاروں میں چمکے
ستاروں کے جھرمٹ میں ہو چاند جیسے
نبی ﷺ اس طرح چار یاروں میں چمکے
علیؓ فاطمہؓ ہوں یا حسنینؓ پیارے
حبیب خدا ﷺ ماہ پاروں میں چمکے

صحابہؓ ہیں جن کے ستاروں کی مانند
صحابہؓ کی روشن قطاروں میں چمکے
رُکے جا کے جبریلؑ سدرہ پہ لیکن
نبی لا مکاں کے نظاروں میں چمکے
کہیں ہیں ادائیں کہیں پہ صدائیں
وہ قرآن کے تیس پاروں میں چمکے
وہ قاسم ولیؒ ہوں یا ہوں غوث الاعظمؒ
سبھی اولیاء کے مزاروں میں چمکے
مرشدؒ جو دیکھے تو سالکؔ یوں بولے
قسم رب کی اب بھی وہ پیاروں میں چمکے

خالی دامن وہاں جاتے ہیں بھر جاتے ہیں

دیکھتے دیکھتے وہ لوگ سنور جاتے ہیں
کعبے سے ہو کے جو عاصی تیرے در آتے ہیں
جذبہ حبِّ نبی ﷺ اور عشق نبی ﷺ میں رونا
ساتھ سوغات مدینہ لیے گھر آتے ہیں
جو اُترتے ہیں میداں میں ناموس نبی ﷺ کی خاطر
کون کہتا ہے وہ یزیدوں سے ڈر جاتے ہیں
جو بھی دامنِ طلب لیے جاتے ہیں طیبہ میں
خالی دامن وہاں جاتے ہیں بھر جاتے ہیں
وہ جو پلتے ہیں سرکار ﷺ کے ٹکڑوں پہ غلام
ایسے بندے ہی تو پھر جاں سے گزر جاتے ہیں
خدا دیتا اُنہیں قرب اور نہیں مرنے دیتا
اُلفت سرکار مدینہ ﷺ میں جو مر جاتے ہیں
بدعقیدہ وہاں محروم ہی رہتے ہیں لوگو!
کچھ نہیں ملتا اُنہیں وہ اگر جاتے ہیں
مرشدی فکر و نظر سے جو رہتے ہیں وہاں حاضر
ایسے سالکؔ وہاں جا کے سُدھر جاتے ہیں

گلہائے عقیدت بارگاہِ حضور غوث الاعظمؓ

دُنیا میں دُھوم مچ گئی روشن ضمیرؒ کی
دُنیا دیوانی ہو گئی پیرانِ پیرؒ کی

اللہ عزوجل و مصطفیٰ ﷺ کا یُوں کرم ہوا
دولت جنہیں ملی ہے خیرِ کثیر کی

ولایت کی سر زمیں پہ حکومت ملی جنہیں
سارے دُہائی دیتے ہیں اپنے امیرؒ کی

ستر ہزار مجمع ہے میراںؒ کے سامنے
یکساں سماعت ہو رہی ہے تقریر کی

نورِ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ ابن مرتضیٰؓ
کرنیں جہاں میں جاری ہیں بدرِ منیرؒ کی

بلا واسطہ غوث پاکؒ کی بیعت ہوئی نصیب
کتنی رسائی سالکؔ ہے تیرے پیرؒ کی

بارگاہِ قاسم فیضانِ نبوت حضور باباجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

یا قاسم صادق موہڑویؒ کیا شان شہانہ تیرا ہے
جہاں غزنوی آ کے غوث بنیں وہ نوری آستانہ تیرا ہے
نہیں حاجت تیرے نذرانے کی، بیٹے جلدی کرو یہاں آنے کی
ہاں شرط ہے جام پلانے کی، پھر یہ میخانہ تیرا ہے
نورِ عرفاں میں پُرنور ہوئے، جو تیرے سبب مامور ہوئے
اور عشق نبی ﷺ میں وہ چُور ہوئے، جو بنے پروانہ تیرا ہے
ویسے تو مادی دنیا نے بنائے ہیں ہزاروں کارخانے
جہاں دل والوں کے دل دُھلیں وہ روحانی کارخانہ تیرا ہے
نظروں سے پلائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے
جہاں طیبہ سے منگائی جاتی ہے وہ مدنی میخانہ تیرا ہے
تیرا نام ہے اونچے ناموں میں غوث وقطب کھڑے ہیں غلاموں میں
نام کر دے جام اک جاموں میں یہ سالکؔ دیوانہ تیرا ہے

بابا جی موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

کوئی کیہ دَسّے تیری شان بابا موہڑویؒ
ترے ناں توں جند قربان بابا موہڑویؒ

جتھے غوث، ولی، اَبدال آ کے بنڑدے سن
ترا وَکھرا اے جہان بابا موہڑویؒ

غزنوی غوثؒ شہباز ترے دربار دا اے
لکھاں ولیاں دا سلطان بابا موہڑویؒ

او وی آ جاوے جِنّوں فیض کتھوں ناں ملیا جے
ترا ہوندا سی اعلان بابا موہڑویؒ

تھاں تھاں ترے نام دے ڈنکے وَجدے نیں
اوتھے فیض جاری ہر آن بابا موہڑویؒ

نظرِ کرم شالا ہو جاوے اساں عاصیاں تے
ساڈھے روح و دل ویران بابا موہڑویؒ

سالکؔ صدیقی نوکر ترے دَر دا اے
توں پیر میرے دی جان بابا موہڑویؒ

❁❁❁

باوا جی خواجہ محمد قاسم موہڑویؒ

زمانے بھر نے دیکھی ہے تاجداری خواجہ قاسمؒ کی
دل والوں نے پائی ہے دِلداری خواجہ قاسمؒ کی
جمالِ ظاہری پر بھی سدا جلوؤں کے پہرے تھے
مَن بھاتی صورت تھی پیاری خواجہ قاسمؒ کی
بہارِ نقشبندی میں جو گلِ سر سبز مہکے ہیں
دکھائی دیتی تھی پھولوں میں آبیاری خواجہ قاسمؒ کی
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے
ولایت کے جہاں میں ہے سالاری خواجہ قاسمؒ کی
خواجہ غزنویؒ ہوں یا ہوں پھر شیخ العالمؒ بھی
نظر آتی وُجودوں میں تیاری خواجہ قاسمؒ کی
غریب و بے سہارے کی جہاں دِلجوئی ہوتی تھی
دلاسے سب کو دیتی تھی غم خواری خواجہ قاسمؒ کی
سدا تو ناز کر سالکؔ صدیقی اپنی نسبت پر
نسبت تیرے مرشدؒ سے ہے جاری خواجہ قاسمؒ کی

❀❀❀

میخانہ بابا قاسمؒ دا

سدا وَسدا رہوے مولا میخانہ بابا قاسمؒ دا
جتھے جھومے مستی وِچ مستانہ بابا قاسمؒ دا
روحانی مرض دا جتھے شافی علاج ہوندا اے
کھلا اے موہڑے دے اندر دواخانہ بابا قاسمؒ دا
غمّاں دے ماریاں دے لئی سُکھ دا سائباں لوگو!
مراداں جتھے بھر آوَنڑ آستانہ بابا قاسمؒ دا
جہاں والے بنڑاوَندے نیں کارخانے کماوَنڑ لئی
دِلاں نوں صاف کردا اے کارخانہ بابا قاسمؒ دا
خواجہ غزنویؒ شہباز وی سوہنے دے دَر دا اے
جے نُوں ملیا غوثیت دا پروانہ بابا قاسمؒ دا
مرشدؒ فیض وَنڈدے نیں زمانے بھر نوں اے سالکؔ
مرشدؒ نوں ملیا اے خزانہ بابا قاسمؒ دا

❁❁❁

عجب ہی شان رکھتے ہیں

گلستانِ ولایت میں عجب ہی شان رکھتے ہیں
زمانے بھر کے ولیوں میں وہ اِک پہچان رکھتے ہیں
خدا کے خاص بندے کو جدا اِک جان ملتی ہے
خواجہ قاسمؒ حقیقت میں وہ بھی جان رکھتے ہیں
خدا کا قرب ملتا ہے نبی ﷺ کی دید ہوتی ہے
نظر جو قرب دیتی ہے شیخ ہر آن رکھتے ہیں
ولی ابدال ہیں جس میں اور مجھ جیسے عاصی بھی
سبھی ہیں جس کے سائے میں ایسا دامان رکھتے ہیں
شانِ سکندری کچھ بھی نہیں نگاہِ فقر میں لوگو!
میرے باباؒ بہ فضل رب یہی رُجحان رکھتے ہیں
معرفت کے خزانوں کی یہاں ترسیل ہوتی ہے
دنیائے ولایت میں اِک جہان رکھتے ہیں
نگاہِ پیر قاسمؒ سے بنے وہ شیخ العالمؒ بھی
سالکؔ تیرے مرشدؒ بھی عجب اڑان رکھتے ہیں

❁❁❁

خواجہ خواجگاں حضرت قاسم صادق موہڑویؒ

بڑی شان شانِ قاسمؒ ولی ہے
سدا جن پہ رحمت کی چادر تنی ہے

قطب، غوث، ابدال بیٹھے ہیں دَر پر
کہیں شان ایسی نہ دیکھی سُنی ہے

ولایت کا بن کر وہ آفتاب چمکے
جنہیں ترے دَر سے شمع ملی ہے

وہ خواجہ نظیرؒ ہوں یا ہوں پیر زاہدؒ
وہ ہر اک ولی اور ابن ولی ہے

اب بھی جو آئے یہی کہتا جائے
تیرے دَر سے خواجہؒ یہ بگڑی بنی ہے

ہیں سالکؔ کے مرشدؒ کے مرشدؒ ہیں قاسمؒ
جن کی نظر سے یہ رونق لگی ہے

❁❁❁

منقبت حضرت خواجہ پیر نظیر احمدؒ

کیف و سرور مستی ہے موہڑہ شریف میں
ولیوں کی پیاری بستی ہے موہڑہ شریف میں
باباؒ کے ہیں دُلارے خواجہ نظیرؒ بھی
اِک بے نظیر ہستی ہے موہڑہ شریف میں
خود ہی بُلا کے کہتے ہیں اب ہو نقشبندی
بگڑی یوں بھی بنتی ہے موہڑہ شریف میں
بتّی جو بجھ گئی ہو دل کے چراغ کی
فوراً ہی آ کے جلتی ہے موہڑہ شریف میں
مرنے کے بعد خوشبو آتی ہے قبر سے
ایسی بھی مئے ملتی ہے موہڑہ شریف میں
ضربیں الا اللہ کی کچھ لگتی ہیں اس قدر
ساری زمیں ہلتی ہے موہڑہ شریف میں
دل کی بنجر زمین بھی سیراب ہو گئی
دل کی کلی بھی کِھلتی ہے موہڑہ شریف میں
جدّ الاولیاء سے تُو عرض کر کے دیکھ

قسمت یوں بدلتی ہے موہڑہ شریف میں
سالکؔ تُو اپنے شیخ کے تصوّر میں جا کے بیٹھ
مزے کی حاضری لگتی ہے موہڑہ شریف میں

منقبت بارگاہِ حضرت خواجہ پیر زاہد خانؒ

(المعروف پیر خان صاحبؒ)

خواجہ زاہدؒ پیا مرحبا مرحبا
بابِ رحمت کُھلا مرحبا مرحبا

نوری نوری ہے خواجہؒ مکھڑا تیرا
خواب میں خوب تیرا ہے دَرشن ہوا
ہوئی تیرے سبب یادِ ربّ العلیٰ

جلوۂ حق نُما مرحبا مرحبا
خواجہ زاہدؒ پیا مرحبا مرحبا

بابا قاسمؒ کے دل کا دُلارا ہے تُو
چاند وہ ہیں اگر ماہ پارہ ہے تُو
ہے ٹوٹے دِلوں کا سہارا ہے تُو

رہبر و راہنما مرحبا مرحبا
خواجہ زاہدؒ پیا مرحبا مرحبا

زاہدِ بے ریا صبر کے بادشاہ
تیرا زُہد و وَرع ہے وَراء الوریٰ
ہے بے مثل تیری جُود و سخا

بس عطا ہی عطا مرحبا مرحبا
خواجہ زاہدؒ پیا مرحبا مرحبا

حُسنِ سیرت و صورت میں کامل ہے تُو
باخدا پارساؤں میں شامل ہے تُو
ہے تاجِ ولایت کا حامل ہے تُو

دل کُشا دل رُبا مرحبا مرحبا
خواجہ زاہدؒ پیا مرحبا مرحبا

ہے یہ سالک صدیقی بھی دَر پہ کھڑا
پیر کامل کی نسبت سے تجھ سے جڑا
پیر صدیقیؒ خواجہؒ تیرا لاڈلہ

پشت پناہ پیشوا مرحبا مرحبا
خواجہ زاہدؒ پیا مرحبا مرحبا

پیرِ کامل ہو کامل نظر چاہیے

مدح کرتا رہوں وہ ہنر چاہیے، مرشدؒ میرے مجھے ایسا گُر چاہیے
ایسا گُر چاہیے ہاں وہ سُر چاہیے، پیر کامل ہو کامل نظر چاہیے

جُز وقتی نہ ہو چار دن کے لیے، بس ایسی لگن عمر بھر چاہیے
وہ بہارِ اَدب ہونکھارِ اَدب وہ زباں وہ سخن وہ اثر چاہیے

وہ صدیقی تڑپ جس میں علوی چمک، دردِ دل مجھ کو سوزِ جگر چاہیے
مل جائے زمیں پر یا زیرِ زمیں مجھے طیبہ میں چھوٹا سا گھر چاہیے

ساتھ تیرے ہو طیبہ میں پھر حاضری، ویسا منظر اور ایسی نظر چاہیے
وادی علم و عرفاں میں محکم یقیں، نہ اگر چاہیے نہ مگر چاہیے

یادِ محبوب سے وہ مچلتے رہیں، رُوح و دل میں وہ رب کا ذکر چاہیے
سامنے تیرے در کے ملے جھونپڑی، نہ اِدھر چاہیے نہ اُدھر چاہیے

پیر سلطان بولے میرے شیخ جیؒ تیری منزل وہ تیرا سفر چاہیے
سدا نوکر رہوں تیری سرکار میں، تیرے سالکؔ کو اب یہ اَمر چاہیے

❁ ❁ ❁

شجرۂ قاسمیہ

حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قاسم ابن محمد ابن ابو بکرؒ

حضرت امام جعفر الصادقؒ

حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ

حضرت خواجہ شاہ ابوالحسن الخرقانیؒ

حضرت خواجہ شاہ ابو علی فرمدی التسیؒ

حضرت خواجہ ابو یعقوب یوسف حمدانیؒ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ

حضرت خواجہ محمود الانجیرؒ

حضرت خواجہ عزیز علی الرمیتانیؒ

حضرت خواجہ محمد سماسیؒ

حضرت خواجہ سید امیر کلالؒ

حضرت خواجہ شیخ بہاؤالدین شاہ نقشبندؒ

حضرت خواجہ علاؤ الدین شاہؒ

حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخیؒ

حضرت خواجہ عبید اللہ شاہؒ

حضرت خواجہ محمد زاہدؒ

حضرت خواجہ درویش محمدؒ

حضرت خواجہ الباقی باللہؒ

حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ

حضرت خواجہ سید محمودؒ

حضرت خواجہ عبداللہ امامؒ

حضرت خواجہ عنایت اللہ شاہؒ

حضرت خواجہ حافظ احمدؒ

حضرت خواجہ عبدالصبورؒ

حضرت خواجہ عبدالمجیدؒ

حضرت خواجہ عبدالعزیزؒ

حضرت خواجہ شاہ محمد ملوکؒ

حضرت خواجہ نظام الدین شاہ جیؒ (کیّاں شریف کشمیر)

حضرت خواجہ خواجگان حضرت بابا جی خواجہ محمد قاسم صادقؒ (موہڑہ شریف)

شجرہ طیبہ نقشبندیہ صدیقیہ

یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
ہادی و مہدی محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
حضرت صدیقؓ و سلمانؒ قاسمؒ و جعفرؒ امام
کر کرم اِن مقتدائے اولیاء کے واسطے
بایزیدؒ و بوالحسنؒ بوعلیؒ یوسفؒ جمیل
عشق و الفت دے خدا اِن باخدا کے واسطے
عبدِ خالقؒ خواجہ عارفؒ شیخ محمود الثناءؒ
جامِ عرفاں بھی پلا حق آشنا کے واسطے
شیخ عزیزاںؒ علی بابا سماسیؒ شاہ کُلالؒ
زہد و تقویٰ ہو عطا ذوالعطا کے واسطے
شا بہاؤالدینؒ علاؤالدینؒ سخا کے تاجدار
دامنِ اُمید بھر دے باسخا کے واسطے

حضرت یعقوب چرخیؒ اور حضرت خواجہ احرارؒ
خاتمہ بالخیر ہو اِن دلربا کے واسطے
قلبِ نوری دے ہمیں خواجہ زاہدؒ کے طفیل
محمد درویشؒ و محمد مقتداءؒ کے واسطے
باقی باللہؒ و مجدد الف ثانیؒ شاہ حسینؒ
محرمِ اسرار کر دے حق نما کے واسطے
عبد باسطؒ عبد قادرؒ فغنویؒ سید محمودؒ
ساجد و صادق بنا آلِ عبا کے واسطے
خواجہ عبداللہؒ عنایتؒ حافظ احمدؒ عبدالصبورؒ
محو رکھ توحید میں باصفا کے واسطے
گل محمدؒ عبدالغفورؒ عبدالمجیدؒ عبدالعزیزؒ
رنج و غم کافور ہوں سرِّ بقا کے واسطے
خواجہ سلطان الملوکؒ و شا نظام الدینؒ ولی
عزت دارین دے دے اصفیاء کے واسطے
معرفت کے نور سے بھرپور ہو سینہ میرا
قاسم صادق موہڑویؒ غوث الوریٰؒ کے واسطے
سیدنا محی الدینؒ مردِ حق نما ظلِّ الٰہ

دے دے عشق مصطفیٰ ﷺ پیشوا کے واسطے

از طفیل خواجہ زاہدؒ زہد و ورع ہو نصیب

موہڑویؒ و نیرویؒ کنز و وفا کے واسطے

نفس و شیطاں سے پناہ اے مالک ارض و سماء

پیر ثانیؒ پیکرِ صبر و رضا کے واسطے

شیخ العالمؒ مرشدی قاسم فیضانِ حق

سیدنا علاؤالدینؒ نقیب اولیاء کے واسطے

قرب اپنا دے ہمیں اور راہِ طریقت پہ دوام

مرشدِ حق خوش خصال اور خوش ادا کے واسطے

دیدِ نبی ﷺ حبِّ خدا مل جائے اپنا مدّعا

پیرِ کاملؒ عاشق شاہِ ہدیٰ ﷺ کے واسطے

نقشِ الا اللہ ﷻ سے روح و دل پرنور ہوں

پارسائی دے ہمیں اس پارسا کے واسطے

سالکؔ بے نوا کی مولا ﷻ یہ دعا مقبول ہو

صدیقی پیا پہ ہو فدا تیری رضا کے واسطے

❁❁❁

سلام عقیدت بحضور سرورِ کائنات ﷺ

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت ﷺ پہ لاکھوں سلام

جو بھی اُن سے مِلا وہ خدا سے مِلا
یعنی اَصحابؓ و عترتؓ پہ لاکھوں سلام

قاسمِ فیضِ نبوت ہیں قاسمؒ ولی
قاسمِ فیض و برکت پہ لاکھوں سلام

رَب کے جلوے کا مظہر ہے جن کا وُجود
خواجہ قاسمؒ کی صورت پہ لاکھوں سلام

وہ غوثِ اعظمؒ کی سیرت کا عکسِ جمیل
جن کی علمی وجاہت پہ لاکھوں سلام

وہ جو مرشدؒ کے دَر پہ جانا رہا
اُس سفر کی صعوبت پہ لاکھوں سلام

باطل فکر و نظر سے رہے معرکے
اُس خداداد جرات پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ لب پہ جاری رہا
خواجہ قاسمؒ کی رِحلت پہ لاکھوں سلام

وہ یتیمی کے دن بھی دیئے دین کو
اُمِّ قاسمؒ کی ہمت پہ لاکھوں سلام

نظیر احمدؒ بھی خواجہؒ کی تصویر ہیں
اُن کی کشف و کرامت پہ لاکھوں سلام

زاہدؒ بے ریا صبر کے بادشاہ
جن کی سب خُو و خصلت پہ لاکھوں سلام

آیا جو بھی تیرے دَر نہ خالی گیا
تیری باباؒ سخاوت پہ لاکھوں سلام

جو بھی حضرتؒ کے دَر سے نوازے گئے
اُن سبھی کی خلافت پہ لاکھوں سلام

قبلہ عالمؒ نے جو دن گزارے وہاں
باراں سالہ رفاقت پہ لاکھوں سلام

شیخ العالمؒ بھی قاسمِ ہیں فیضان کے
اُن کی قلبی محبت پہ لاکھوں سلام

جو خزانے ملے اُن کے دربار سے
اُن کی نورانی وسعت پہ لاکھوں سلام

عظمتوں کا نشاں نسبتوں کا جہاں
اُمِّ اہل طریقتؒ پہ لاکھوں سلام

جن کی صحبت سے سالک بھی مانگت بنا
پیر کاملؒ کی نسبت پہ لاکھوں سلام

❁❁❁

ختم خواجگان شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	100 بار	یَا مُسَبِّبَ الۡاَسۡبَابِ	100 بار
درود شریف	100 بار	یَا مُفَتِّحَ الۡاَبۡوَابِ	100 بار
سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃ	100 بار	یَا غِیَاثَ الۡمُسۡتَغِیۡثِیۡنَ اَغِثۡنَا	100 بار
سُوۡرَۃُ الۡانۡشِرَاح	100 بار	یَا دَلِیۡلَ الۡمُتَحَیِّرِیۡنَ	100 بار
سُوۡرَۃُ الۡاِخۡلَاص	1000 بار	یَا مُنۡزِلَ الۡبَرَکَاتِ	100 بار
اَللّٰھُمَّ یَا قَاضِیَ الۡحَاجَاتِ	100 بار	یَا مُجِیۡبَ الدَّعۡوَاتِ	100 بار
یَا کَافِیَ الۡمُھِمَّاتِ	100 بار	اَللّٰھُمَّ یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ	100 بار
یَا دَافِعَ الۡبَلِیَّاتِ	100 بار	یَا اَللّٰہُ یَا رَحۡمٰنُ یَا رَحِیۡمُ	100 بار
یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ	100 بار	یَا خَیۡرَ الرَّازِقِیۡنَ	100 بار
یَا حَلَّ الۡمُشۡکِلَاتِ	100 بار	اَللّٰھُمَّ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ	100 بار
یَا لَطِیۡفُ یَا قَوِیُّ یَا عَزِیۡزُ	100 بار	آمِیۡن	100 بار
اَللّٰھُمَّ یَا شَافِیَ الۡاَمۡرَاضِ		درود شریف	

(چند منٹ مراقبہ) ذکر چند بار کریں۔

۱۔ لا الہ الا اللہ (پہلے بلا تکرار اثبات کے تکرار سے)

۲۔ الا اللہ ۳۔ اللہ ھو

ختمِ قاسمی

سورۃ الفاتحہ بمع بسم اللہ شریف	۷ مرتبہ
الصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلیکَ یَا رسول اللہ a شَرِّفْنِی بِجَمالِکَ	۱۰۰ مرتبہ
یا حیُّ یا قیُّوم	۱۰۰۰ مرتبہ
دُرود شریف بمع بسم اللہ شریف	۱۰۰ مرتبہ
سورۃ الفاتحہ بمع بسم اللہ شریف	۷ مرتبہ
اَغِثْنِی یا غِیاثَ المُستغیثین بحرمت حضرت خواجه محمد قاسم موھڑویؒ	۱۰۰ مرتبہ

☆ مراقبہ و دُعائے خیر

☆ ختم خواجگان شریف و دیگر وظائف میں جو دُرود شریف پڑھا جاتا ہے وہ یہ ہے:

اللّٰهم صلِّ علیٰ سیّدنا محمّد و علیٰ آل محمّد و أصحابه و بارک وسلّم.

صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس

صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس کے زیرِانتظام اس وقت 3 ادارہ جات کام کر رہے ہیں جن میں (۱) **دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ، مدینہ نگر پلہیر ایبٹ آباد (۲) صدیقیہ گرلز کالج، پٹن خورد ایبٹ آباد (۳) مدرسہ محی الدّین غوثیہ، مصطفیٰ آباد راڑہ مظفرآباد** شامل ہیں۔ ذیل میں اِن ادارہ جات کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقہ

دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ (ملحق تنظیم المدارس پاکستان) تعلیمی و سماجی خدمات سرانجام دینے والا ادارہ ہے جس کی بنیاد حضور شیخ العالم الحاج پیر محمد علاؤ الدین صدیقیؒ کی ہدایات و رہنمائی اور روحانی سرپرستی میں الحاج مولانا پیر عبدالغفور نقشبندی (المعروف استاد جیؒ) نے آج سے تقریباً 20 سال قبل مظفرآباد اور ایبٹ آباد کے سنگم پر واقع ایک مضافاتی علاقہ مدینہ نگر پلہیر میں رکھی۔ دارالعلوم میں باقاعدہ کلاسز کا آغاز 2006ء میں کیا گیا۔ اس ادارے میں دو مرکزی شعبے قائم ہیں:

شعبہ تحفیظ القرآن

اس شعبے میں پرائمری پاس طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ قابل اور ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی طلباء کو ناظرہ و حفظ قرآن کے ساتھ تجوید و قرات بھی سکھائی جاتی ہے۔ نیز قرآنی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں بچوں

کو مڈل تک کی تعلیم دی جاتی ہے تا کہ طلباء حفظ کی سعادت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علمی و عملی میدان میں کسی سے پیچھے نہ ہوں۔ ادارہ ہذا میں اس وقت تقریباً 122 طلباء حفظ قرآن کی کلاسز میں موجود ہیں جبکہ تقریباً 125 سے زائد طلباء اس وقت تک حفظ قرآن کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

شعبہ علوم شریعہ

اس شعبے میں مڈل اور میٹرک پاس طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ علوم شریعہ کے ساتھ ساتھ طلباء کے لیے عصری تعلیم کا انتظام بھی ہوتا ہے جس میں میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے تک کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلباء کو مختلف پروفیشنل کورسز جیسے کہ اے ٹی سی، بی ایڈ، ایم ایڈ، فاضل عربی وغیرہ بھی کرائے جاتے ہیں تا کہ اس ادارے سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء عملی و علمی میدان میں کسی مایوسی کا شکار نہ رہیں۔ ادارہ ہذا میں اس وقت 55 طلباء زیر تعلیم ہیں جبکہ 50 طلباء سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔

لائبریری محمد المدّاح

طلبہ کی تحقیقی، علمی و فکری بالیدگی کے پیش نظر ادارے میں ایک خوبصورت، شاندار اور پُرسکون لائبریری قائم کی گئی ہے جو محمد المدّاح کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں مختلف موضوعات پر کثیر تعداد میں کتب موجود ہیں جہاں طلباء وقتاً فوقتاً اپنی علمی تشنگی بجھاتے ہیں اور تحقیقی کام سرانجام دیتے ہیں۔

ہاسٹل (رومی بلاک)

ملک کے طول وعرض سے آنے والے تشنگانِ علم کے لیے دارالعلوم میں اقامتی ضروریات کے پیش نظر ایک بہترین اور دلکش ہاسٹل کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو رومی بلاک کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں دورِ حاضر کی ضروریات کے مطابق ہر طرح کی سہولیات مہیا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جدید طرز پر بنے اس خوبصورت ہاسٹل کا افتتاح 28 اپریل 2018ء کو جانشین حضور شیخ العالم حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر پیر محمد سلطان العارفین صدیقی الازہری مدظلہ العالی نے فرمایا۔

کمپیوٹر لیب

اسلامی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے طلباء کے لیے ایک بہترین کمپیوٹر لیب قائم کی گئی ہے جس میں بچوں کو کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف کسم کے شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔

کھیل

طلباء کی جسمانی صحت کی بحالی اور تفریح طبع کے لیے روزانہ کی بنیاد پر مختلف گیمز کا اہتمام کیا جاتا ہے، جن میں بالخصوص فٹ بال، والی بال دوڑ اور رسا کشی وغیرہ شامل ہیں اور ہر سال طلباء کی حوصلہ افزائی کے لیے مختلف کھیلوں میں مقابلہ جات منعقد کیے جاتے ہیں۔

مقابلہ جات

طلباء کی ذہنی خفیہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لیے ہر سال مختلف قسم کے

مقابلہ جات منعقد کیے جاتے ہیں جن میں حسن قرات، حسن نعت، تقریر، کوئز، مضمون نویسی اور اذان وغیرہ شامل ہیں۔ تا کہ طلباء کے اندر اعتماد پیدا ہو سکے اور عملی زندگی میں تبلیغی فرائض کی سرانجام دہی میں آسانی پیدا ہو سکے۔

ہم نصابی سرگرمیاں

طلباء کی ذہنی، جسمانی اور اخلاقی نشوونما کے لیے تعلیم کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے کیونکہ یہ طلباء میں رہنمائی کی صفات پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان میں بالخصوص مختلف قسم کے کھیل، اسکاؤٹنگ میگزین میں حصہ لینا، تقریری وتحریری مقابلہ جات میں حصہ لینا شامل ہے۔

بیسک اسلامک لرننگ کورس

زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی اور ہر عمر کی خواتین کے لیے آسان اسلام اور قرآن فہمی کے مختلف کورسز ترتیب دیئے گئے ہیں تا کہ ہر گھر تک کم از کم دین اسلام کی بنیادی اور ضروری باتیں پہنچ سکیں۔ اس مقصد کے لیے چھ ماہ کے مختصر دورانیہ میں ناظرہ، تجوید، ترجمہ وتفسیر قرآن، بنیادی عقائد، فقہی معاملات اور خواتین کی عائلی و معاشرتی زندگی سے متعلق مسائل کو جدید انداز میں پڑھایا جاتا ہے۔

مدرسہ محی الدّین غوثیہ

اگست 2020ء میں دارالعلوم ہذا کی ذیلی برانچ مدرسہ محی الدین غوثیہ (رجسٹرڈ) مصطفیٰ آباد راڑہ میں باقاعدہ طور پر حفظ قرآن کی کلاس کا آغاز کیا گیا، جس میں صبح 6 بجے سے شام 5 بجے تک حفظ قرآن کی کلاس ہوتی ہے۔ 25 سے زائد مقامی طلباء اس وقت اس ادارے میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جبکہ 50 سے زائد طلباء و طالبات ناظرہ اور 20 سے زائد طالبات ترجمہ وتفسیر قرآن کی کلاس میں زیر تعلیم ہیں۔

صدیقی ایجوکیشنل کورسز

دُور دراز دیہاتوں میں طلباء و طالبات کی تعلیم و تربیت کے لیے سپیشل صدیقی ایجوکیشنل کورسز کا اجراء کیا گیا ہے۔ ان کورسز میں بالخصوص معذور، بے بس اور مستحق افراد کی تعلیم شامل ہے۔ ان کے علاقوں میں جا کر ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں اُن کے لیے ناظرہ قرآن، ترجمہ وتفسیر قرآن اور عقائد و معاملات کے علاوہ دیگر کورسز بھی شامل ہیں۔

صدیقیہ گرلز کالج

دین اسلام مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دلاتا ہے۔ خواتین کی تعلیم و تربیت بھی اتنی ہی اہم اور ضروری ہے جتنی مردوں کی۔ اسی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس نے صدیقیہ گرلز کالج کی بنیاد

رکھی جس میں خواتین کے لیے الشہادۃ الثانویہ، الشہادۃ العالیہ اور الشہادۃ العالمیہ کی تمام کلاسز بالترتیب جاری ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تجوید قرآن اور ترجمہ وتفسیر کی کلاسز کا خصوصی اہتمام موجود ہے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچیوں کے لیے عصری تعلیم میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے تک کی کلاسز بھی جاری ہیں۔ اس وقت تک 50 سے زائد طالبات اپنا کورس مکمل کر کے مختلف جگہوں پر خدمات دین کا فریضہ سرانجام دینے میں مصروف ہیں جبکہ 50 سے زائد طالبات اس وقت زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو رہی ہیں۔

سماجی و معاشرتی خدمات

صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس نہ صرف نادار و مستحق افراد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے بلکہ معاشرے میں غریب و نادار خواتین و حضرات کے مسائل اور ضروریات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ان کی مالی امداد بھی فراہم کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے صدیقی ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ کے نام سے ایک ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے جبکہ عید الاضحیٰ کے موقع پر اجتماعی قربانی کا اہتمام ہوتا ہے جس کے ذریعے سے نہ صرف ہزاروں مستحق افراد تک گوشت پہنچایا جاتا ہے بلکہ کھالوں سے حاصل ہونے والی آمدنی دارالعلوم اور دیگر مستحق افراد پر خرچ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یتیم بچیوں کی شادی میں امداد اور مختلف علاقوں میں مستحق و نادار افراد تک موسمی اعتبار سے ملبوسات کی تقسیم بھی ہوتی ہے۔

الحمد للہ! یہ اَمر باعث مسرّت ہے کہ ادارہ ہذا جگر گوشہ حضور شیخ العالمؒ حضرت علامہ ڈاکٹر پیر محمد سلطان العارفین صدیقی مدظلہ العالی (سجادہ نشین دربار عالیہ

نیریاں شریف) کی سرپرستی اور حضرت علامہ صاحبزادہ خلیفہ محمد نواز صدیقی ہزاروی صاحب کی کاوشوں سے اپنے محدود وسائل کے باوجود اپنے عظیم مقاصد کے حصول کے لیے عملی کوششوں کا آغاز کر چکا ہے۔ طلباء و طالبات کی تعلیم و تربیت کے لیے مختلف تعلیمی مراکز قائم کئے گئے ہیں جو شب و روز اپنی خدمات بحسن و خوبی سرانجام دے رہے ہیں، جبکہ بعض منصوبہ جات تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

زیر تکمیل منصوبہ جات

۱۔ صدیقیہ گرلز کالج اور ہاسٹل کی تعمیر

۲۔ طلباء اور اہل علاقہ کے علاج معالجہ کے لیے ہسپتال کا قیام

۳۔ اسٹاف دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ کے لیے رہائش گاہ کی تعمیر